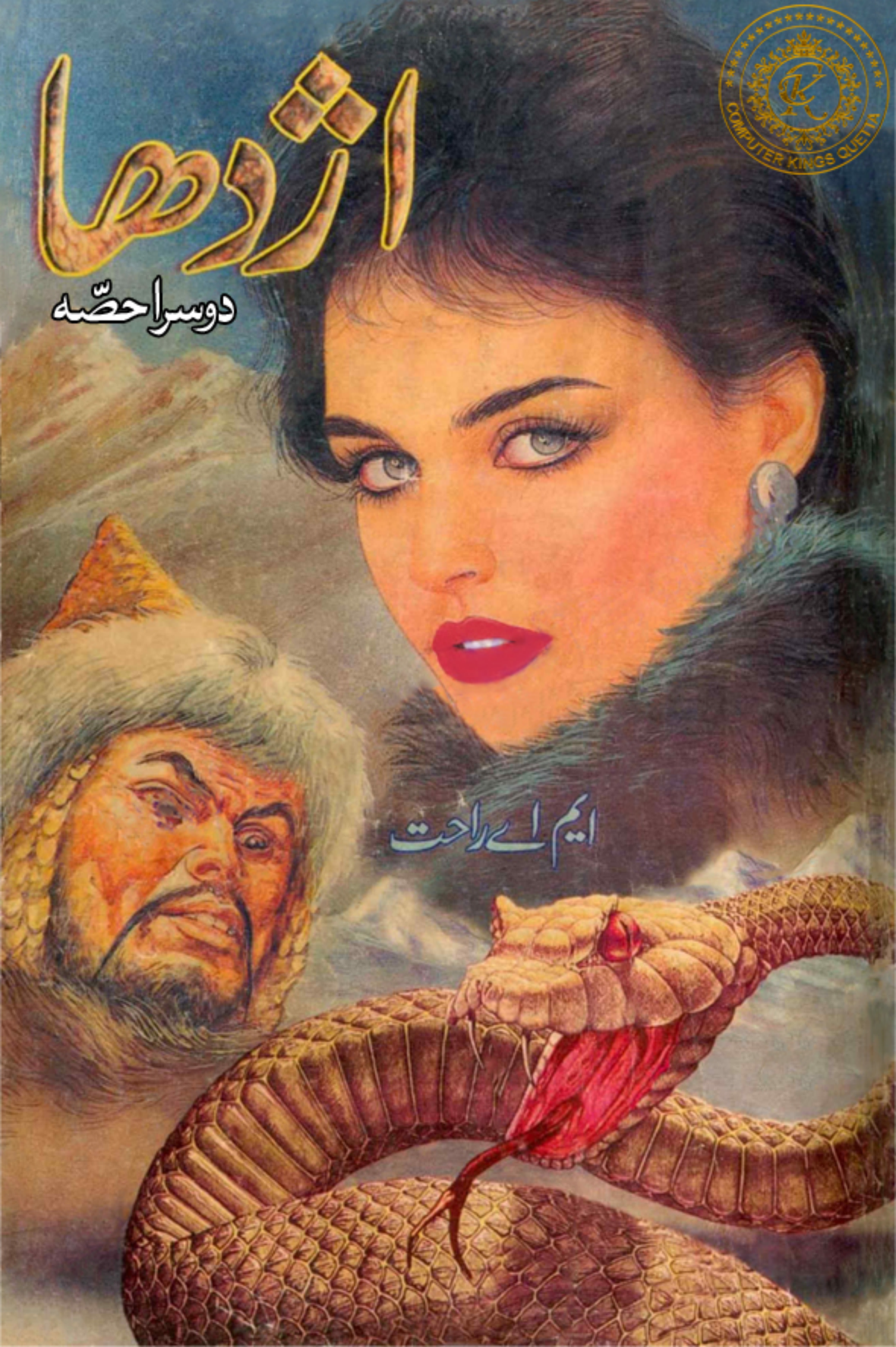


# اثر دھما

دوسرا حصہ



ایم اے راحت





بہارِ عشق، عشقِ بہار

پار اول ————— ۲۰۰۱ء  
مطبع ————— پرائیڈ پرنٹرز، لاہور  
کمپوزنگ ————— المہینہ کمپوزنگ سنٹر، لاہور  
قیمت ————— ۲۰ روپے

سنگدل پٹانوں کے انیس سے

ہوس اقدار میں جتا ہو کر اپنے خاندان قبیلے اور مادر  
گیتی کے تمام مقدس رشتوں کو پامال کرنے والوں کی  
استانِ عبت۔ سیاہ کار و مکار فرغیوں کی گھٹاؤنی  
سازشوں کا قصہ "لفظ لفظ جوش" سطر سطر ایکشن

روشن دربر ریت کے میرا پ۔ پتر صفت کی سرگزشت

یہاں سے گزرتے تھے اور قبیلوں نے آپس میں بل کر جہاں پر  
قافلوں کے لیے آرام گاہیں تیار کر لیں اور پانی کا انتظام کیا تھا۔  
سارا خانے بنائے تھے اور لوگوں کو دعوت دی تھی مگر وہ یہی  
کلہو بکر نہا ہی تو مسافروں کی ضرورتوں کی سیاہ و مناسب جیت  
پر فرطت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بٹہ مارا ازاں اس سے فائدہ  
اٹھا یا تھا اور یہاں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس طرح کلہوں  
سراٹے کی آبادی بڑھتی گئی تھی اور یہاں مختلف قبیلوں کے لوگ  
آج بھر گئے تھے تعلق خیل کے لیے اس سے آج بھی جگہ لور کئی نہیں  
تو سکتی تھی۔ قبیلوں کے لوگ اپنے قبیلوں میں جاتے تو ان کی  
خبریں بھی لاتے تھے ان خبروں سے قبیلوں کے حالات بھی معلوم  
ہوتے رہتے تھے اور یہاں تعلق خیل سے لیے باغی سکون بھی  
کڑی کی خوشیوں کے خاطر خواہ نتائج نکل رہے تھے۔ انھوں نے  
بڑے قبیلوں میں پھیلائی تھی وہ زندہ بکلی جلد ہی تھی۔ تعلق خیل  
نے چند لوگوں کو اس کے لیے قصور کر لیا تھا کہ کوئی بھی فائدہ  
کسی قبیلے سے آنے تو اس کی خاطر مدد کرتے کہ اس سے ان  
کے قبیلے کے حالات پوچھ جائیں۔ چنانچہ جب بھی وہ کلہوں کو ان  
دم لینے کے لیے واپس آتا اس کے لیے بہت سی ملامت  
ہوتی تھی۔

اس بار ہر سلاسر بیل بوجھنے تھے جنہیں انسان تھے نہ جانور  
دوڑ دھوپ نے انھیں نہ چل کر دیا تھا ایک ایک ٹیک کا ٹیکہ  
تھے اس لیے تھکی کھلی نہیں کرتے تھے۔ تعلق کو ان کی وجہ  
سے اس نے مقصد میں کامیابیاں حاصل کر رہی تھیں۔

کلہوں میں تسنن نان نے اپنے قدم ابھی طرح  
لگائے تھے۔ دھڑلے سے اس کے پاس کسی نہ کسی بٹہ آپ کو تو وہ  
سنگرہستی سے مل رہی تھی۔ آقا اور اب ویرانوں کے نام سے ظہور  
آج کی تھاکار دہاری پڑتواری میں بیٹوں کے نام کر دی تھیں۔ اس  
کی زندگی کا صرف ایک ہی مقصد تھا۔ وہ بیکر راول خیل کو گھسٹل  
کلہوں سے تیار ہوا کر رہا ہے۔ یہ کلہوں میں ہر راول کا سب سے  
جدا و غصہ دہی تھا۔ پہاڑوں کی بقا کے جذبہ کے ظہار میں تھی  
سہاٹی نہیں تھی جتنی وہ کی بکرتا تھا اسے تو اس ایک ہی شخص  
تھی کہ اپنے دھڑلے سے جلد سے

بہت فائدہ حاصل ہوا تھا اور اس نے قبیلے قبیلے کو گھسٹ کر  
غیر کوہ کے علاقوں کو زہر پھیلادیا تھا۔ سلاخی کے نام پر اس  
نے ان قبیلوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ مشترکہ حدود میں  
اور غیر کوہ کے مقابلے پر نکل جائیں۔ یہی سبب تھا۔ تعلق  
ہو جانے تو پھر سلاسر کے ساتھ کاروں سوانے واپس آجائے۔

مخبر گھوڑے والوں کے سلسلے میں مسلسل اطلاع مل  
رہی تھی کہ گھوڑے اور کہیں انھوں نے کون سی بستی کو تاراج کیا۔  
اور کتنے احرار ان کے قتل کا شکار ہوئے۔ تعلق خیل کلہوں سراٹے  
میں ایک میر کی حیثیت رکھتا تھا اس نے خود کو بہلی بنایا نہیں  
کیا تھا اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں اس کا راز فاش نہ ہو جائے۔  
کلہوں سوانے کو بکسڑا ہی جگہ تھی اور یہاں کا کوئی سردار نہیں  
تھا کیوں یہ علاقہ اس کے بہت سے قبیلوں کے زیر نگین  
تھا۔ دراصل یہ جگہ ایک سرد گاہ تھی بہت سے قبیلوں کے ماننے

استلحٹ  
علی بک سٹال  
نسبت روڈ چوک میوہ ہسپتال  
لاہور

ISBN 969-517-037-4



[illegible]

• نہیں مائل خلیفہ پیر سلامہ نے کہا۔  
• مرحوم ذائق خان نے کچھ بھائی عیسیٰ مسیحی ہتھیار  
راول خلیفہ کے ساتھ رہیں۔ کچھ اعتراض نہ تھا پھر راول خلیفہ  
سردار بنا خاتم دنیا سے ملی گئی تھی ذائق خلیفہ بھی مگر  
خلاص کو یہ حق نہیں جوتنگ آقاؤں کی کھو چکا کریں۔ میں نے  
پوری زندگی کبھی اپنے آقاؤں کی کھوت نہیں کی مگر بزرگ  
• ہیں قاتلوں کا عظیم نہیں بن سکتا۔ ہم بکا۔وں کا حق  
ٹھک ادا کرنے کے لیے مجبور رہے نہیں ہیں کچھ نہیں خود خود مجھے قسم  
ہو جانی تو۔ تو آپ خود ہی بتائیں پیر سلامہ میں کیا رہا میرا دل  
نہیں مانتا میں نے شکر کوہ چھوڑ دیا۔ وہ قاتلوں کی بستی ہے اس  
پر بتا ہی مائل ہو گی۔ پیر سلامہ وہ ضرور تباہ ہوجائے گا کیونکہ  
گھونکے ۱۱

- کون بیٹا تاقی ہے اول خان کون بھائی تاقی ہے ۔  
 - تم بتائے کیوں نہیں اول خان کس تاقی کی بہت کر ہے ۔  
 - سردار اول خان۔ اہل شیکہ کے کا سہارا بنی میں ۔۔۔  
 ہماری خانم کا تاقی ہے۔ خدا کی قسم خانہ میں تاقی نہیں  
 اول خان نے انھیں ہلاک کیا تھا اس کی فخر کی بڑی اور وہ  
 خانم کے تاقی ہیں اور اول خان نے اس کی جہیز کے کے وقت  
 طرل کو چیلان بیٹا ہے ۔ اس کی کو شطروں سے نزاری خان  
 نے پختہ خانوں کے ساتھ خود کش کی ہے یہ سب، یہ سب ان کی  
 زلفی میں نے خود مٹا ہے۔ خود اپنے کانوں سے ۔۔۔ اول خان نے  
 کہا اور تعلق خان کہہ چہرے پر غیب سے باتوں پھیل گئے۔  
 اس کے بعد کہ کی چٹی چڑی ہے چل رہی تھی۔ سب کے سب  
 رہا خمار بہت سکے۔ جب کہ ہر سہرا استفادہ پروردہ اٹھا۔

کلی دیر تک میںوں افرارو مختلف کیفیات کا شکار رہے  
تعلیق نے اپنی فہم میں سارا مشہور ترتیب دے دیا تھا۔  
اُسے شیر کوہ سے لڑتے تھے تھی، جسے تالو میں راول خان سے  
تعلیق ہی تھی کہ وہ خود بھی شیر کوہ کے ایک معترف خاندان  
سے تعلیق رکھتا تھا۔ اور زاروق خان کے خاندان کے بعد  
شاہد دوسرا خاندان تعلیق خان ہی کا تھا۔ جو سرداری کے منصب  
کا اہل تھا۔ اُس نے زاروق سے ہمیشہ قاضیت بھی تھی لیکن سردار  
زاروق کی زندگی میں اُس کے خلاف کوئی ایسی کارروائی نہ کر سکا۔  
جو خوش ہوئی۔ پھر اُس نے راول کا سہارا لیا، لیکن راولی جتنا  
بدترین انسان نکلا۔ اُس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اب تعلیق  
کی سبب ایک ہی آئندہ تھی کرا ہے ایسی بدترین موت مار دے  
کر جو بھلے طے عبرت سے آگھیں بند کر کے رہ جائیں۔ ہر چند  
کہ ابھی تک اُسے اپنی کارروائیوں میں کوئی غلطیاں کا کامیابی نہیں  
حاصل ہوئی تھی، لیکن اُس نے اپنی زندگی اس شخص کے بے  
وقف کردی تھی۔ ویسے بھی اب خاموش انسان تھا۔ دیر خان کا  
نام اختیار کر چکا تھا۔ اُس کے چہرے اُس کے چہرے کا تمام کارروائی  
آج بڑھ رہے تھے اور وہ اُن کی کارروائی سے مطمئن تھا۔  
پتا نہ اب اُس کی فہم میں صرف ایک ہی خیال تھا کہ کسی بھی  
طرف اپنا قدمیں سے بدلے اور کسی بھی موقع کو وہ فائدہ  
سے نہالے دے۔ غور و دیر کے بعد اُس نے ازل خان  
سے کہا۔

۴۔ اہل خانہ: ہم نے جو کہانی سنائی، اُس میں سرگزشت نہیں ہے۔ بے شمار شواہد میرے پاس ہی موجود ہیں۔ یہ بتانا ہے کہ راول ولایت سے واپس آنے کے بعد وہیں سے صرف دشمنی کرتا رہے اور آج بھی وہ اپنے وطن کا دشمن ہے۔ ہم ہاں اس موضوع پر گفتگو کر چکے ہیں۔ صرف گفتگو، بلکہ جیل جیل تک، ججائی ججائی جوسکی جہ نے بہت محنت سروسامان لے کر لائیں۔ ایک چنواہی ہے کہ فرنگی ایک بار







میں ہانا بھول کر تم خیر کو دے پانے وہاں ہو اگر میرا دوتا تو  
تم یہ باتیں سننے کے بعد اپنے کالوں کو بند کر سکتے تھے۔  
اپنے منہ کو خاموش کر سکتے تھے لیکن قصہ میرے نہیں  
سنوں نہ اپنے دیا اور تم سب کہ گور کر وہ بد ہو گئے۔  
میں بزرگ سے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں  
بہت ہی اہل خانہ کا شغیر میرے اندر اتنی قوت ہوتی کہ میں  
اپنے منہ کا استعمال کرتا۔  
تو قوت کا شغیر گیا اور وہ اہل خانہ میں آ کر رہا۔  
نے سوال کیا۔  
میں ہلا حاحا بھول کر پھر سے میرے بازوؤں  
میں اتنی قوت نہیں ہے کہ میں کسی کے سامنے اختیار اٹھا سکوں۔  
بائیں ہاتھ کی قوت کم ہو جاتی ہے تو عمل سے کام لیا  
جاتا ہے اہل خانہ ایک بات تم نہیں جانتے؟  
میں تو صرف ایک بار دم بھول نہیں نے صرف خدمت  
کی ہے، اس کا نام کی میری شکل کیا اہل خانہ؟  
نہیں اہل خانہ! سب انسان کے پیش نظر کوئی مقصد  
آتا ہے کہ وہ اپنی خود کو کام کرنے لگتا ہے۔ میں نے کئی دن  
سوچا ہے۔ کھلی خان سے ملو کہ کیا ہے اول ایک بات میرے  
ذہن میں آتی ہے؟  
کیا بزرگ سے اس میں کوئی قوت میرے سامنے کی  
مظاہرے کے کام آسکتا ہے تو آپ یقین کیجئے کہ میں اپنی جان  
بھی اس راہ میں قربان کر دوں گا۔  
زندہ ہا اہل خانہ انسانی دل میں دفن ہونے  
ایک نیک انسان کے لیے ہے یہی امید تھی۔ اہل خانہ نے  
میرے دل کے زہریلے حلقوں کے پیچھے کوٹھیل بنادیا۔ راول  
نے ایک نئی محنت کے بعد میں پہل کر اپنی ماں کو اپنے  
ہاتھوں سے چاک کیا۔ کیا ہے سب کہ گالہ معافی ہے؟ کیا  
شیر کے نو جوانوں کو خود کو کھانے کا پتہ نہ آتا ہے؟  
اہل خانہ! ہر اہل خانہ کا طریق ہے میں نے اس دراصل کا پانی  
بھی ہا ہو کہ اس میں کسی کا کھنڈ کرے۔ بات صرف  
زاتی خان اور خانہ کے انتظام نہیں ہے بلکہ اس زمین  
کی بھی ہے میں کی مٹی سے بنے ہیں اہل خانہ! قصہ یہ کہ کرنا  
ہوگا۔ قصہ راول کے کھنڈ ایک منظم منصوبہ بندی کرتی ہو  
گی۔ اس کے بعد وقت تم سے قوت مانگا ہے۔  
ابھی ان لوگوں میں اتنی جان فروسہ کہ وہ کسی

مقصود کے لیے سرگرداں ہو جائیں۔ اہل خانہ نے جواب دیا۔  
"تو پھر اہل خانہ! ہا اہل خانہ میں نکل جلا... ہاؤ  
میرا دل کی خاک چھانو... نکلیں اس کاخاؤ! خوشی برداشت  
کرنا اور اہل خانہ کو خوش کرو، قصہ یہ کہ اہل خانہ کو  
کہا ہے اور اہل خانہ میں اس کے گوروں کی ناپوں کی آواز کا  
گور جاتی ہے۔ قصہ اسے تلاش کرنا ہے خواہ اس کے لیے قصہ  
کہیں بھی جانا پڑے۔ کہنا ہی وقت صرف کرنا پڑے؟  
"اگر وہ مل جائے تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟  
"یہ کہانی بڑے مافوق الفطرت میں سنائی ہوگی۔ اسے  
اس کے لیے آمادہ کرنا ہوگا کہ وہ اپنے حلقوں کے خلاف کوہستہ ہو  
جائے اور اپنے ہاتھ اور اپنی دلی کا استعمال کرنے کے بعد راول  
کا دشمن بن جائے۔ کام قصہ کر کے اہل خانہ! یہی کام  
قصہ کرنا ہے! اہل خانہ چند لمحات سوچنا کہ پھر اس نے کہا۔  
"لیکن کیا ہو سکتا ہے کہ اہل خانہ راول کے خلاف ہو جائے؟  
"ہو سکتا ہے لیکن نہ ہو لیکن تم تو جان دینے کا حیرت رکھتے  
ہو اہل خانہ! اہل خانہ اس کہانی کے پس منظر زندگی کے  
دور ہو جاتے تو تم اپنی جان اپنے مانگن کی بقا کے لیے صرف  
کرو پنا ہو اہل خانہ! خود میں یہ جنت پاتے ہو؟  
"قصہ کی قسم میں تیرا فعل، مظلوم دل سے تیار ہوں۔  
میں اس کام کی تکمیل کر کے رہاں گا۔  
میں جانتا تھا اہل خانہ! تم نے دیکھا اہل خانہ!  
روگوں میں دوڑتا ہوا ایک شخص ہوتا ہے اہل خانہ یقیناً  
خیر کو دے گا، چل دے گا۔ یہ میرا چھوٹا گویا ہے؟  
اہل خانہ! میری جان، جوش میں ہر گز تھا جواب وہ  
پہل سے نکلنے کے لیے ہے یہی حلقہ تعلق ہے اس کی ہر طرف  
سے مدد کرنے کا وہ کہتا تھا کہ اہل خانہ نے کوئی اسد لو  
قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ دن اہل خانہ نے وہی گزارا  
دوسرے دن جب رات ہوئی تو وہ... خوشی کے اہل خانہ نے  
سے بھول گیا۔ مظلوم انسان کے دل میں قوت کے چہرے پر دان  
پڑے ہوئے تھے اور وہ ہر وقت پر یہ کام کرنا چاہتا تھا۔  
+  
جابر کے زخم ٹھیک ہو گئے تھے وہ اب بالکل صحت مند  
تھا لیکن قتل کی کیفیت بہت تہل پہل ہو گئی تھی وہ اپنے  
دوستوں کے درمیان قہقہے لگانا شروع کیا تھا۔ مگر اُسے  
کئی بار یہ فحاشی پلٹنے پلٹنے دیکھا تھا اس کے چہرے...

ماضی اس کی اس کیفیت سے پریشان تھے اور اس کے  
بارے میں گفتگو کرتے رہتے تھے۔  
قتل خانہ اس وقت تک طاہر نہیں آئے گا جب  
تک کہ وہ فن پانچ سو گوروں کو قتل نہیں کر دے گا اس  
وقت تک اسے چھڑنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس کی دعا کی  
کیفیت کا ہم کو لگتا کہ ابھی طرہ اندازہ ہے۔ شہر مے تیرے  
کرتے ہوئے کیا۔  
"لیکن ان لوگوں کی کارکردگی یہ معلوم ہو چکا ہے۔ وقت  
بات میرے ہے یہی شرم کی ہے لیکن میں نہیں بتاؤں کہ حلا کی  
جس نے دل میں اس لیے ہے میں کر دیا تھا چاہتا تھا قاتل  
اور تم بھول جی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے بغیر ماضی یہی  
ایسی ہی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ہر طور وہ فکری طور سے ابھی  
میں معلوم ہوئی تھی؟  
"پرستی صرف ہے کہ پتا نہیں چل سکا۔  
"کیا؟  
"یہ کہ کوئی ہے؟  
"آہ میں اس کا چہرہ اب لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔  
کم محنت میرے ہاتھوں سے کی کر نکل گئی؟ چہرے کا  
چلنے پھرنے کا۔  
"جابر خان! یہ بات کسی قتل کے سامنے دوبارہ صحت  
فہرنا کہیں وہ تھا ہی دشمن نہ بن جائے؟  
"میں جانتا ہوں، لیکن طرح جانا ہوں لیکن قتل  
کی اس حالت سے یہ حد اس کے ہے۔ وہ پیچھے ہٹنے والا  
آدی ان دلوں کو خاموش رہتا ہے لیکن قہر ہے کہ  
وہ اب تک بن خلوں میں کھل سکتا ہے؟  
"ایک بات ہے تم ان کا ذہنی کر سکتے جابر! وہ یہ کہ  
قتل اپنی طبیعت کا کیا ہی ہو۔ بشمول ہر جملہ آدمی کے  
ہونے اس کے دل میں دم کا شائبہ بھی نہیں ہوتا لیکن وہ ہم  
کو کب کب پتا چلتا ہے کہ اس بات پر کوئی خبر نہیں کیا  
جاسکتا کہ ان دلوں اس کی خاموشی صرف جابر کے لیے ہے؟  
"میرے لیے؟  
"لیکن جابر! وہ چاہتا ہے کہ تم اپنی صحت بحال کرو۔  
پتا تو قتل کے لیے ہے میرے لیے یہ قتل اس کی داہم چاہتا  
ہے۔ چلتے ہو اس نے مجھے کیا ہدایت کی تھی؟ تو لانی بولا۔  
"کیا؟"



تمام مدد ملنے کے چھوٹے ملاشی سے مل جائے تھے۔ وہ  
تو فک و فتنہ کے صحنہ تھے۔ دولت کا انہیں کوئی خاص  
وہ چاہی تھا انہیں تو زندگی میں تحریک و کار خیز ہونے  
کا لالچ ہونے کو مل گیا اور ان کے لیے بہت ہی دل کشی  
و کھلی تھیں باوجود یہاں اس مقصد کے لیے جلاز جلا اپنا  
کام شروع کر دیتا پتا ہوتا ہے۔ ہاں غیبت کوئی بہت  
عزت کے بعد میدان میں جھڑپ ہے تھے طفلان ان کے ہاتھ  
رد ہا تھارت کے تقریباً دوسرے پر تک وہ فاروق سے  
جمل کر پھر اڑھل اور قتل میں سفر کرتے رہے اور پھر ایک  
جگہ انہوں نے قیام کے لیے تنہا کی۔ اتنی دیر تک  
گھوڑے دھڑانے کے بعد گھوڑوں کو کھانز کم کچہ دیر آرام  
دینا ضروری تھا۔

چاند طرف اونچے اونچے پہاڑ کی ٹپے بکھرے ہوئے  
تھے۔ آدھی رات کا چاند فضا میں حقدار ہو گیا تھا۔ بلالوں کے  
گھسے کبھی کسی اسے اپنی آغوش میں بھر لیتے لیکن چاند آن  
کی گرفت سے جھل کر دوبارہ آسمان پر اُٹھنے لگتا تھا وہ پہاڑوں  
میں نشی چاندنی کابل جاتی تھی۔ وہ خاموشی سے اس  
آنکھ میں کود دیکھتے رہے۔ فضل چاقوی نوک سے ایک پتھر  
کھنچ کر مارا تھا۔ اس کا بدن گہری سوچوں میں غم تھا۔

ہر سوچ ہے جو خصلِ خُلق: توکل نے پوچھا۔  
 کہ فیصلے کرنا ہوں۔ تم لوگوں کے ذہن میں کوئی ترکیب  
 ہے ہم کو اس بارے میں معلومات حاصل کر  
 سکیں گے؟

”ایک ترکیب سب سے آسان ہے فطرت: جیسا کہ باہر  
 لے آیا کہ اچانک سیاہ گھوڑوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم جس  
 بسنی کا رخ کریں گے وہاں ہمیں ان کا سامنا کرنا ہوگا۔ ہم  
 صرف بستیاں نہ کھنکھی قسم کھائی ہے لیکن قتل و غارت  
 پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہم بستیاں کو تباہ کر رہے ہیں۔  
 ان میں آگ لگائیں گے، ٹوٹ مار دیں کریں گے۔ ان لوگوں  
 کو کاش کرنے کے لئے یہ سب کچھ ہے حد درجہ ہے“

”وہ... خوب سوچا تم نے۔ واقعی یہ بات میرے ذہن میں نہیں آتی تھی۔ ٹھیک ہے تو پھر آج ہی بات کیوں نہ ہو آج ہی بات ہم اس کا اعلان کیوں نہ کر دیں کہ ہم ان کے سامنے آگئے ہیں۔“

وہ لوگ جو انٹاپوں میں کھڑے کرنے کے بعد کچھ تھکیں خود

بھی موصول کر رہے تھے ایک ذمہ مند شخص جو کچھ محفوظ نہایت  
 باہر سپاہیوں میں بدلتے گئے ان کے سامنے منزل کا کوئی  
 تمثیل نہیں تھا یہی جب مزید کہ وقت گزرا تھا انہیں ایک  
 بستی کے آگے نظر آئے۔ فطرتی زندگی یہ تھا اُس نے ہاتھ  
 اٹھا کر اپنے ساتھیوں سے اُنکے کے لیے کہا اور شکر اکر بولا۔  
 "واہ... مطلب یہ ہے کہ تقدیر بھی آج رات خالی  
 ہاتھ نہیں رکھنا چاہتی آؤ چلو! اور پھر فطرت کا سراپا بھی  
 کی جانب ہو گیا۔ یہ فطرت پہلے سے کسی نہ پانہ بھی ایک اور  
 تہذیب تھا اُس نے آتش فشانی کی بستی میں تباہی پھیلانی  
 آگ کی سونگیاں چھاندی لڑنے لگے تھیں۔ غول سے چھوٹے  
 لوگ چیتے چھوٹے! اور سے اور بھاگتے گئے اُن سب کی  
 زبان پر ایک ہی نام تھا۔ ہانگ سب سے گھوڑے والے۔ ہانگ  
 سب سے گھوڑے والے۔ فطرت اور اُس کے ساتھی بستی کے  
 گرد چکر لگاتے تھے۔ انہوں نے بے شمار گولیاں چھانی  
 تھیں۔ پست سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر  
 بستی والوں کو موصول کے مطابق ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔  
 فطرت اپنا گھوڑا ابھرا کاٹھا آگے پہنچا اور اُن کے سامنے سینہ  
 تان کر کھڑا ہو گیا۔

• سنو بسنی دالو! مجھے معلوم ہے کہ چند فقیر کو گولے مارے خلاف ایک شتم مضبوط تیار کیا ہے۔ میں نے بھی سنا ہے کہ پولیس کے دس دس آدمی اس مضبوطی کی تکمیل کے لیے بھیجے گئے ہیں اور وہ ہمیں اجتماعی طور پر ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ بہت دالو! شاید قصیں یہ بات بھی معلوم ہو کہ ان لوگوں کا کیا حشر بٹھا ہے میں نے ان میں سے ہندو افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور باقی جو بچے ہیں تنوڑے دن کے بعد مکان کی غصہ جیڑی تم تک پہنچ جائیں گی لیکن ایک بات اور بھی سنو! پانچ ایسے مرفود ابن پھار وول میں ہلکے رہے جن کا کہنا ہے کہ وہ بہت بگڑا سا سنا کر رہ گئے۔ میں تم میں سے کسی شخص سے نہیں پوچھوں گا کہ وہ کون ہیں؟ ممکن ہے تم لوگ نہ بتا سکو جو لوگ تمہارے درمیان چاک بنوئے ہیں۔ انھیں میری نہیں بلکہ ان لوگوں کی ذمگی کا سنا سمجھو جنھوں نے طفلی کو لٹکا دیا ہے۔ میں نے تمہارے درمیان لوٹ مار نہیں کی کیونکہ میں نے تم کو کائی ہے کہ جب تک ان پانچ مرفودوں کو خاک و قحط میں نہیں ڈبکتا تو ان کو اس وقت تک کسی ہستی کو نہیں تولد، گا اگر ان کا گرد نہ لہری اس



نکلیا یہ بہتر نہیں بلکہ افسوسناک کہ ہم اس مسئلے میں خان  
طاول خان سے مدد طلب کریں مگر خان نے دنیا دہی  
ہے۔ اُس کا ذہن بہت تیز فکری ہے کام کر سکے اور وہ  
بھلا اہانتا ہے جو کہ عشقوں میں ہم ناام ہو گئے ہیں۔ ممکن  
ہے اس کے مسئلے میں وہ ہیں کوئی بہتر مشورہ دے سکے۔  
وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ہم غم کچھ عرصے کے لیے چھوٹی کار وائی  
منہ کر دیں اور مشورہ ہو کر بیس ہل کر پہلا ہل دیں۔ ان  
لوگوں کو کا ش کریں جو ہمارے خلاف عمل کر رہے ہیں مگر  
ہم میں سے کوئی انھیں پانے میں کامیاب ہو جانے کو چاہا  
ہے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور اس کے  
بعد ہم ان پر ایک منظم حملہ کریں لیکن اس کارروائی سے  
پہلے ہمیں چاراول خان سے مل لینا چاہیے۔ یقیناً وہ اس

”جیسے خواب اس بات پر بھی غیب ہے کہ وہ لوگ  
انسان ہیں لیکن انہیں کوئی ایسی مخلوق نہ ہو جو جانے  
بچھے پرستی ہو۔“

ہستی کی جانب ہو تو ان کے گرد یہاں پڑھنا اور ان سے پوچھنا  
 کہ انھوں نے قصائد سے متعلق کسے کچھ کیا بندوبست کیا اور  
 فضل کو نکار کر قصیدے کیا نشان پہنچا یا پیچھے بس تم سے اتنا  
 ہی کہنا تھا۔ جہاں، منتشر ہو جاؤ جو سر پہنچے ہیں ان کا ماتم کیا  
 اور سیاہ گھوڑے واپس کو نکالیں کر دو؟  
 فضل نے اپنا گھوڑا ہستی کے لیے ٹوڑ دیا اور پھر وہ  
 پانچوں برقی دھمکی سے ہستی سے ماہر نکل گئے لیکن انھیں  
 اس کی کیا مدد نہیں تھی کہ سیاہ گھوڑے واپس آنے کے استقبال  
 کے لیے تیار ہوں گے اور انھیں باقی جلدی اس ہستی کے  
 تدارک ہونے کی خبر مل جائے گی۔ فضل نے اپنا گھوڑا اس  
 قدمہ کی صحت و طاقت ہی تھا ہر دم سے غمزدہ یہاں تک  
 آئے تھے کہ دفعتاً ان پر چاروں طرف سے گولیوں کی ہارش  
 شروع ہو گئی۔ فضل کا گھوڑا ہلک کر الٹ ہو گیا۔ فضل  
 کے دوسرے ساتھی بھی ایک دم سنبھل گئے تھے۔ فضل نے  
 اپنے آپ کو گولیوں کی زد سے بچانے کے لیے گھوڑے کو ایک  
 ٹیلے کے پیچے کر لیا اور پھر یہاں سے وہ مقابلہ کرنے لگے۔ یہ  
 اعزاز لگانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی کہ یہ وہی پانچ  
 سیاہ گھڑسوار تھے کیونکہ ان کے لڑنے کا انداز ہی سب  
 یکساں تھا۔ فضل حق نے گھوڑے کی ٹھہر دانتوں میں  
 دبائی اور پھر اُسے برقی دھمکی سے ایک سمت چھوڑ دیا۔  
 وہ ایک لمبا چمک کاٹ کر ان کے پیچھے پہنچنا چاہتا تھا...  
 اچھا لیکن خوفناک مقابلہ پورے چاروں طرف تھا۔ حق نے مابعد و مابعد  
 آگ اور بھول کی ہارش کر رہے تھے لیکن ان کے منہ مقابل  
 بھی کم نہیں تھے۔ یہ مقابلہ تقریباً ایک گھنٹہ تک جلدی رہا اور  
 اس کے بعد دوسری طرف حاروش چھا گئی۔ فضل اور اس  
 ساتھی پانچوں کی طرح انھیں تلاش کرتے پھر رہے تھے  
 لیکن ان کا اب کوئی وجود نہیں تھا۔ ان کا ہلکا جانا پتا نہیں  
 کس کے حق میں ہتر ہوا تھا۔ فضل نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ  
 کیا اور اس کے بعد وہ رات کے آخری پہر میں پہاڑوں میں  
 گم ہو گئے لیکن دوسری رات پھر وہی ہی ہوں گے اور جیسا کہ  
 رات تھی اس بار انھوں نے ایک اور برقی کار کا تھا...  
 لیکن ہستی سے ابھی ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہی تھے... کہ  
 دھنک ز میں آگ اُٹھنے لگی۔ بھوں کے دھماکے اس قدر  
 شدید تھے کہ ان لوگوں کے بچے قدم کھانا شکل ہو گیا اور  
 اس بار حقیقت اپنی انسانی کششوں کے باوجود وہ ہستی

پانے بار بار قرینے کا شرف سے طلبہ و امیر



جوزیفیان نے اپنے گناہ کو کسی حرمِ سنہیل کا خدا  
 اُس نے اس کے ہاتھ لگا کر اسے اپنی کسی پریشانی کا خدا  
 بھی نہیں کیا تھا۔ راول بھی اُس کے خالص روپ پر  
 حیران تھا۔ اُس گناہ کوئی کیا ہے۔ یہ راول کو بھی معلوم نہیں  
 تھا۔ فریکوں کو بھی کمالِ دین ہوئے تو اُن کے پاس سے  
 جوزیفیان کو کھینچنے والوں نے نشوونما کا اچھا کر لیا۔ اس  
 وقت راول کی حالت کے کھانے پر موجود تھا اُس کا مانتھ  
 کھاتے کھاتے لگ گیا لیکن اُس نے سماجی اُٹھاکر کس کی طرف  
 نہیں دیکھا تھا۔ اس مرحلے کے لیے وہ اپنے آپ کو پہلے سے  
 تیار کر رہا تھا۔ جوزیفیان پر ابھی اس دریافت کا کوئی اثر  
 نہیں آتا اور اُس نہایت پُر سکون لمحے میں کہا۔  
 ”سوشل راول جیل جیل دیکھیں آپ وہاں کو اُن کی  
 جانتے ہیں وہاں پہنچا ہے۔ یہاں اُن کی ہستیاں لٹا دی ہیں  
 انہی دلکش اور حسین عورتوں کو کھانے پر کھینچ کر رکھنے تک  
 خود اس راستہ آپ نے لے لیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا ہو گا کہ

ان سب دلوں میں کیا کچھ ہو چکا ہے جو جان لڑکیاں ان  
دلوں میں کھو گئی ہیں۔ درحقیقت یہ سب کے برف زدہ دل تھے۔  
جس کہیں پہلا دل کی ان دلوں کو جب آپ شیر کوہ سے چم  
بھل کر دیکھیں گے تو آپ ان کے دل کی بھی چاہے گا کہ وہ دل  
یہاں سے ہاتھ کاغذ توڑا کر نہ کہیں یہی نکلے وہ دل کا کائنات  
وہ دل بھی کہ جب آدم سے سیو سکا مت کر رہا ہوں صرف چاہوں  
نکل جائیں آپ ان کے دل کو الٹا دیکھ سکتے ہیں۔ وہ پہلے بھی  
ان کی مخالفت کا حصول چاہتے ہیں۔ کسی کی پہل نہیں کرنا  
کی جانب بھاگنا سبھی چاہتے ہیں۔

• اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو کسی کو تشویش نہ ہوتی  
میں بے شمار افراد پر ہماری بڑ سکتا تھا۔ لیکن اگر یہ دم  
تو زینت کتنی ہیں تو ہر وقت ان کے لیے تشویش کی بات  
نہیں ہوگی۔ آہ کاش میں بھی ان حسین دلوں میں ان کا  
ساتھی ہوتا۔ لیکن اصل میں یہی ہے جو نظر تازہ کر دیا گیا  
ہے۔ کبھی کسی حکم میں مجھ سے مشورہ کیا نہیں گیا۔ ہر طور  
شک ہے میرے ہندوؤں کے درمیان کی گئی ہیں۔ ان کی تیل  
کر لیں۔ اس کے بعد ان پہلا دل کی سب سے... بھی کر لیں گا۔  
دلوں کے درمیان میں دھل دیا۔ جو زینت شکرا اس کی  
ہندو چنے لگی تھی کہ اس نے کہا۔

• تم میں اچھا دل ہے بہت فرق ہے کلر اتم ایک  
نوجوان آدمی جو اپنے تمام سہو و ہمت سے لے کر داریاں  
کی گئی ہیں۔ ان کی تھیل کر لو۔ لڑکیاں تو آتی ہی سیو سیاست  
کے لیے ہیں۔

• شک ہے مجھ کو زینت شک ہے۔ مجھے اس پر  
احساس نہیں ہے۔ ہر دل کی گفتگو نے باقی لوگوں کو تشویش  
کر دیا تھا۔ اس طرح ان لوگوں کو الٹا دیکھنا دلا دیا گیا لیکن  
راول پر اس دھڑلے میں چنبلی تھی۔ اے یہی  
عدالت تھا کہ کہیں وہ لوگ ان کی دلی کاتھنا نہ کر لیں  
جو زینت نے جی توڑ کر دی تھی۔ مخالفت کو سنبھال لیا تھا۔  
پتا نہ ہو کہ کتنے میں مشغول ہو گیا لیکن اس رات تنہائی میں  
اس نے جو زینت سے کہا۔

• آخر تم کب تک سوز اور تھیل کی صحت کو سنبھال رہو  
گی۔۔۔

• اگر اس کا اہلہ ہو گیا۔ راول تو جانتے ہو اس کا نتیجہ  
کیا ہوگا۔ یہاں تمام منصوبہ ملک میں مل جائے گا۔ یہ سب کے

سب کچھ اچھے سے دیکھ لیں گے اور میں دوبارہ ان سے  
رابطہ قائم کرنے کے قابل نہیں ہوں گی۔ مجھ میں یہ بڑا ذوق  
آلاتا ہونے کا اور کہا جائے گا کہ پہلوؤں میں ٹکرائی کر کے  
مافی جوبیت کے واسطے دھمکے کرتی تھی۔ دو لڑکیوں کی مخالفت  
نہیں کر سکی نہیں راولہ! اس مصلحے میں میں بھی یعنی زبان میں  
وقت تک ہند رکھتا ہوگی جب تک پہلا استعداد چڑھائیں ہو  
جائے گا اس کے بعد ہم بھی جانے کا بہانہ کر دیں گے۔ یہ  
حقیقت تو کبھی ان لوگوں کو نہیں بتائی جاسکتی کہ وہ وہاں  
مظلوم لڑکیوں کے ساتھ کیا ہوا اور اول خاموش ہو گیا۔  
وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔  
"ظفر کے بارے میں تم نے کیا سوچا مجھ بھائی؟"  
"پتا نہیں وہ کہاں ہے۔ بہت دیر سے نہیں دیکھا ہے۔"  
"کچھ شوق تو کرو کہ انکے اہل خانہ تو ٹھکانا وہ کتنے قاصدے پر نکل گیا  
ہے۔ کہیں نہیں نہ ہو کہ اس کے دل میں یہ احساس ہو جو وہ کہہ  
تھا اس واقعہ پر اس سے ناراض ہو جائیں گی۔ ظفر کے بارے  
میں بہت خرمی چیز ہے راول خان! میں نے اس کے بارے  
میں جو فیصلے کیے ہیں ان سے تم بھی بہت میں آگاہ ہو کر دو گے۔"  
"پتا نہیں کہاں ہے؟ ہو سکتا ہے شرمیل کی وجہ سے  
اسی پاس ہو کر رہا ہو؟"  
"نہیں! اس نے شرمیل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"  
"مجھ بھائی نے سنا کہ اگر کہا اصل میں وہاں خاموش ہو گیا۔  
شرمیل محنت جو نہ لیا تو دل کا راز انکے انکے ہی سامنے میں اصل  
کو بھی نہیں دیتا چاہتی تھی کہ راول خان میں یہ ظفر کے کاغذ  
ہے اور کہیں یہ حق ہو جس دن مار جائے۔ ظفر کے بارے  
میں اس نے جو کچھ لکھا تھا اس پر اٹھ تھی ملنے وہ بچوں  
کی صحت کا استحکام وہ ظفر سے لیتا تھا جتنی اس نے کسی  
قیمت پر حاصل کرتا جو نہ لیا۔ کہیں کی بات نہیں تھی۔  
دل میں شرمیل کی کھلائی کی غلطی خود کر رہی تھی اس کی  
شکلی سے تھا شاہد کہ کام جو نہیں میں ہونے والا تھا  
بھائی میں ہوتا تھا اور بچوں کا کام وہاں میں تکمیل تک  
پہنچا رہا تھا۔ کئی شرمیل پر وہ کام کے مطابق تھا ہر کچھ  
اور اب ان کا آخری کام ہو رہا تھا۔ وہ شرمیل خاص طور سے  
تیار کی تھی تھی ہے پانی سے پاک رکھا گیا تھا کسی کسی کو گھن  
نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ شرمیل پانی کی نہر کے بجائے کسی اور  
محلے میں بھی استعمال ہوگی۔ پھر اس کا انداز میں بائبل

دوسری شاخیں جو زرخاں کی ہدایت پر غلط فہم تھے  
تیار کی گئی۔ کئی ہزار اعلیٰ درجہ کے فوجیوں کا ہنر سے کھانا جو  
کسی جنگ بند اور کسی سے قتل ہونے والے ایک .....  
شیرنگ کے ہونٹوں پر لپیٹ کر پھینک دی گئی اور جو غلط فہم کی  
تصدیق کے لیے خصوصی طور پر سونا آئندہ سے پہلے شکستہ  
کی گئی تھی۔ سنا آئندہ کے ہال کے ذخیرے کے بعد بھی ایک  
جھگڑا مبینہ طور پر کیا گیا تھا۔ سب سے تاویب لفظی  
آفری سطح تک بھرنا جاری تھا۔ جو زرخاں کی خصوصی دلچسپی  
نے یہ کام بہت تیزی سے مکمل کے مراحل تک پہنچا دیا تھا۔  
بہر طور نہ جانے کیا منصوبہ تھے جو زرخاں کے ذہن میں۔  
باقی دونوں کو اُس نے مطمئن کر دیا تھا لیکن خود مطمئن نہیں تھی  
اُس کے ذہن میں نفرت کا ایک فوجی اُمیدوار تھا۔ اس  
فوجی کی زندگی کون کون آلے والے تھا یہ بات ایک خط  
تھی۔ ایک صحت خردوں کی تحلیل جو یہی تھی اور دوسری صحت  
ان تمام طبقوں کی نشاندہی اور سوسے کر رہا تھا جہاں  
نئی فنی فائنل تھیں جو نئے دلی تھیں۔ چیکنگ ٹیم فیکر کہ  
کے فوجیوں کے لیے پیش کیے جا رہے تھے۔ کچھ عیبوں سے  
تھیں کہ وہ کیا کیا تھا اور دلی ان کے لیے خاصی فیکر تھیں  
تھی گئی تھیں جہاں وہ اپنے فن کا کچھ کر کے اور فاسر سے  
ہی فوجیوں کی لڑیاں اپنے اپنے کاموں سے فیکر ہونے کے  
بعد اس خطہ میں چلی جاتی تھیں۔ نئی تحلیل ہے کہ فیکر کہ  
جس صحت ایک صحت خردوں کے ہونے کی تھی یہیں کہتے آہستہ  
اس کا اشارہ دیتا ہوتا تھا۔ فوجیوں کو روزگار مل  
گیا تھا۔ شیرنگ کی کھدائی سے انھیں ملنے والی خاموشی  
رہی تھی اور یہ تمام رکھ رکھاؤ فیکر کہ کے خزانوں سے ادا  
کی جا رہی تھی لیکن کے ہاسے میں کسی کو فیکر نہیں تھی۔  
نارنگ خان کی فیکر میں بے عزت کے کشادہ نہیں تھے لیکن  
پتا نہیں۔ راول کے کہیں سے انہیں دولت ہی دولت بھری  
تھی۔ یہ کام کا پورا پورا اصول کے مطابق جاری تھیں۔ راول  
ان دونوں کے بھائی تھا۔ ساتھ اسے صوبہ ہونڈا تھا۔ ...  
جو زرخاں اب اُس سے بھی کچھ لپکانے لگی ہے لیکن جو زرخاں  
کے ساتھ اس کا اظہار کرنا بھی ممکن نہ تھا تھا۔ اُس کے دل  
میں آج تک یہ خیال موجود تھا کہ جو زرخاں نے اُس کے لیے  
کتنی قربانیاں دی ہیں اور پھر حقیقت یہ تھی یہ جو زرخاں  
کی کہتا ہے جسے منوں نے ان سے فیکر کہ کہ اس پر ناروا دیا تھا















فقر و غنا کے لیے جو کچھ کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ  
 قیام و کفالت کے واسطے کچھ کر لیں۔

۱۰۔ راقیہ ہے راقیہ اتم خود کو ہوں کو لے کر ایک آدمی کے ساتھ فاضل تک جاؤ اور فاضل اتم ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کام کا بندوبست کرو وہ سب آپس وقت تک پہلے سے پہچانیں گے جب تک یہی فاضل اتم ہوں کو راتے سے فاضل اتم ہیں۔

لیکن بھی خضر! ہمارے بے تحاشے کا ہندو جیت کر باہمی  
فریفتے دھاری ہوگی و غفلت ہے میرا تو شکلا تے ہوئے ہلا  
احمد جونیفران آپس دھڑی۔

مائل! افسوس! یہی حال ہے جو کہ ایک سو گیارہ سال پہلے  
 شیکسپیر نے اپنی "امیڈا" میں بیان کیا تھا۔

میں نے کہا اور چڑھی جی کہ میں نے اسے کیا۔ لیکن جو ریاضات  
کے لیے مجھے روئے کی وجہ سے ملے گی، اس میں کچھ  
تفاوت ہو گا جو ریاضات کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن اس میں کوئی تبدیلی

پہاڑی تھی۔ ہر حال اسے اس سلسلے میں اعزاز کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ گورنر فائن جو پتا ہی دے کر کہتا تھا۔ چنانچہ لوگوں کو کھانا دیکر بخانا لے کر اگلے آگے نہ جانے

سے لیا۔ وہ گھڑیاں تھیں جو کھسکتی ہو کر چلے گی۔ جو زیفاں  
جو بی بی طفیل کے قیام کے لیے بند رہتے تھے اور  
اس کے بعد کدھی دولت سے نوازا کر دی گئی جب اس نے

راہل اعلیٰ کے ذہن میں کچھ عجیب سی باتیں آتی تھیں۔

ہدایت کے مسلمان اس نے پانچوں عہدوں پر ایک شخص کی  
 اللہ کی ان خصوصیات پر پہنچا دیا ہے لیکن اس کے  
 میں ہوتا ہے کہ اس کی کتاب جو دنیا میں اس کے ساتھ

آئی جب مجوزہ نیا بن گبری نیند سوسائٹی تھی۔ وہ بھی لباس  
میں کر کے بیٹ گیا دوسری بج تھانے پر ایک دوسرے  
آئے۔ اس نیند سوسائٹی تھی۔

مکمل انداز میں کوئی خاص بات نہیں اپنی جاتی تھی۔ رولوں نے

تو پوچھ کر کہتے ہوئے اس سے کہا۔  
 "تو لڑتے ہو، اب تک میں تہلہ ہو گیا تھا، مجھ پر اثر  
 نہ تھا، اب میں کہہ رہا ہوں کہ..."

ابھی تو اس نے کہا تھا کہ میں نے تم کو ایک ہی بات سمجھا دی ہے۔ کیا میرے الفاظ کو ابھی بھی سمجھتے ہو...

مطلب: میں کبھی روزِ قضا نہیں لاول نے کہا۔  
 انہیں قضا سے پہلے ہی پرہیز کرنے سے دیکھ رہی  
 تھیں۔ میں کہتی ہوں لاول اور مراد پڑھنے کے قریب آ

اس کی خصوصیت نہیں ہے کہ کسی ناخوشی یا حالتِ تمغہ

”فہر شک ہے بس پڑی جھوٹ کہ اس وقت بھی میرے  
 قابو میں ہیں۔“

فصل ثانی بحوالہ میں مہینہ ہے اپنے چاروں صاحبوں کے ساتھ... اور یہ وہی انجیل اشاعت ہے جس نے ہمارے

اور جیل کو اپنی دھمکی کا شکار بنایا گیا اس سے پہلے میں نے  
 سچی آنکھیں کھولیں مگر جسکے دھمکتے ہوئے منہ سے  
 نا آسان کام نہیں ہے راول خان: کیا سمجھے؟ خیر کوہ کی

یہاں ایک شخص نے باب کا اعلان کرنے والا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ خبر کو دیکھ کر حیران ہو گیا تھا بلکہ اس نے اس کا احترام کیا۔

تھے ہیں جس کی ذہنی صلاحیتیں مخلوق انسانی میں ہیں؟

۹۹ جون رفاہی خیرات کے لیے پھر اس نے نہایت بے پروائی سے  
 لکے ہوئے کہا۔

ہے۔ پھر کہہ کر اٹھ کر چلے گئے۔

1. *Chlorophyll a* (Chl a) is the primary photosynthetic pigment in most plants and algae. It is a green pigment that absorbs light energy in the blue and red regions of the visible spectrum. Chl a is essential for the light-dependent reactions of photosynthesis, where it converts light energy into chemical energy in the form of ATP and NADPH.

ہم نے یہ سب اس کے لئے کیا ہے کہ اس کے دل میں ہر لمحہ  
اس کا نام آئے اور وہ اس کی یاد سے محروم نہ رہے۔

فہر اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہو تو اسے احتیاط سے بچنا  
مستعمل کیا کہ ایک ایک بار پڑھنا دیا گیا ہے اور ہمیں  
پہلے اس کی وجہ سے متنبہ رہیں کہ اس کو نقصان اٹھانا

پلٹے چنانچہ... جو زینتوں نے مشکوٰۃ از غلام احمد کو چھوڑ دیا  
ملاول ایک شخص ہی سانس لے کر جو زینتوں کی موت دیکھنے  
لگا، غلطی کی تفسیر کا فیصلہ بنا، چہرہ اُسے جو زینتوں کے

یہاں جو زلفِ ناز! ابھی کہ سلطنت باقی ہے۔ شاد

کیوں داخل خانہ کیا تم اپنے دشمنوں کے لیے صرف  
ظفر ہی کو آخری چیز سمجھتے ہو؟ ظفر کو ظفر بنانے والا کون

نہیں، جو ریاضی! مجھے کوئی فکر نہیں ہے لیکن فطرت کی

یہ اس وقت بتلائی گئی جب میرے کام کی تکمیل ہو چکی ہوئی۔

وہ کیا ہے؟  
وقت سے پہلے جاننا ہے کہ ہمارا دل صحت مند ہے؟  
نہیں، جوئیہ لیاقتی، اگرچہ وہ وقت سے پہلے گزار رہی ہیں کہ

دوسری خبر کہ بعد اس پاس کے قیام قبائل ان پاکی  
سید غفر سہول سے شدید نفرت کرتے ہیں اور ان کی  
صیت کے حوالوں میں۔

موتی حلقہ میں بات ثابت کر دی کہ ہم اس کی پشت  
پناہ نہیں دیں۔ ہر چند کہ لوگ اس بات کا یقین نہیں کرتے

لاشعیر فیروزہ کے بہر وسیع و عریض میدان میں تہاں کے  
سانے کے لیے پیش کی جا رہی تھی اور ان لوگوں کو بتائیں

عالم کے لیے ایک نیا دور

میں نے انہیں ۱۹۶۱ء کا راجل تم کو دے دیا۔ اس سبب نے مجھے  
 اچھے کاموں اور فلاحی کاموں پر اپنے ہوش کی آخری شکل  
 دیکھی۔ ان کے حوالے کر دیا اور اس سے ایک زمانہ نکاسکتے

اس کے لئے اس کے اسلاف نے یہ امر حقیقت قبول کی سواری  
کھائی ہے۔  
راول کی آنکھیں غنیمت حیرت سے اپنی بیٹی کی طرف

تیس۔ گزنی کی بلا کا کافی سوا دھمبہ اس ہوتا تھا۔

مذکورہ بیان حاکمیت سے پہلے عمومی ہوتا تھا۔ جس پر عمل آئے

”وہ دوسرے خلاف فوجی حاکم؟ حق پر مبنی اختلاف میں ہوں۔“

نہیں مبرا کھل بیٹھا تاکہ اس نے سنی خیر ایسی  
ہا اور غلط لہے سانسوں کی طرف دیکر کہنے لگا: تب ہر غلطی  
نے کیا۔

• رزم کے ساتھ رزم اور ہجرت کے ساتھ رزم۔ بن دوغلوں  
چیزوں میں سے ایک کو بھی حکم کر دیا جائے تو نصرت حال بہتر  
نہیں ہوتی۔ یہی چاہتی تھی کہ ان سرنگوں کو سامانہ کر لیں

کے خدیجہ نے اپنی حریف کو ہتھیاروں کی آغوش میں لے لیا۔ اس کے بعد ہم لوگ سید محمد رسول اللہ کے خلاف کارروائی شروع کر دیں گے۔ اس میں میں برابر قلعہ کی شرکت۔ چھوٹی

ہم آج کے خاتمہ کا یہودی نہیں ہے۔ چلو

یہ سائنس کا جو یزافان نے کیا اور کسے عہد ہر  
بھل آئی۔ ماضی تو ایک سامنے کی حقیقت رکھتا تھا ماضی، 'حیرم'  
تو وہ زمانہ تھا جس میں وہ اپنے وقت کے ساتھ ساتھ آئے تھے۔

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

بہارِ پاکستان کے لیے







ایک ہوں جو رول تان کے دشمن ہوں۔ میں نے اپنی طاقت  
بھی لپٹا لپٹتے ہوں۔ میں نے ایک اب ظفر نہیں کھینچا۔  
جادو سے متاثر نہ ہونے کی حرصت ہوئی۔ اس نے اپنی طاقت  
لڑائی میں کیا تھلا۔ بلکہ جو زبان رول کے خلاف کرتی ہوئی  
میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ مظاہر اور مستحق تھی۔ یہی ہے جس  
نے کوئی خاص کام انجام نہ دیا ہو۔

وہ رول اس پرست اعلیٰ شریک میں دوبارہ داخل ہو  
گئے۔ شہر اور ظفر ساتھ ساتھ کھیل رہے تھے۔ تو لائی جابر  
اور فرزانہ جالی سے شریک کی نظروں سے ہٹا دیا۔ وہ لوگوں کو دیکھ  
رہے تھے جو چھوٹے کڑا شکر بتائی گئی تھیں۔ شہر میں لکھا۔  
"ظفر! ابھی خانہ ڈھانکی سب سے عجیب اور سب سے  
ذہین محنت ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔  
" ظفر نے کہا جس پر سب سے بڑے گھر تیار ہونے لگے۔ اس کا نام قصور  
بھی نہیں کر سکتے اگر کسی اپنا روبرو ذرا بھی نرم کرنا تو میرا خیال ہے  
اس جیسے لوگوں کو نالائقی سے بے بس ہے۔ اب رہتا ہے۔  
" مطلب؟ شہر میں خاندان نے پوچھا۔

"اے شہر! وہ دونوں لڑکیاں بھی خانہ کی بیوی تھیں۔  
جنہیں پہلے عام لڑکیوں کی طرح مارا دیا۔ اس وقت یہ بات  
دماغ میں نہیں آتی تھی کیونکہ نشہ ذہن پر حاوی تھا لیکن میں  
نے کئی بار اس بارے میں سوچا تھا کہ ابھی خانہ جب بھی ملے  
گی۔ ان کے لیے سوال ضرور کرے گی۔ پھر وہ اب جو کچھ ہوتا تھا  
وہ تو ہو ہی گیا لیکن یہ شریک واقعی بہت شاندار بتائی گئی ہے۔  
شریک بہت جلد پہلے میں ایک تھی۔ حیثیت اختیار کر  
جانے کا۔ ظفر نے کہا۔ شریک میں یہ شک کا کافی آگے بڑھ گئے  
تھے۔ اور ان کی نگاہوں میں اپنی زندگی کے جذبات تھے۔

ایک شریک کا زبانہ حشر نے نہیں بچا تھا کہ دفعہ  
ہی کان پہاڑیہ ڈال کر لڑائی کا عقب سے منٹائی دی اور  
وہ ٹھٹھک کر کھڑے ہوئے۔ شہر کے ایک کھلی سی آواز نکلی۔  
"یہ کیا ہے؟ لیکن اس کے بعد وہ کہنے کے قابل  
نہیں رہا۔ پانی کا ایک ٹوکڑا دیکھ رہے ہوں گا۔ لڑائی ہٹ کے ساتھ  
ان کی جانب بڑھتا تھا۔ نظر آیا اور دوسرے لمحے ان کے پوئلہ  
حواس جواب دے گئے۔ سب ہی نے بے اختیار انداز میں  
آگے کی طرف چلا گئے۔ انھیں اندر جتن کی پوری قوت سے  
دور لے گئے تھے لیکن ان کے پیلوہ تیز رفتاری سے شریک

اس پانی سے بھی پانی تھی اور وہ ہر ایک کے ساتھ ان  
کی جانب آ رہا تھا۔ کن کن کی آوازیں اُٹھ رہی تھیں۔ ان میں  
پہنچ گیا اور دوسرے لمحے اس نے انھیں اپنی آغوش میں سے  
لیا۔ بہت ہی ہونک محسوس ہوا۔ پھر وہ کھڑی تھی۔ چند لمحوں کے  
بچے ان کے دماغ موقوف ہو گئے تھے۔ کون کس طرف گیا اور کہاں  
ہم گیا۔ اس کا کسی کو کوئی اندازہ نہیں تھا۔ ظفر ایک ٹھٹھک  
کا صوت حال کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے سونپنے کھینچ کر تھیں  
رائی ہو گئی تھیں لیکن جب اس نے اپنے چہرے کی طرف پانی  
ہی پانی محسوس کیا اور دیکھا کہ پانی انہیں ہونک خوراک خوراک کے  
ماتحت نہیں لپٹا رہا۔ یہ بچے تھیں۔ بچے تھیں۔ بچے تھیں۔ بچے تھیں۔  
تو اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اس کی ہونک طاقت دایہ پانی  
کے سامنے اس کی حیثیت ایک بچے سے زیادہ نہیں تھی۔ لیکن حاضر  
دماغی سے کام لے کر اس نے اپنے ہونک کو پیش دی اور  
پانی میں قلاب لپیٹ کر لے لیا۔ اس طرح اس کی ہونک رفتاری  
سے آگے بڑھنے کی مقدار رک گئی۔ غصہ یہ تھا کہ چند ہی لمحوں  
کے بعد پانی انھیں لپٹ کر لے گیا۔ اس جتنے میں رخ سے لگا چلا۔

اس کے لیے زکلف کو جو دستی دوسرے کے بدن پاش پاش ہو  
جائیں گے۔ اپنے آپ کو اس نگرانی سے بچانے کے لیے ظفر نے اپنی  
جدید جد کرنا۔ اس کا سامنے کو آواز دینا۔ اس کی ہونک یہ  
ہونا تھا کیونکہ اس میں ایک نہیں لی جا سکتی تھی۔ پانی کی یہ پناہ  
رفتار دفعہ ختم ہو گئی۔ اس کا رول شریک کے آغوش تھے۔ ایک  
ہٹا گیا تھا اور اب دوسری طرف سے پانی اندر نہیں جا سکتا تھا  
کیونکہ راستے میں زکلف آگئی تھی۔ پانی کی مقدار تو کم ہو گئی تھی  
لیکن اس کے باوجود پانی سے بھی بڑھ کر اس میں شریک میں زندگی  
کا پہلے کا شعور ہی تھا۔ لیکن نظر آتا تھا۔ ظفر کے اصرار کام  
کر رہے تھے۔ سونپنے کھینچ کر تھیں تو بہت پہلے منظر ہو گئی  
تھیں۔ اس نے پانی کی سطح پر ہاتھ کی کوٹھن شروع کر دی  
اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں اوپر  
سے کبھی بھی روشنی نظر آرہی تھی۔ شریک کا سامنے کرتے ہوئے  
جو زبانہ نے اسے مدد دی اور پانی کی یہ جگہ دکھائی تھی لیکن  
یہ روشنی اتنے وسیع نہیں تھی کہ ان میں سے آسانی سے  
گنوا جائے۔ تاہم ظفر نے ایک ترکیب سوچی۔ اس نے  
روشنی انھوں کو نشان بنانے کی سہ میں دایہ تیار شروع  
کر دیا اور انھیں پکڑ کر آگے بڑھنے لگا۔ تھیں بچے وہ  
ایک لمحے کے لیے کسی روشنی کے پاس نہ گنا۔ اب رہے کہ یہ انداز

اسے بہت کہ یاد آیا تھا۔ اپنے پانی ساتھی۔ شریک میں داخل  
ہونے والا تو تھا۔ پانی اور اس کے بعد کی جدوجہد۔ اس نے  
تو لائی کے ہونک کو اپنی گرفت میں لے لیا اور اس کی گرفت میں لپٹا  
ہوئی تھی پھر اس کی تلاش کر کے وہ کھینچ کر کے پانی اٹھا اور اس  
نے تو لائی کا چہرہ دیکھا۔ تو لائی بھی زندہ تھا۔ ظفر کے دل  
میں ستر کی ایک بہرہ دور گئی اور جسم کی کھینچ کر تھیں۔ یہ سال ہو  
گئیں پھر وہ ان کے پکڑ گیا۔ تو لائی نے لکڑی پر چبھیں۔  
"میں آئے نہیں سکتا ظفر! لیکن میری آنکھیں کھیں  
دیکھ رہی ہیں۔"

"دوسرے۔ دوسرے لوگ..."  
"آہ! کسی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ میں... میں نہ جانے  
کس طرح بچا ہوں۔ جب پانی کا رول آیا تو میں تیرا ہوا۔ انھیں  
سمت میں بڑھنے لگا۔ کیونکہ بچے اندازہ تھا کہ اب پانی ساکن  
ہو چکا ہے اور اس طرح میں کھلی ہوا میں پہنچا۔"

"میں نے بھی یہی کیا ہے۔ لیکن کیا پانی لوگوں نے... پانی  
لوگوں... وہ ظفر نے اپنے آپ کو پانی میں سنبھالا اور آٹھ  
کھڑا ہوا۔ تالاب کے دوسرے کنارے پر اسے ایک اور انسانی  
جسم پڑا ہوا نظر آیا اور وہ اسے پہچانتی کی کوشش کرنے لگا  
لیکن دوسرے اس کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ وہ بے سندھ پڑا  
ہوا تھا۔ ظفر کی نگاہیں چاروں طرف بٹھکتے تھیں۔ وہ اپنے پیٹ  
دوسریوں کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لائی  
خانہ کی گھبراہٹ اور ایک اور نظر آ رہا تھا تو کیا پانی... پانی  
دو...؟ لیکن ابھی کسی مسئلے میں گم ہو چکا تھا اس کے پس کی بات  
نہیں تھی۔ کھڑے ہونے سے دماغ جھکا گیا تھا۔ وہ پھر اپنی  
جگہ پہنچ گیا۔ تو لائی نے بھی سنبھلنے کی کوشش کرنا چاہی  
لی کوشش شروع کر دی تھی اور ظفر کا سہارا کر رہا تھا۔ کچھ بھی انھیں  
کر رہا تھا۔ ظفر نے کہتے سے کہا۔

"تالاب کے دوسرے کنارے پر شاید ہمارا ایک ساتھی  
اور ملحق ہے۔"  
"کون ہے وہ؟"  
"میں نہیں کہہ سکتا۔ میری ہمدست مانتہ نہیں دے رہی  
بتائیں کون ہے؟"  
"اور پانی دو؟"

"بقا پر ان دو کا تو پتا نہیں لیکن ممکن ہے وہ بھی تالاب  
کے دوسرے کنارے تک پہنچ گئے ہوں۔ تو لائی نے کوئی جواب

نہیں دیا۔ پانی میں سانس لینا کبھی ممکن تھا۔ تاہم یہ پوچھنا  
حال ہو کر کسی قدر زندگی بخش رہی تھی۔ وہ کہہ اور  
پڑھا اور دوسرے شہر ساتھ ساتھ جھڑپے روٹھنا  
اس کی جگہ جسم کی تھیں۔ زانی پانی چاہی تھیں جو اس  
کے ساتھ ساتھ جھڑپے کے لیے تیار تھے لیکن انتہائی  
کڑا اور اس سے کام لیتا تھا۔ وہ اس اندازہ آگے بڑھتا رہا۔  
انہیں چاہیے اس کی زندگی بچا سکتی تھی۔ وقت کا کوئی قصور  
میں ہو سکتا تھا۔ پھر پھر سے پھرتے جا رہے تھے لیکن اس نے  
ات پر قابو پا لیا۔ خود ہی دیکھ کے بعد وہ شریک کے اس  
کھینچ کے قریب تھا جو تالاب سے جا ملتا تھا۔

وہ لے = لہر نکلا تو پانی کی سطح پر ابھرا آیا اور یہاں  
اس کے کھینچے کوئی موجود تھے۔ اس نے وحشت زدہ ہو گئے  
چاروں طرف دیکھ دیکھ پائی اس کا شوش کھڑی تھیں۔ سوتا  
تھیں۔ اس کے کھینچے کو لگا ہوا تھا۔ اب بھی کھینچے بند ہو رہی تھی وہ  
رہا تھا ایک سمت جانے لگا اور خود ہی دیکھ کے بعد تالاب میں  
نکل کر اس کے کھینچے پر پہنچ گیا۔ جسمانی تھیں تقریباً  
تھیں۔ پھر وہ جھڑپے تھیں۔ تالاب کے کنارے اوپر چڑھنا زندگی کا  
جنگ سے مشکل کام محسوس ہوا تھا لیکن بالآخر اس کے بدن  
پہنچ گئے۔ لیکن پھر وہ اس کے بعد وہ کھینچے کی مانند فرس  
رہا تھا۔ اس کی سانسیں دھونکی تھیں۔ پانی تھیں۔ اتنی دیر  
کے سانس روکے رکھنا معمولی بات نہیں تھی۔ سینے میں شدید  
دھڑک رہا تھا۔ پھر پھر سے اپنی تمام تر تھیں ختم کر چکے تھے اور  
ان کے انھیں کچھ دیر اور جو ان جتنی تو شاید وہ جان کے اندر ہی  
پھٹ جاتے لیکن زندگی تھی کہ وہ یہاں تک پہنچ گیا۔ ہونپنے  
کھینچے کا سوال ہی نہیں تھا۔ ہونا تھا۔ ظفر کی آنکھیں آسمانی  
کو دیکھ رہی تھیں۔ یہی کافی تھا۔ اس طرح نہ جانے کتنا وقت  
گزر گیا۔ وقت کا کوئی اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا پھر حواس  
اپنے آہستہ بحال ہونے لگے۔ اس نے کراہ کر روٹھ کر دلی اور  
دفعہ ہی اس کا اندازہ کسی انسانی ہمت سے نکلا اور اس کے  
ذہن کو ایک جگہ سا گیا۔ جسم میں اتنی جان بھی نہیں تھی کہ  
ہلا سکتا۔ وہ وہیں ڈھیر لگے اس کے بدن کو ٹھونکا رہا  
اور دوسرے لمحے اسے اپنے کانوں میں تو لائی خانہ کی آواز  
منٹائی دی۔

"کون ہے؟... کون ہے؟ ظفر نے تو لائی کی آواز پہچان  
لی تھی۔ اس کے ذہن کو ایک شدید جھٹکا تو لائی کی آواز سن کر



مخلول میں داخل ہوتے ہوئے اُسی کالی وقت تک گیا تھا۔  
 وہ اس کے بعد گئے مخلول کے ایک حصے میں انھوں نے ایک  
 بگم منتخب کیا اور وہاں ایک درخت کے تنے کی آڑ میں بیٹھ  
 گئے فخر اب بھی خاموش تھا کوالنی اور شیم خاصاً حد تک  
 دود کو سنبھال چکے تھے۔ پانی سے پیگے ہوئے بدن اور لباس  
 وہ محسوس ہو رہے تھے۔ نوالنی کے اٹھارے پرشیم نے اپنا  
 لباس اتار دیا۔ کوالنی نے فخر سے بھی لباس اتارنے کی خواہش

”نبی ظر لہ! اہمیں یہ سچ حقیقت قبول کر رہی کہ پہلی  
 میں سے اب صرف ہم صرف تین رنہ ہائی ہے میں تو لانی نے  
 فوڈ فوڈ تک نکلی دیا ہے مجھے کہا اور تمہارا کیا  
 نصرت ہے ہم میں اتنی سکت ہے کہ پہلی کی اس سُرنگ سے نکلنے کے

مکمل یگانہ کامل بہ عقل کی دانہ بہ ہر عقل کی۔  
 اس نے عقل خفاں کو تم نے جس سے طوفان سے گردے  
 بات کی تھی تو اب اس سب اس سے طوفان سے گردے نہیں  
 جگہ اس کی کہ میں تھے خاتمہ جزو خفاں کے انتقام کی کھجی  
 محکوم کے ساتھ ہل رہی تھی لیکن اس طوفان کی خوشی  
 اور انھیں نے اپنے سینے میں پھپھار لی تھی۔ وہ اس وقت  
 کا کار کو کھونا چاہتی تھیں جب کہ ان کے چنگل میں وہ  
 ہیں قتل کرنے کا اس سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں تھا۔  
 ہونے لگا تھا، میں سڑنگ میں یہ جا اور اس کے بعد یہ  
 چھوڑ دیا۔ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایک سنگ و تاریک  
 جگہ میں بھرنے والا پانی کسی کو زندہ رہنے کی اجازت دے  
 گا۔ کو اب صرف ایک ہی امید ہوگی کہ وہ جب بھی جائے  
 ہی لاشیں اس سڑنگ سے نکال سکتی ہیں۔ اس لیے انھیں  
 اپنی ذوق نہ ہونوں کا انتقام ہے لے یا ہے قتل ! یہ  
 اور صرف انتقام تھا اور داخل مکان جس طرح خاتمہ جزو خفاں  
 ساتھ اپنی زبان بند رکھتے ہیں۔ آج بھی مدخلت نہیں کی۔

۱۰ اگر تم یہی چاہتے ہو خائف ہو جاؤ گی یہاں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن صاف کرنا، دلیل اور جاننے والے یہ معلوم کرنے کی کوشش مزید کریں گے کہ ہماری فاضول کا کیا ہوا؟ اور خراسانی، ہمنوئی کی کوششیں دستیاب نہ ہوئیں تو دوسرے نوپہا کی تلاش شروع ہو جائے گی اور ممکن ہے اپنی اس کوشش میں ۱۴۷۱ کے بعد وہ پہلے سلسلے میں ہونے والی راستے اختیار کریں



”جی کہتا ہے کہ میں ایک کھڑول کی نگہداشت  
کروں اور ایک ماش دجیو کر تار بھل نہیں مائیں گا کام کرتا  
تھیں خبیث؟“

”اگر کیا کہا تھا اس نے؟“ طفل نے پوچھا  
 ”اگر کہہ نہیں سکتے ہیں یہی کہا تھا کہ گھوڑوں کا خاص طور  
 سے خیال رکھا جائے؟“  
 طفل کے ذہن میں میرے بچے کیا تھا؟  
 ”خاتون! اس تو لڑکی تھی۔ آقاؤں کے ذہن میں کیا ہوتا  
 ہے، غلاموں کو کیا معلوم؟“ اس نے کہا۔  
 ”بھلا اس کا قصہ پتہ نہیں کہ نہیں معلوم چلو شیک  
 ہے۔ کھانا پکانا پڑتا ہے اور؟“  
 ”خاتون! کہہ رہی ہیں؟“  
 ”پہلے کھانے پکانے کی تمام چیزیں موجود ہیں، ہم بچوں  
 کے لیے کھانا تیار کر دیتے ہیں۔“ طفل نے کہا اور وہ کھانسی پھیری سے  
 اس طرف دیکھ گیا جہاں گانے پڑنے کی مجلسیں منعقد تھیں۔  
 طفل حواس سے ایک جگہ بیٹھ کر کسی گہری سوجھی  
 فٹب گیند توڑتی اور شیریں مٹی جھوٹتے تھے۔ دماغ تو لاتی  
 نے کہا۔  
 ”اس سے تو معلوم کر دو خاتون کہ کیا راولی نے یہاں  
 بیچنے کے بعد دوبارہ واپس لائے تھے؟“  
 ”اے صاحب خان! ادھر آؤ! طفل نے اُسے آواز دی۔  
 ... اور پھر سوال کے جواب میں صاحب خان نے بتایا کہ اہل  
 جہ سے اُسے یہاں بھیجوائے اس کے بعد وہ خود یہاں

دانش میں آیا۔ اس نے کسی منت کا مرتب بھی نہیں کیا۔ فطری خاموش ہو گیا تھا۔ کانا اُن کے سامنے گا دیوایا۔ اہل خیر کھانے میں مصروف ہو گئے۔ پیٹ کا ساطع اپنی جگہ تھا اور دوستوں کی صحت اپنی جگہ۔۔۔ تو وہی نے فطری سے کہا۔  
 ” یہاں سے جلتے ہوئے اس آدمی کو شکالے گا دینا ضروری ہے۔“  
 ” نہیں نہیں چاہان کے لیے اپنی زندگی کا پیغام بھیجنا ضروری ہے۔“

ہی حافی کے شکم پر جو گھڑ کا ہے، حافیوں کو پاجا پہننا۔  
شیر کہ یہ بات بھول گیا کہ اگر شہرل خان کی قوت اے حاصل  
نہ ہوتی تو وہ لقمہ اے نہ موت و نامور دیکھا ہو کہ ہی حافی بہت  
طحا ارٹس کر تھر زبوس کے ساتھ دین کے انار گلان

نے اپنے لکھنے کے حکم پر انوں میں ہمارے تھے  
 بھی وہ حق کو نہایت کامیابی سے ہر اس جگہ پر  
 نقل کیا تھا جو اس کی حق اور پھر ظاہر کی سیہ گولی  
 نقل کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن وہ وہاں وہاں نہیں  
 سے فائدہ کر سکتے تھے چنانچہ ان کی دہائیوں کی نقل  
 کی کوششیں کامیاب نہ تھیں۔ یہ وہاں کی نقل  
 حاصل تھی۔ بہترین قسم کی نقلیں اور دور  
 مشرق میں۔

لے نہ تھکے لے اپنے باپ سے بہت بھی مل حاصل کی تھی....  
گلاب ٹیل ایک دفعہ منہ قریب تھا اور اُس کے خڑنے بھرے  
ٹھونے تھے چہنچاس کلام میں نہ تھکا کھڑی بوقت نہیں پیش آ  
رہی تھی۔ اُس نے فضل کے گھر کو اجس طرح متاخذ کیا تھا۔  
وہ پشاند میں ایک مثال حقیقت رکھتا تھا اور اُسے یہ  
اغانہ ہوگا تھا کہ اُس کی بد حال فضل کے گھر پر ہونے لگی

چھ ماہی ٹیپس اس کھڑا نقل کا آسان سا نسخہ بنوا دیا تھا یہ کسی قدرہ کہہ سکتے ہیں کہ کمالی رنگ پہنچا چکی تھی اس کے بہرہ اٹھا لیا۔ عجلت سے نقل کو شیر کوہ کی جانب چلتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور نہ نگاہ کے ہونٹوں پر سکواٹ پھیل گئی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ نقل اپنی تمام تر کوششوں میں ناکام ہونے کے بہرہ شیر کوہ میں جا کر اپنا پھینک کوشش کر رہا ہے۔ تاکہ مزید تباہی نہ کرے کے لیے دوبارہ اپنی غلامی کا درد جاننا۔

فسو خان کے شیر کو میں موجد اس کے آدمی پہنچائی مہارت  
 شیر کو کئی غبر میں ملن تک پہنچا رہے تھے اور اس کے بے  
 انصافی نے جو بے تحاشی نظام قائم کیا تھا وہ بڑی جھگڑا  
 رہا تھا۔ شیر کو کہہ کر وہاں کو حسین رکھوں کے کھال میں  
 ماسٹر کر اور اس کے کھال کی ترنگہ میں ڈال کر ان سے ...

سلطنت حاصل کی جاتی تھیں اور اس سلسلے میں ان لوگوں کے کارکن اپنی عہدگی میں داخل ہو گئے تو ان کی حیثیت معمولی ملازموں کی تھی لیکن انھوں نے کلاسیک کی تعلیم کر عہدگی کے لیے توجہ دیں ملازم جو راول سے قریب ہیں وہ بھی ان کی چال کا شکار ہو کر ان تک پہنچیں اور انھیں مددش کو کہہ چلی کہ عہدگی حاصل کی جائے۔ بلاشبہ ردِ غلط فہمی طور پر بہت جلد تھی اور عہدگی طور پر بھی ہے شال تھی لہذا سپرنٹنڈنٹ سے اسے حاصل دلچسپی رہی تھی اور اس نے جیسے جیسے ماہرین سے اس کی ترغیب حاصل کی تھی۔



یہی وجہ تھی کہ اس کا نشانہ کسی غلاموں جانا تھا اور وہ  
 جو کھانا کھاتی کھاتی اس کی ایک ہتھ پوتی دست بہ دست  
 ہٹکتی تھی کوئی اس کا نام نہ تھا یہ دوسری بات ہے کہ  
 لفظ سے ابھی تک اس کا کوئی خاصہ متاثر نہیں ہوا تھا۔  
 جب لفظ شکر کوہ پہنچا گیا... اور اس کے وہاں پہنچنے کی  
 اطلاع نہ تھی کہ کوئی اس نے بھی گلاب میل جا کر گوندل  
 ہے۔ کاتھنہ کیل کال ہو رہا تھا۔ گلاب میل ہے  
 جتنا ہونے۔ وہ کسی بھی جگہ لفظ کو کوئی کارروائی نہیں  
 کرتے رہتا ہوتا تھا حتیٰ کہ اس کے لیے اسے پیش کیا تو وہ  
 سرگردوں رہتا ہوتا تھا چنانچہ گلاب میل سے بچنے کے لیے  
 وہ نہ چکے تھے۔ لفظ تری سر سفرے کے لیے اسے پیش کیا  
 کو ہایت دینے کے لیے گلاب میل میں داخل ہو گئی اور پھر  
 غنیہ صاحبہ اپنی طرف سے لفظ کو گوندل میں سے مل گوندل کے  
 چہرے پر اسے دیکھ کر مسرت ہوئی۔  
 نہ تھکا ہوا کہ کوئی کہہ رہی تھی وہ گوندل کے لیے چھاتی  
 فخر کا باعث تھی اس نے جسے ہر خوش خاندان میں بیٹی کا  
 غیر متادم کیا اور اس کی پیشانی پر تھی۔  
 "نہ تھکا کو کوئی طرح کے ہذا اپنے سلسلے کے کرے  
 جس قدر مستحق کا احساس ہو رہا ہے۔ یہی ہے الفاظ میں  
 لہجہ بیان کر سکتا ہے۔  
 "اگرچہ اپنے باپ سے مسلسل شکایت ہے کہ وہ مجھے  
 نہ تھکا کے نام سے کہیں مخاطب کرتا ہے؟ کیا وہ اب بھی  
 مجھے قسم شاہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے؟ گوندل اس  
 بلا پھر اس نے کہا۔  
 "مجھے مجبور سمجھنا بیٹے! کیونکہ جب تم تقویٰ ہی تھیں تو  
 میں نہ تھکا کہہ کر ہی تھیں پکارتا تھا اب اتنی پٹائی حالت  
 آسانی سے تو نہیں چھوڑی جا سکتی نہ تھکا ہنسنے لگی تھی پھر  
 اس نے کہا۔  
 "بابا خان! اگر آپ کو یہ سب کچھ خوشی نہیں ہوتی کہ لفظ  
 کی تمام کارروائیاں تقریباً ختم ہو چکی ہیں ایک بستی کو تھکا  
 کیا تھا انھوں نے اس کا ہاتھ سپاہ گوندل کے پاس سے  
 سطوات حاصل کرتے پھرتے تھے اس کے بعد ان کی ملک  
 وہ کسی بستی کو نہیں ٹوٹ سکے وہ چل رہی تھیں۔ ہاتھ  
 سپاہ گوندل سے ان کا تائب کرتے اور ان کی کوششوں کو  
 ناکام بنا دیتے ہیں۔

خود والی کا قاتل پہلے کا لیکن بابا خان! آپ المونان رکھے  
 نہیں ہو گا۔  
 "میں نے کہا اور استقامت بھی کہے ہیں۔ شفیق کہ اب  
 میں کیا دوسری سے چھل ہر کی دھنیا سے آنے والے ہوتی ہیں  
 کہتے ہیں اگر کوئی فری لولی طیر کوہ کی جانب سفر کرتی ہوئی  
 لڑنے تو اس میں سے کوئی شخص بھی زندہ نہیں چھوڑا جائے  
 گندیں اس بات کی بھی ستر ہوں کہ جزیان کے مدعو کھانے  
 کھانے کوہ کی طرف سفر کریں۔ لفظ کی اصل ہے میں ہو کر...  
 ... شیر کوہ وہیں چلا گیا ہے وہ جتنا دھندہ صفت انسان ہے  
 اسے دیکھتے ہوئے نہیں یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ اس نے شکست تسلیم  
 کر لیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ اتنی قوی ہیں جیج کرنے کے لیے  
 گیا ہے اور اب اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا ہے  
 بابا خان! اگر مادل خان اس کی شکل اور اسے اس کا پشت پناہ ہے  
 اور اسے تمام امداد خیر کوہ ہی سے حاصل ہوتی ہے بلکہ جیسے  
 جس میل ذہن کام کرتا ہے بابا خان! خیر کوہ کا راول خان، لفظ  
 کو سسر فراہم کرتا ہے اور لفظ خان بستیں سے کوئی ہوتی  
 دولت خیر کوہ مستقل کہہ دیتا ہے تاکہ خیر کوہ کی تعمیر ہو۔  
 "میں نے اتھان کوشش کی ہے بابا خان! اگر کوئی ہوتی  
 دولت کو پہنچاؤں میں تلاش کروں لیکن میں اس میں ناکام  
 رہی ہوں۔ تاہم اب آپ ملتی رہی لفظ اور اس کا کردہ  
 کسی بستی کو نہیں ٹوٹ سکے گا۔ میں اس سلسلے میں مزید  
 کھانا استقامت بھی کر رہی ہوں بابا خان! آپ اس بات پر  
 پورا پورا یقین کیجئے کہ خیر کوہ کا راول خان اب اپنی زندگی  
 کے آخری دن میں ہے۔ ہم اسے اس کے مقصد میں بھیج  
 گا یا اب نہیں ہونے دیں گے۔  
 "خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اس بدھت نے بڑی ہی لڑائی لڑی  
 قدم اٹھایا تھا۔ لفظ میں سے لفظ نہ جانے کونسا پیدا ہوا؟  
 ... لیکن خدا کے فضل سے پہلی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں اور  
 ہم پہاڑوں میں اس کی حیثیت ختم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں  
 رہے ہیں یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ نہ تھکا اگر خیر کوہ کی  
 فوجی قوت کیا ہے؟  
 "لفظ بابا خان! ابھی تک اس بارے میں میں کوئی نوثر  
 کام نہیں کر سکی۔ دیکھو یہ بات کہ کوہ ذہن میں رکھنی چاہیے  
 کہ خیر کوہ کے نوجوان اب رقص و موسیقی کے رہتا ہو گئے ہیں  
 اور ملک کا کوئی سوچ آیا تو شاید اب وہ اتنی جنگ بھی نہ لڑیں

جتنی انھوں نے لفظ سے لای تھی۔ یہ بھی خیر کوہ کا ہی گروہ تھا جس  
 نے لفظ کے کام سے لفظ کے لشکر اس طرح سے مزین  
 لگائی تھیں کہ لفظ خیر کوہ کا تھا اور لفظ خیر کوہ کوئی زمین  
 فیصلہ نہیں کیا یا تھا لیکن اب لفظ کے گروہ کو آپ اس وقت  
 میرے حوالے کر دیجیے گا۔ جب لفظ خیر کوہ پر چلا کرے نہیں ان  
 لوگوں کے لئے کا اندازہ نہیں ہوئی اور اب ان سے کہیں بھی  
 نکلنے کے لیے پوری طرح تیار ہوں۔  
 "خدا انھیں ہماری کوششوں میں کامیابی عطا فرمائے۔"  
 گوندل خان نے کہا۔  
 "بہت دن ہو گئے تھے آپ کو دیکھتے ہوئے بابا خان اور  
 پھر آپ کی کارکردگی کا بھی جائزہ لینا چاہتی تھی لیکن میں اس کی  
 تکمیل کے لیے میں نے اپنے آپ کو وقت کیا ہے اسے مکمل  
 ہونے دیتے دیکھوں۔ بس اب اجازت ہا آئی ہوں۔"  
 گوندل خان نے اسے کہہ دوں گئے اور کرم کرنے کو کہا  
 لیکن اس نے آرام کرنے سے عاف انکار کر دیا۔  
 "بابا خان! وہ سب اور پھر عزم لیتے ہیں ہم حالت  
 جنگ میں ہیں اور اس وقت آرام سے بیٹھا ہوا ہے یہ سخت  
 نقصان دہ ہو سکتا ہے چنانچہ مجھے اجازت دیجیے۔ میں ایک  
 بار پھر لڑتی ہوں اور آپ کے سامنے آؤں گی لیکن اس وقت  
 جب خیر کوہ کا راول خان اور لفظ کا اندازہ اس دنیا میں  
 موجود نہیں ہوئے گئے۔  
 گوندل خان نے ایک بار پھر اپنی کی چٹائی کو پور دیا اور  
 نہ تھکا۔ وہ اسے رخصت ہو گئی۔ گوندل خان کی آنکھوں میں  
 مستحکم کے چہرہ اچھل رہے تھے اس کے دل سے اپنی بیٹی  
 کی کامیابی اور سچائی کی دعائیں نکل رہی تھیں۔  
 +  
 راول خان پر خاموشی چھائی تھی۔ وہ کتنے ہی کیفیت  
 میں تھا۔ جزیان کی اس کارکردگی پر اس نے کوئی تبصرا نہیں  
 کیا تھا اور پھر جزیان کی خوشی میں شریک ہو گیا تھا لیکن  
 جب اسے تھکائی ملی اس کے دل میں عجیب سے اثرات ابھر  
 آنے۔ لفظ اس کی اولاد نہیں تھا لیکن اسے لفظ خان سے  
 کہہ کر اسے اسے منہ تھا۔ جب وہ پہاڑوں میں جنگ رہا ہوتا تو  
 راول اس کے ہاتھ میں سوچتا تھا۔ جب وہ اس سے ملنے کے  
 لیے آتا تو راول کو اس کے کانوں پر خوشی ہوتی تھی کہ اس  
 وقت اس کے سونے کا اندازہ نہیں ہوتا کہ اس نے جس سلسلے میں



منہ کی وجہ سے اس کا ہل کھلنے کا وقت آگیا ہے اور یہاں  
اُس کی حرکت مل رہا ہے لیکن یہ صرف اُس وقت تک کی سطحی  
ہی جہت نظر آسکتی ہے جو کہ اس کا اصل ہنس کی صحت کے  
بمقابلہ دل کے دل میں کچھ اور سیوں رنگ آتی تھیں جو زبان  
کے ساتھ تو وہ خوش رہتا تھا لیکن بدلتا اس نے فطرت کے لیے  
دل کو کب تک صحت کی اولیٰ تھاپ کو تباہ کیا بلکہ اس کی وجہ سے  
فطرت کو جو اُسے ختم مصلحتوں اور تباہی کو مصلحت کے کثرت  
پر اور خیر کو مصلحت کے بدلتے تھے۔

عزیز خان نے اسے کھڑے کمرے کا دروازہ ہی نہیں دیا تھا  
 کبھی نہیں اس دروازے کو ایسے مواقع میں کھولا ہے جسے کہہ کر بعض  
 اوقات جو دنیا میں پہلے خاندان کے ساتھ ملک گزرتی تھی اور  
 داخل نہ ہاں جاتا تھا اس وقت بھی وہ ان کے پیشانی پر کب  
 سوچا رہا تھا کہ اگر وہ جانی مسکراتی ہوئی اس کے گریب پہنچ گئی۔  
 اُس نے راول کو غور دیکھتے ہوئے کہا

کہیں پورا آ رہا ہے دیویر؟  
 کیا مطلب ہے تمہارا؟  
 اسے توں جس نے یہ جملے کسی طنز کے طور پر نہیں  
 کر اُٹھیں دیکھنا تو اُن میں سے ایک نے کہا۔  
 مومن دعا میں بل میں بیٹھ کر ایک ننھا سی آوی کہتے  
 کیا مطلب؟

ہے۔ بس اچھے ہی میوے، فینک، شہا، جلیں، پکڑ کر خیرال آگاہ  
 جتنا تمہیں حالت فتنہ کے بارے میں سمجھ رہے ہو؟  
 "تمہیں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا جو ریاضی!"  
 "بلدی سرنگ چھان ماری ہے مرنے لگیں وہیں صرف  
 یہی دو لاشیں تھیں جان کے علاوہ وہیں ان کوئی نہیں ہے"  
 "کیا بکواس کرتے ہو؟ جو ریاضی غرضی۔"

"ایک بار میں خاتمہ! ہمدردی دیکھنے ہیں۔ آپ سے طرح  
پاؤں، اطمینان کریں! وہاں کوئی بھی نہیں ہے!"  
"اوہ نہیں... ج... یہ... ایک ہی ہو سکتا ہے؟ مجھے یقین  
کی آواز لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہو  
گئے تھے اور وہ خشک ہوتوں پر زبان پھر رہی تھی۔"

ہائی گولی میں غوطہ کھینچ لیا ایک نیم تھامس ہے جو اس میں داخل ہو کر طفل اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا لنگہ آغوش ہمارا آغوش ہے راول اس کی تہ میں تو اسرار کے ساتھ غوطہ چلے۔ نیم نے گولی کا ایک حصہ بھی سنبھ کر پیا ہے اس کے لیے ہم ان کی قبروں میں تعمیر کر دیں گے تاکہ ان کے یادگار سے سنبھلنے کی بات ہو۔

مختصر گفتگو کے لیے یہ سنگی ٹپک رہی تھی۔ راول کچھ  
 ہی دیر تو گزرتی تھی اس کے بعد اس کے بازو میں دھتورہ  
 لائے ہوئے تھا۔  
 ”نہیں راول! اس دنیا میں اگر کوئی کسی کے لیے افسوس  
 جس کی لپیٹ میں آئے دلا کر دے تو جس شخص نے نہ بھٹکا ہییت  
 نہیں دیکھا۔ وہ ہوتا تھا اگر کسی فضل کا رخ اس کی اور  
 عورت چنانچہ کی جانب ہوتا تو اس کے سر پر گل سے ڈیرے لگ سکتی  
 تھے لیکن اس نے اپنی اس کیفیت کا اظہار کسی عورت چنانچہ

یہی کیا خاک کہ وہ اس کا مذاق اڑائے گی۔ اسے نڈول  
 دوسری اور دہری نڈول یہ طور نڈول نہیں تھا جس پر کیا  
 نکالنا ہے کہ اس کا مادہ یہی کیا تھا۔

یہ مشہور زارن خان نے اس کی فاطمی کے بعد  
 کر کے کیا تھا وہ بہتر نہیں تھا لیکن راول کو جب کچھ  
 خبر پھر کوہ میں مژدگیا تو اسے احساس ہوا کہ فاطمی  
 کی روایات میں لوگوں کے لیے ایسا کاروبار کتنی  
 ہی اور مقامات میں ترسیم نہیں ہوا ہے۔ زارن خان کا رویہ  
 روایات کے مطابق تھا ایک با اصول سردار ہونے  
 کی وجہ سے اس نے بھائی کی یہ چٹائی قبول نہیں کی تھی  
 اور پھر وہ تنہا تو نہیں تھا۔ آج بھی شہر کوہ میں ایسا  
 دن تھا جس کی آنکھوں میں یوں کے لیے مجھے کے نقوش  
 ملتے ہیں۔ شرف کی بات دوسری تھی۔ طاقت کی زبان  
 کا استعمال الگ چیز تھی۔ مجھے دوسری حیثیت رکھتی

یہی ایک دھم دھم راستوں پر چل کر تھکان ہے واپس  
آج کل کے نوجوانوں نے بہترین سہا کر کے دیکھنے  
کے تعاون کر کے اس کی حقیقت کو جاننا شروع کیا۔  
اس کے ساتھ ہی اس نے آج اسے طبع کو کا سر دیا ہوا تھا۔  
اس کے ساتھ ہی اس نے اسے اپنے ہر حکم کی تعمیل کر لیا  
تھا لیکن اب بھی وہ تنہا ہوتا ہے یہ خود سوچتا کہ  
سرکاری کے حصول کے بعد اسے کیا کر لے گا ہے۔

بس وقت دار ہاں ہی وقت دار ہیں عین فقر و غریب کا احساس تھا اور اس کے جسمانی مسئلہ و محرمی غمی پر زندگی زندگی تو نہیں ہے۔ ایک روز لڑائی کے لیے ساری دنیا کو درپن نہیں کی جا سکتی لیکن احساس کے ساتھ کٹ چکے تھے چنگ

جس اوقات ہی عمری بی گزشتاں پر مسلط ہیں کرکٹ  
تھا۔ جو زلفانی نے اس کے لیے فیصلہ کیا تھا۔ وہ ابتدا  
ہی سے راول کو پسند نہیں تھا۔ دل کے کسی گوشے میں  
بہر طور فخرل کے لیے دم کو خم موجود تھا۔ یہ تا راسخ  
کی بنیاد پر نہیں تھے۔ اس لیے نہیں بھے کہ وہ اس کے  
جانی کا دشمن تھا۔ راول خان چاہے بد نصیب انسان نے  
نرا جانی مل کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کیا تھا۔ چھوٹی  
کھٹوں سے اُسے کھادل تھی، ہو سکتی تھی۔ ہاں فخرل  
اُس کے ہاتھوں پر وہ چڑھا تھا اور اپنے مل باپ  
سے زیادہ اُس سے ہمار کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا کے

ساتھ شکار سے والایہ زہریلا انڈا مارا اور خان کے  
ساتھ آکر منسوب ہو جا کا تھا۔ بلاشبہ جرنیلانہی نے  
اس کی نظرت میں جو تہذیبیاں پیدا کی تھیں۔ ان میں

اُس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ اپنی فطرت کے مطابق چل رہا تھا۔ راول کو یہ بھی یاد تھا کہ جب طرف ان پر مرمضہ عیادت تک کرنے والا تھا اور اپنی طوفانی فتنے کے ساتھ شیر کو ہر حملہ آور ہوا تھا۔ تو یہ صرف طفعل خان ہی تھا جس نے شیر کوہ کو فتنے اور فح سے ہٹا کر کیا۔ وہ نہ کہ تھا کہ صورت حال مختلف تھی۔ طفعل خان کو یہ طور زور نہ رہنا چاہیے تھا کیونکہ چور تیناں اپنے ذاتی انتقام کا اہتمام کر گئی تھی۔

اس وقت راول خٹن کے ذہن میں یہی کام تھا  
 آرہی تھیں۔ بس کا اس دنیا میں محتاجی کون سوائے  
 جو بظاہر کے۔ اولاد کے حصول کے لیے اس نے ایک

۸۔ مصیبت گورنر سے شادی کی تھی اور اس جھجھپ  
عدوت نے بھی جلی کو جنم دیا تھا لیکن یہ صرف جھجھپ  
کے لیے جگر و اول خان کے لیے بھی قابل قبول نہیں تھا۔

مطلوبہ کی وضاحت دانی اپنے کام کے ذریعے ال سے آئے  
تو پہلی ضرورت علمی جو مستحیل کا سرورارنے لیکر  
یہ راستے اب بند ہو گئے تھے اور اول عکس ہاں منزل

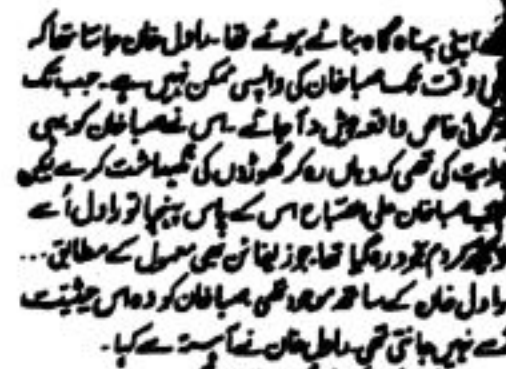
ہم دونوں میں دشمنوں کو دشمن سے کھینچ کر لے گیا تھا اور اب اس کے دل کے کمرے کو شہر میں رہنے کے لیے

انہیں پتا تھا کہ وہ کس مٹی کا باپ ہے سو وہ بڑا نصیب خور تھا

کو چلی اور اس کو دیکھا تھا۔ غلط طور پر اس نے اسے کھڑے  
جوزیفائن کی آنکھوں میں غلطی کے آثار سمجھ گئے۔ سحر جب اس  
کی نگاہ مائل پر پڑی۔ تو وہ ایک دم چونک کر سمجھ گئی۔ یہ

اس کی بکھری دھن کو مٹی کی شکل دے دیں اور مادی کے علاوہ اور  
کون سا اگر مادی کو اس بات کے احساس پر جو جائے کہ جو چیز دنیا  
کو اپنی قسمت کا نہیں ہو گیا ہے، وہ تو گزشتہ دنیا کے لیے مشکلات  
کھڑی کر سکتی ہیں۔ سوئی اور مٹی کی صورت کے بعد جو چیز





”فائدہ خم نمبری اس کا نتیجہ کرو۔ زیان ثابت ہوگا۔“

کی تجدیداشت کر رہا ہوں۔ راولپنڈی کے حکم سے میں  
 کے بعد انھوں نے مجھ سے ملنے کے لیے کراچی بھیج دیا تھا  
 کے بعد انھوں نے مجھ سے ملنے کے لیے کراچی بھیج دیا تھا  
 کے بعد انھوں نے مجھ سے ملنے کے لیے کراچی بھیج دیا تھا

نہیں ہے بلکہ غور سے کو واپس کی اجازت دینے کے بعد  
گوزلیان اور عادل صاحبی نے جیل میں آگے لپکے پرت  
گوزلیان پر بہت ہماری ہنسی تھی۔ وہ بات بھر کو ہی جلتے  
ہی تھے اور عادل صوبی کرتا رہا تھا کہ گوزلیان کافی ہوشیار  
ہے اور دوسری سزا کی پریشانیوں میں بہت بے احتیاطی  
ہو گیا۔ مبالغہ نہ تھیں۔ شاہجی کی ڈیوٹی اس نے سن خالی  
پر لگائی تھی۔ جہاں خط کی کاپی لیا تھا اور وہ ڈاک کی حیثیت

اس کی حالت پر قابو پانے کیلئے جتنی حد تک ممکن ہو۔۔۔  
 وہ جہاد سے بولی: لیکن اس باطن پر بھی نہیں اس کا ایک  
 اس کی جہاں سے باہر نکلتا کہ وہ سوائف سوائف  
 اس کی حالتوں کے۔۔۔ غلط فہم کیلئے کہ وہ فرمایا  
 اس کی فہم پر خیال انداز میں غور کی کہ اس کا چہرہ



















تم سے اس احسان کا صلہ وصول کروں گا یہ شیرم نے شکرا کر  
 بونے کیا اور پھل کی آنکھیں بوند بوند جگمگاتی تھیں اس نے کانے  
 کی چھڑا شیا و شیرم کی طرف چڑھتے ہوئے کہا۔  
 شیرم چند لمحات خاموش رہ کر کچھ سوچا رہا پھر اس  
 نے پوچھا کیا شیر کوہ کے طرف میں اچھے بہت سے ڈیرے  
 قائم ہو چکے ہیں؟  
 "ہاں چھ ایک۔ شیر کوہ کے گھوٹے میں تمام دیوانہ دیروں  
 کا رخ کرتے ہیں اور یہاں پہاڑ سا بڑا لگ جاتا ہے۔ ہم لوگ  
 بھی بہت غول ہیں اور اپنا کام پختی انجام دے رہے ہیں۔"  
 "مگر بات تو یہ ہے کہ وہاں دولت جو سونے کے لیے آئے ہیں۔  
 لیکن کیا انھیں خلی مال اور پر کمزور رہی ہے؟  
 "جی ہاں۔ گلاب خلی میں جلا دولت کی کیا کمی ہیں  
 تو ہمارے آئے گا ایک اور شخص۔ ایک خاص شخص جو  
 .. وہ لڑکی اب بد فتنہ خاموش ہو گئی لیکن شیرم ہانک اڑی تھا۔  
 وہ لڑکی کے منہ کا پر خور کر رہا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔  
 "مجھے نہیں پتا تو لڑکی کیا اتنا ہی اجنبی سمجھتی ہو شیر کوہ کوئی  
 بات نہیں۔ میں نہیں بدور کرنے کا بیڑا لیا جی رکھتے ہوں جو  
 بات حساب سے اپنے ذہن میں محفوظ ہے وہ ایک جینی کو  
 کچھ بتا جاسکتی ہے۔"  
 "اسے نہیں۔ بڑا سے مانو مگر کچھ خفی سے جا بایت  
 کر دی گئی ہے کہ کدو حاصل میری سب تو کچھ لا بھی نہیں رہی  
 جی نہیں اندر کے سبیل کا لگتی اس کا کچھ تھا اگر میں بذریعہ وقت  
 ملے اور کوئی بھی بات کسی سے کہہ سکتی ہوں۔"  
 "میرا بیس بات نہیں۔ تم بھی قدر زمین پر جو جس قدر بہت  
 ہو اسے دیکھتے ہو مجھے یہ بات قطعی نہیں کہی جاسکتی کہ تم  
 سے دوق بھی ہو۔ ذرا بات چلاؤ گی انھیں سے چلتی ہے۔  
 تنگ سے نہیں چھیں کسی بھی سلسلے میں مجبور نہیں کروں گا۔  
 اب ایک معمول سے کام کا صلہ دیتے ہیں جو سنا کر انسان  
 کسی کو ذرا بھی اور ملے گی گھبراؤں میں جگہ دے دے۔ شیرم  
 ہل چڑھا لڑکی سے بول رہا تھا۔  
 پھل لے کر تم کچھ کرنا ہے دیکھا پھر بولی: بڑا ملے گا  
 "نہیں نہیں۔ میرے کدو پھل اپنی تو پورے غلوں سے  
 تمھاری مدد کرنے کے بعد سبیل سے چلے جاتا ہے تاخاتم  
 نے خود ہی روک لیا۔ درخت میں تم سے تمھارا نام بھی نہ چھوڑ  
 "پہا چھوڑو۔ یہ بتاؤ تم کوں ہو کہیں سے آئے ہو؟"

"میں ایک آٹھ گھنٹہ ہوں۔ سبق۔ سبق۔ حادی حادی  
 سیر کرتا رہتا ہوں۔ یہ جگہ میری جانی پہچانی ہے کئی بار  
 اس سمت آچکا ہوں۔ اس لیے چھیں چھڑا ملے کے لیے  
 میں تمھارا ساتھ ہوتا رہا۔ یہاں سے کہیں اور چلے جاؤں گا  
 اور کسی بھی میری زندگی کا مقصد ہے؟  
 "نہیں۔ یہ کچھ کرتے نہیں ہوں۔  
 "نہیں۔ حادی کا چھوٹا لڑکا کان سر پہاڑ پر موجود چار  
 اسی پر ہیں کہ وہاں اور ملے زندگی کے کچھ نکل کر دے  
 نہیں ہے۔"  
 لڑکی کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے ایک عجیب  
 سی چمک پیدا ہوئی اس نے آہستہ سے کہا۔  
 "کچھ دن ہمارے ساتھ ہو تو کیا فرما ہے۔ شیرم  
 اس دوران کچھ خاموش کر رہا تھا۔ وہ سوچتا رہا پھر آہستہ  
 سے بولا۔  
 "ایک بات کہیں تو تمرا ماں جاؤ گی؟  
 "نہیں نہیں میں کیا بات ہے؟ وہ تمھیں سے بولی۔  
 "کہا ان لوگوں کے ساتھ وقت گزارا جاسکتا ہے؟ تم  
 پہاڑ چھوڑ کر؟  
 "میں نہیں سمجھتی۔ وہاں بہت سے بولی۔  
 میں نے حساب سے ان کے لڑکا کو اپنی توہین سمجھا ہے۔ میں  
 صرف ایک چھوٹا کاشل ہوں۔ طور تو غلوں سے خود در دھلا۔  
 ضروری نہیں ہے کہ ایک غلا خاں مذہب سے ملے گا اور تم نے  
 کا خاکہ ہم لوگ پیچھے لگنے نہیں۔ بلکہ ایک خاص مقصد کے لیے  
 چلے گئے ہیں اور اس کے بعد تم نے اس سلسلے میں خاموشی  
 اختیار کر لی۔ مگر بات یہ ہے کہ ہمارا مقصد نہیں کرتی۔ کہہ لے کہ ہمارا  
 لوگوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا جاسکتا ہے۔ مگر یہ یہی  
 فطرت ہو گی جس کی طرف انھیں لوگوں سے دوستی کرتا ہوں جو  
 ہم پر اعتماد کریں۔ مجھے سنا کہ پہلا انہیں نے ملان لگانا  
 میں تم سے یہ سب کچھ کیا ہے؟  
 "نہیں نہیں میں کوئی بات نہیں ہے مگر اتنی جلد بازی  
 بھی نہ کرو۔ جی بھی ملے ہوئے چھڑا ملے سے زیادہ وقت  
 تو نہیں گزارا۔ بتاؤ ہمارے میرے ڈیرے پر؟  
 "تمھارے ڈیرے میں پہنچ کر میں کروں گا۔ تمھیں کلین  
 ہو گی اور ہر دوسرے لوگ تم سے میرے بارے میں سنا  
 کریں گے۔"

دل میں اس نے سوچا کہ رادل خان نے بلاشبہ شیر کوہ کو  
 کچھ ہٹا کر فیصلہ کیا ہے۔ وہ دل چاہتا ہے کہ شیر کوہ  
 کے نوجوان اس سلسلے میں فیل نصیب بھی کر نہیں سکتا  
 پورے حلوں سے خباثت مل گئی ہوگا۔ وہ زلی... کی ماہوں  
 میں لگا دے ہے ہونے لگے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ملے گا  
 شہنشاہ کے سلسلے میں جو کچھ کیا تھا۔ وہ شیرم سے سب تھا۔  
 اور اس کے بعد رادل خان کو بھی سنا تھا کہ کیا جاسکتا  
 ڈیرے میں شیر کوہ کے نوجوانوں کی ٹولیاں نظر آ رہی تھیں۔  
 جگہ جگہ رقص و مرقع کی محلوں کے انتظامات ہو رہے تھے  
 چند خانے کھلے ہوئے تھے اور یہاں غالباً طراب کا منتظر  
 بھی ہوئے گا تھا۔  
 شیرم دل چاہتا ہوں سے ان تمام مشاغل کو دیکھتا  
 رہا۔ جیسے کرائے حاصل ہو گیا تھا اور اس نے ایک جگہ  
 اسے نصیب کر لیا تھا خیر نصیب کرنے کے بعد اس نے  
 گھولنے کو کھینچ لیا۔ پتہ پر ہاندا اور ہر ڈیرے کے درختوں  
 کو دیکھنے لگا۔ جگہ جگہ شیا و فروخت کرنے والے چلے ہوئے  
 تھے اور ہر جگہ یہاں دستا بیدار تھی۔ شیر کوہ کے  
 کچھ لوگ تھے جی وہاں نظر آ رہے تھے۔ جو پہلے ان غلوں  
 کے لیے حد طاقت تھے لیکن جب انھیں ذریعہ معاش نظر  
 تو انھوں نے غالباً اپنے خیر کی آوازوں کو دیا اور غلوں  
 کی آواز کو ٹھٹھٹھ لگنے لگنے پچھ کی مشیاء کی کوئی کمی نہیں  
 تھی۔ ہر جگہ یہاں فروخت ہو رہی تھی اس کے بعد شام  
 کی گلابی رات کی سبیل میں ہم ہو گئے اور رقص و مرقع  
 میں زندگی کا آغاز ہو گیا۔ شیر کوہ کے نوجوان ٹولیوں کی شکل  
 میں وہاں پہنچے۔ بچے اور ان میں کئی ایسے بچے تھے  
 جو شیرم نے دیکھے جن کی کلاں میں وہ وہاں آیا تھا یہ  
 بات تو اور بھی زیادہ دکھ ہے کہ کچھ دن لوگوں کے لیے  
 ٹھکانا داخل نہیں ہو پڑے گا۔ واقعی یہ نہایت ہی طرب  
 بات ہے اس نے سوچا لیکن فوراً ان میں لوگوں سے  
 ملاقات کرنا مناسب نہیں تھا۔ ایک رقص گاہ کی جانب  
 بڑھ گیا۔ وہ قاضی خوں کے اندر اپنے حق کا مظاہرہ  
 رہی تھیں۔ خوں میں داخل ہونے کے لیے نوجوانوں کو سنا  
 اور اکر اڑتا تھا۔ شیرم نے جی سادہ سادہ کیا اور رقص گاہ  
 میں داخل ہو گیا۔ دو مین لوگ اس کا استقبال خیر گلاب  
 خیل ہی سے تھا رقص کر رہی تھیں۔ رات بجا رہی تھی

"نہیں کوئی سوال نہیں کرے گا۔ بلکہ شیر کوہ کے نہیں بلکہ  
 ان لوگوں کو دوسرے قبیلوں سے آئے ہونے والے افراد بھی  
 اسے ہی میں سمجھتی۔ وہاں انھیں کام کرنے کے لیے پھیل  
 لگاتے ہیں۔ جی کہیں سے سادہ سادہ حاصل کیا جاتا ہے۔ تم بھی یہاں  
 ہی ایک شخص سے ملے۔ جی یہاں سے ہے۔ میں تم سے ملنے  
 کرتی رہوں گی۔ یہاں ہا پتا ہے کہ تم اپنی جلدی وہاں دھاؤ  
 "پہلا تم نے کچھ ایک عجیب سلسلے میں ڈال دیا ہے۔  
 ایک اسٹیل؟  
 "تم نے میرے سرور میں زخمی ہو کر مل دی ہے۔ پہلا یہی  
 اس میں حساب سے ساتھ حساب سے ڈیرے تک جاتا ہے۔ ایک خیر مشاب  
 ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ یہاں رہا ہے۔ تم بھی یہاں رہو۔  
 چھیں جی انھوں سے واسطہ پڑے گا۔ یہاں ہر جگہ تم تنہا  
 اپنے ڈیرے پر رہو۔ ہر جگہ حساب سے کچھ دیا ہے۔ وہاں کچھ نہیں  
 تم کسی پر قائل نہ ہو سکتی کہ یہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگتی ہے۔  
 "ہاں یہ مناسب ہے۔ ہم کہیں بھی اپنا راز دوسروں  
 پہاڑ گھر میں یہاں کیوں گے؟  
 پہلا مسکاتی ہوئی اپنے سلسلے کی جانب بڑھ گئی شیرم  
 انھوں نے کچھ زاد کچھ چھڑا چھڑا سے فاصلہ پر پہاڑ  
 تھا۔ پہلا سلسلے کے گھوٹے کو آگے بڑھا رہا۔ شیرم شکراتی  
 رہی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں حساب سے وہ انھوں سے ملے  
 ہو گئے۔ وہ تو وہاں پہنچ گئے۔ اس کی جانب چل پڑا لیکن اس  
 اس کا ذہن گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ گلاب خیل کے بارے  
 میں اس کی معلومات کم نہیں تھیں اور وہ جانتا تھا کہ گلاب  
 خیل دود و راز کی آبادی ہے لیکن وہ ایک دو تہہ قبیلے  
 کی حیثیت سے مشہور ہے۔ گلاب خیل کے ایک آخر شیر کوہ  
 میں کیا کہنے آئے تھے۔ پہلا کے الفاظ پر اسرار ہے ایک  
 حسین اور نوجوان لڑکی جو شیرم خان کے معیار پر پوری تھی  
 تھی دوست ہی رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ رہے  
 کچھ انھیں باتیں سلام کرنے والی تھیں۔ جو طفل کے لیے بڑی  
 دل چاہی ہو سکتی تھیں۔ چنانچہ وہ اس دل چاہی سے  
 کچھ نظر انداز کر سکتا تھا۔ چھوڑی دیر کے بعد وہ گھوٹے  
 پر سوار ہوا اور دھڑلے سے اس کی جانب چل پڑا۔ کانانی دھڑلے  
 کے بعد آئے وہ خیر بستی نظر آ گئی۔ جو کانانی دھڑلے سے مرہم تھی  
 اور وہاں آئے کچھ بچے بچے گھر چلے ہوئے تھے۔ دل ہی



موت سے پہلے کبھی

کرنے والے سرفروشن

کے دل ہلا دینے

والی داستان

ایسے مہم جوؤں کی داستان جو ہاٹوں کو  
ریزہ ریزہ کرنے کا عزم رکھتے تھے

ایم جے راحت کا ایک شاہکار ناول

## ڈاکٹر

२०/-

قیمت

३००/

اپنے ہمارے باقریہ ہسپتال سے طلب فرمائیں

## علی میاں پہلی کیشنز

۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور — فون ۷۲۴۷۱۴

تھیں۔ برہم کے تاروں کی آواز فضا میں گونجنے لگی۔ ایک  
سہل پیدا کر دی تھیں اور شیطاں نے وہ رگ سانس دیکھ کر  
کوٹھڑی کے دے دی تھیں۔ جن میں پتلا نہیں تھی چنانچہ  
غیرم دہاں سے نکل آیا اور پھر دوسری دھن کا یوں کا  
ہاتھ پتلا ہلا کر ہی دھن کا دہاں سے پتلا دھن کرتی  
ہوئی نظر نہیں آئی۔ ہاں جب کلک دھن کا دہاں سے ایک  
تو کسی نسا سے غیور کسم سے لگا رہا۔ جین اور نسوانی  
آواز کو شیرم لاکھوں میں بچاؤ کے ساتھ وہ پتلا ہی تھی۔  
”تم یہاں نہ دھن کا یوں کی سیر کر رہے ہو اور یہیں  
تھوڑی گلاں ہی سرگرداں تھی“  
”اور یہی تھی تو کہیں ہی گلاں کرنا تھا شیرم خان

نے کیا۔  
 "آؤ اس بجائے سے دُور چلیں۔ کہیں اور مل کھڑیں  
 یہاں تو بہت ہنگامہ ہے۔"

آؤ بھیرم نے کہا اور پھر وہ چٹانہ کو لے کر رخسارہ  
کے کانی دور ایک جگہ پہنچ گیا۔ یہاں چاروں طرف بھوس  
چٹانیں بھری ہوئی تھیں۔ جس کے درمیان روئندگی بھی  
مٹی کی طرح صاف اور اتحاد و وحدتوں ایک چٹان کی  
آٹھیں چلے گئے۔

پائلہ عجیب سی شکلوں سے فیرم کو دو کچہری شئی  
 ہاے عجیب سے عجیبے باتوں کی بات ہے اس پر آ رہا تھا  
 اور جاننے میں لگا کہ اس پر کیا ہے لڑکار کا تھا عجیب  
 خلیق نہایت سے اس سے کہہ  
 دھجھکاری ہو...

”ہاں کیا بڑا مہری ہیں کو؟“  
 ”میرا مطلب ہے کہ میں اسے یہاں نہیں رکھا کرتا ہوں  
 وقت دھک کر رہی تھی؟“

”ہاں وہ اپنے بیٹے میں تھی۔“  
 ”کھاتم بھی بدھس کرتی ہو؟“  
 ”نہیں، بائیس میں نے اس کا قاز نہیں کیا ہے۔“  
 ”تو تو تم سے کہہ دو اور بائیس معلوم کرتا چاہتا تھا  
 بڑھالہ۔“

”پارہ کھو“  
”خدا کی بے رحمی رقصِ تنکبی محمد و رساں  
ہے آگے بھی کہ“

”نہیں۔ جو سلطان ایم اوگ صرف نادانوں کی فروخت کرتے ہیں اور کچھ ہوتے ہیں کہ پہلا تعلق بھی مرضِ بھونچے سے نہیں ہے۔ میری یہی شہادت اور میں گلابیل کے ایک اچھے خانہ کی فروختی۔ محمدیہ ایک خاموش ہے۔ یہاں کیا ہے۔ میں کی کھول رہا اور ہمارے ساتھی کر رہی ہیں۔“  
”خیر، مجھے یہ دھوکا تھا کہ میں اس ملک کے بارے میں بتاؤں گی۔“

تو یوں سمجھو کہ اگر کسی نے کسی سے اس کا ذکر کر دیا۔  
 اگرچہ وہ اس کا دوست ہو تو اس کا ذکر کرنا بھی گناہ ہے۔  
 اگرچہ وہ اس کا دشمن ہو تو اس کا ذکر کرنا بھی گناہ ہے۔

نہیں نہیں، نیو نے تو تم سے وعدہ بھی کیا تھا کہ تم سے مل رہی ہے۔ تمہارا کیا حال ہے؟

اس کے اذنی قیس، ہانہ رتا ہوں، ہانہ  
کہ گدول چھپا ہوا کہنے لگا ہے تو کچھ ہے ہانہ  
بتاؤ رونی۔ بے لک میرے ذہن میں رونی ہے

لیکن اساتذہ بھی نہیں کہیں کہ ہماری مرضی کے خلاف تمہیں کسی  
 دے پر آمادہ کر دوں؟

کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ ہاں میری کہیں ضمانت اس سلسلے میں یہاں آئی ہے۔

شیر کوئی کا باشندہ ہے۔ بالائی شیلوں میں کسی نے

برائے کسی حکیمانہ یا عاقلانہ بات ہے۔ یہ فیروز خان جب شیر کو کہہ رہا تھا تو راول خان میں پہاڑوں کو تہہ خا دینا تھا۔ ہاں، سچ ہے۔ جو کہ حکمران ہے وہ راول خان کے ہاتھ سے ہی رہتا ہے۔

درمیان سے قتل میاؤں میں یہی خیر بستیاں کہاں نظر آتی تھیں، میاؤں کے حضور باشندے حیا میں خود خاموشی کے لیے انہوں کو کہیں مداحیت کر کے ہیں، کیا یہ سب

کچھ سالوں کی رعایا کے خلاف نہیں ہے کیا یہ سب  
کچھ سالوں کے لیے با عیبہ تشریحات ہیں ہے ہماری



روایات ہماری خود داری ہماری غیرت ہماری پاکیزگی کے  
کیا بس ہمارے کی اعزازت دینی ہے کیسے فرنگیوں کے  
سے انکار میں ہے حیائی اور شرافت کے ٹکڑے ہمارے  
جائیں۔ تو غلاموں کو شراب کار سہانا دیا جائے غلاموں  
سے ہر عام رخصت کرایا جائے۔ نہیں خود خاں بہاؤوں  
بند رہنے والا ایک بھی نہ اس کے خیرتی کو مدافعت  
نہیں کر سکتا ہم میں سے ہر شخص غلاموں سے خود داری  
آنا اپنا وقار رکھتا ہے لیکن اس وقت جب اس قدر  
قبیلوں پر تباہی منزل ہوئی ہے۔ جب غلامانیں جنم لیتی ہیں  
تو بہت سے اچھے اقدامات بھی کر لے رہے ہیں جن کی  
اعزازت نہیں دیتا اس بڑائی کو غلامی سے قائم کرنے  
کے لیے ہر ایک کے بعد ہر کسی اور بھی کام ہم کر رہے ہیں  
کیا تم لوگ کیا تم لوگ شیر کو ہی کوئی ایسی کشتی  
کرتا چاہتے ہو جس سے داول غلام کے راجہ نکلیں؟  
"ہاں ہم جبر کو کے خلاف نہیں ہیں۔ جبر کو کے خلاف  
نہیں ہم جبر کو کے خلاف نہیں لڑنا ہاں کشتی میں جبر بھی ہے  
اور کسی طرحی منصوبے کے تحت ہمارا کئی ہے۔ داول غلام  
اس کا نظام ہے۔ اور غلاموں کو نوٹ کی سزا مل چاہیے۔  
انھیں اپنی روایات کو قبول نہ تھی۔ اپنی خود داری  
اور اپنا غلاموں کو دینی، ہمیں خود داری کی خاطر کسی چیز  
ظاہر ہم جبر کو کے بارے میں تمام سطوات حاصل کر رہے  
ہیں۔ گلا سٹیل کے سوا کوئی غلام نہیں جس میں ہر سبھا  
ہے کہ جبر کو کے بعد خدائی تمام باتیں کر ہم گلا سٹیل کے سوا  
کشتی نہیں خود داری ہم سب لڑ رہے ہیں۔  
"اس کا قصد اس کے بعد..."

”اس کے بعد سردار کو نعل خان خیر کو سے جنگ کرے گا اور وہ اس ماطل خان کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ شیر کوہ زندہ رہے گا۔ کسی نئے آدمی کو سردار بنا دیا جائے گا۔ کسی اچھے دیندار شخص کو گورنر یا اڈوں کی مدد یا تم کو ان کی شان کے مطابق ہی زندہ رکھ سکے گی یہاں اس مقصد چاہا و اس مقصد کے لیے کام ہو رہا ہے“

فیروز میرزا اور دل چاہی سے پہلا لکھنؤ میں رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بنانے کیا کیا نظام آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا کہ اب فیصل کا سر مبارک کو عمل خاں اس کام کو نبھائے۔

انجام دینا چاہتا ہے یا در ملک میں اس کے ساتھ ہیں؟  
 "تفصیلات تو مجھے معلوم نہیں صرف اتنی ہی باتیں  
 جانتی ہوں جو عام لوگ جانتے ہیں۔ گلاب بیل کے سوار  
 کو نخل خان نے شیر کوہ کے شہنشاہ باقا مدد جہاد کیا  
 ہے اور دوسرے بہت سے قبیلوں تک اس خطے میں  
 اختلاعات پہنچا دی گئی ہیں۔ وہ سب متحد ہیں یا در ملک  
 خان کے خلاف کارروائی کرنے پر کوہ بستہ ہیں۔ ہمارے  
 سردار کو نخل خان کی بی بی زینبہ کے چلے ہی کام کا آغاز کر  
 چکی ہے اور اس نے نہایت کامیابی کے ساتھ ہاتھی سفید  
 کھوٹے فلوں کے راتے روک دیے ہیں۔ کیا تم اس  
 بات کا یقین کر لو گے کہ سردار کو نخل خان کی بی بی زینبہ نے  
 جو فو کو ختم شاہ کہی ہے۔ بی بی کو تلوں پہنچا بھیجے ہیں  
 نے اس کے ساتھ پر ہاتھی سیاہ کھوٹے کھڑے کیے ہیں اور  
 ہیں جو تلوں قریب ملک مانتے ہیں ان سے پتا چلے گا کہ  
 جیل میں ہاتھی سیاہ کا در فائیاں کرنے کے لیے نکلتے ہیں  
 جہاں میں ہاتھی سیاہ اور تلوں مار کے لیے نکلتے ہیں۔ ہاتھی سیاہ  
 گھوڑے سیاہ سے روک کر انھیں باہم بنا دیے ہیں  
 زندگہ ..... اپنے اس شہنشاہ نہایت کامیابی  
 سے تکمیل کی ہے اور یہاں ساری کا نظام میں اس نے قائم  
 کیا ہے۔ سردار کو نخل خان اپنی اس زوجہ بی بی پر فخر کرتا ہے  
 اور زندگہ پہنچے ہی طرح احتیاج ہے؟

غیر ملکی کے ملک وپہنچیں جلیاں دوار ہی نہیں۔  
 اُسے وہ ملک دیا گیا ہی تھی جس سے جیسی مسرت میں ان  
 لوگوں کا قصاص ہو اقلہ دہاس کے بعد جابر خان کے  
 وہ اہل خانہ جب پاکی سپاہی گھوڑے دلوں میں سے ایک  
 لڑکے نے ان لوگوں کے ہتھیار غائب کیے تھے۔ گویا وہ جلی  
 گلاب خیل کے سردار کی بیٹی زرنگہ تھی۔ آج وہ اہل خانہ  
 خیر مل خان کے لیے کس قدر رفاکار ہو گا۔ خیر مل جانتا تھا۔  
 لیکن پہلا کے بعد کے اہل خانہ نے ایک بار پھر اُسے شدید  
 سستی کا شکار کر دیا پہلا کہہ دی تھی۔

”خاطر غفلت کی کہانی“ اس نام پر جو کہانی لکھی گئی تھی وہ  
گوئی کہ غفلت کے ساتھ سادہ دلوں میں جو درد ہے وہ بھی اس  
وقت تک چھپا کر رکھا ہے جب تک سرور گوئی کہ غفلت  
راہوں کو ختم نہیں کر لیتا۔  
”غفلت غفلت کی کہانی“ کیوں ختم ہو گئی؟

کہہ کر کہ تم خیر کرو۔ سے تسلی نہیں دے سکتا اور باہر کی دنیا میں جھگڑنے والے آدمی کو اس لیے خلا سے قیصر کر دیا گیا ہے۔ خیر کا یہاں سنا نہیں کہے معلوم ہوتا ہے کہ خیر کوہ میں خیر کے خلاف سازش ہو رہی اور باؤ کرنا سے اس کے ساتھیوں کے ساتھ جھگڑ کر دیا گیا ہے۔ مگر اس سے پہلے خود کو خیر کی حالت میں سمجھتا تھا اور بیکار رہا تھا کہ وہ خیر کی باتوں سے کام لے رہا تھا اور نہ ہی اس نے جو کچھ کے ساتھ پیش کر کے کامیاب نہیں ہو گیا تھا۔ اس نے ان تمام لوگوں کو کہا تھا کہ وہ دی۔ جو خیر کی باتوں سے کام لے رہا تھا۔

آراء: "میں کیا کہہ رہی ہوں؟" میری سوجھ میں کچھ بھی نہیں

”جڑی چھپکے بنائیں یہی طریقہ کہ کل فطرت کی بجائیں  
شترک میں داخل ہو گیا تھا جو اپنی جان کے لیے جانی گئی  
تھی اس کے فتنوں کو اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ شترک  
میں چھوڑا انھوں نے سازش کر کے شترک کا پانی کھول  
دیا۔ فطرت اور اس کے ساتھ اس پانی میں چھپ کر ملک  
ہو گئے۔ مادل کو پہلے تو اس بارے میں کچھ معلوم ہی نہ ہو  
سکا تاہم جب اس نے اس حادثے کی اطلاع ملی تو وہ سخت  
خمسے دیا اور ہو گیا اس نے حکم کھنڈ اس بات کا احضار  
کر لیا اور اس سے اسے عہدہ تھی اور اس کا جیتا اسی لیے  
آنا تھا کہ وہ اس کے خلاف کوئی نفاذ کارروائی نہیں کر سکتا  
تھا یہی نہیں مادل خان نے تمام باتوں کو نظر انداز کر کے اس  
تمام لوگوں کو گرفتار کیا جو فطرت کے خلاف اس سازش  
میں شریک تھے اور اسے اس کے چھپنے پر فکا دیا گیا  
تین دن تک سڑک سنا گیا اور سنا جے مادل اور جڑی چھپ  
لے وہ دن بہت معلوم میں اور گڑھ فتنوں میں“

یہ بات بھی ظہور میں آئے گی کہ یہ شخص جو کہ ایک عارف  
حق کی تلاش میں تھا، وہ بھی سب کچھ سب کچھ  
تو ان کے حضور سے ہی بہرہ کی محض حق جو بھی نہیں آتا تھا  
کہ کیا پہلے کے کھٹا کھٹا حقیقت پر مبنی ہی۔ کیا غزل وہ  
نور اور توانائی ملنے غلط فہمی کا شکار تھے۔ درحقیقت علم کلام  
یہ پانی جو زمانہ پہلا و اول ملنے کی طرف سے نہیں چھوڑا گیا  
بلکہ کچھ لوگوں نے ان کے خلاف سازش کی تھی۔ ان تمام  
حقیقتوں کا سراغ لگاتا ہے جو محض کام خالص ظہور میں آتا ہے

یہاں آیا تھا تو معلومات حاصل کیے بیویاں سے جا بھی  
نہیں سکتا تھا۔ درحقیقت اس کی عقل بچھا کر رہ گئی تھی۔  
بہر طور اس کے بعد وہ پٹنہ میں کھو گیا۔ پٹنہ ایک بڑی پیش  
اور محنت کرنے والی ملکی تھی۔ خاصہ وہ ظہیر کی محنت  
کے حال میں پھنس گئی تھی۔ رات کو نہ جانے کب تک وہ کچھا  
رہے اور اس کے بعد پٹنہ اس سے دوسری حالت طاقات  
کا وہ نہ کر سکے وہاں سے چلی گئی۔ ظہیر کے لیے یہ تمام باتیں  
کوئی حقیقت نہیں رہتی تھیں۔ پٹنہ جیسی بے شمار دکانوں سے  
وہ کھیل لگاتا تھا۔ جتنے کاغذ پر کوئی تصویر بھی اس کے نہیں  
نہیں آ سکتا تھا پٹنہ اس لیے اس کے لیے باعث ملتی  
تھی کہ وہ ایک عرصہ اور بے وقوف ملکی تھی اور اب تو اس  
نہ ایک اور حقیقت بھی اختیار کر گئی تھی۔ بہر طور اس سے  
زبان معلومات پٹنہ سے حاصل نہیں کی جاسکتی تھیں بلکہ  
اگر اس سے طاقاتیں بھی رہتی رہی تو کیا فرق ہے۔ جب  
تک یہاں سے محنت کا یہ حال پہلے نہ رہ گیا اور جب  
یہاں سے واپسی ہو گئی تو اس میں سے کچھ نہ ملے گا۔ بعد میں  
اس نے بقیہ راستے اپنے پیچھے ہی میں گزاری تھی۔ دوسروں  
تیسرا اور چارواں پھر تقریباً چھ دنوں میں گزر گئے۔ اس میں  
وہ اپنی کارروائیوں میں مسلسل مصروف رہا تھا اور چھ دنوں  
میں اس نے یہ دیکھا تھا کہ اس میں اس نے ملے کر کچھ نہ  
ہو اور اس کا کیا ہوتا ہے۔ ظہیر کو میں داخل ہونے کی اس  
نے ابھی تک کو شش نہیں کی تھی بلکہ وہ لوگوں کو اس سے نہیں  
دیکھا تھا۔ انہیں دیکھنے کے بعد اس نے اپنی کاپی لکھ کر پورا  
پتہ پر گیا تھا اور پھر اس نے سونے کا کام گاڑ کر دیا۔  
گھر لوگوں کے دو بیٹوں کو وہ ابھی طرح جانتا تھا۔  
ان میں سے ایک کا نام رحمت خان تھا اور دوسرے کا  
مظہر زاد تھا۔ یہ دونوں انہماکی اور اہل اور آواز صفت  
تھے۔ ان کے ملازمین ابھی اس کا کام تھا جب ظہیر  
نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا تو وہ دونوں کبوتر لگا دیں  
سے آئے دیکھنے لگے۔

”کیا بات ہے جو ان کا کیا رہا ہے؟“  
”تم نے کہا تھا میں ملاقات کرتا دو سنتو اور اس  
بات کا قصہ بھی دلا ملا تھا ہے کہ یہ ملاقات قصہ کے لیے  
قائم ہو نہ رہی تھی۔“  
”یوں؟“ ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور شیر مہل کے



ساتھ بڑے ایک گھوڑے بیٹھ گیا۔  
 "مجھے میرے بے خبر ادا خان اچھے میرے بے خبر  
 خانہ پر تم لوگوں نے مجھے بھیجا ہے؟"  
 "کیا مطلب کیا بھری طاقت پہلے ہی کہیں ہو چکی  
 ہے؟"  
 "دعا کرو۔ اپنی بیانی کھولو کہ تم لوگ کیا... تم  
 شیرم خان کو نہیں پہچانتے۔ شیرم خان دولہا کا بیٹا ہے۔  
 اور وہ بڑی طرح بوجھ ہے۔  
 "مشت شیرم شیرم۔ منت لعل... انھوں نے کلانہ  
 ہونٹا خاندان کیا۔  
 "ہاں لعل خان کا ساتھی شیرم خان؟  
 "اوہ شیرم خان! حصاری ماڑی اور حصاری دھانڈا  
 تو نہیں؟  
 "ضلع ہاتھ کاڑھ منکر۔ وقت کے وقت اپنے  
 آپ ہی بہت سی تبدیلیاں لکھ گڑھنی ہیں؟  
 "ل۔ لیکن تم تو میرا مطلب ہے تم تو بکس ہو  
 گئے تھے ہائی کی سرنگ میں؟  
 "ہاں میں ہلاک ہو چکا ہوں اور یہ میری روح ہے  
 جسے تم اپنے ساتھ دیکھ رہے ہو۔ شیرم نے پہننے ہوئے  
 کلبہ دروازوں کو تپ سے شیرم خان کو دیکھ رہے تھے۔  
 ان کی تمام اکڑوں نکل گئی تھیں اور اب ان کی آنکھوں میں  
 خوف کے آثار تھے۔  
 "ل۔ لیکن شیرم خان! کیا واقعی خراساں بات پر تو ہم  
 یقین نہیں رکھتے کہ وہ میں انسان دجو اختیار کر لیتا ہیں  
 لیکن تم۔ تم جیسے دیکھ کر تو میں واقعی حیرت ہو رہی ہے؟  
 "اب حیرت ہی کرتے رہو گے گا کہ ان کی اتنی بھی سٹو  
 گھاڑ کر رہ گئے؟  
 "نہیں شیرم خان! تھلے لے تو ہوں بھی حاضر ہے تم  
 جتنے جوتے آدمی ہو تم تو حضور ہی نہیں کر سکتے تھے۔ میں  
 کرنا۔ ہم نے تم سے حساب خانہ اپنا شان لیے میں گھس گھس کیا  
 "بے خوف لوگو! میں تمہارے ایک ایسی فخری  
 لے کر آیا ہوں کہ تم غلو گے تو اچھل پڑو گے؟  
 "کیا فخری ہے شیرم خان! ہم سے کہو ہم تمہارے  
 عہدت مندوں میں سے ہیں مگر میں یہ نہیں دلا دو کہ تم  
 زندہ ہو آخر تم ہائی کی اس سرنگ سے کب باہر نکل گئے؟

"یہ بات ہی نہیں تم سے کہی مجھوں نے ہائی کی اس  
 سرنگ سے کہیں گئے تھے۔ بہت سی قبیل ہیں ہائی کی  
 تھیں کوئی جلدی تو نہیں ہے؟"  
 "نہیں سب جگہ تم نے لکھ کر تو ہم کام بھی ادا تم  
 سے۔ بہت سب سے آگے بڑھ گیا ہے۔ کہہ دو فخری  
 ہے۔ دو تم ہی مٹا دیتے ہو؟  
 "ہاں سب سے ساتھی تم ہو گئے۔ یہ ہائی کی۔ سرور  
 لعل خان میں اور وہ فخری۔ ہم لوگ اپنے گروہ کی تشکیل  
 کرنا چاہتے ہیں اور اس میں بہت سے دوسرے آدمیوں کو  
 شامل کرنے کے لئے ہیں۔ سرور لعل خان نے چند  
 آدمیوں کے ہم پیش کیے ہیں جن میں تم دو آدمیوں کا ہم پیش  
 ہے۔ کیا تم لعل خان کے گروہ میں شریک نہ ہو کر گئے؟  
 دو آدمی ہائی کی کے چہرے خوش تھے جب اچھے  
 انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ  
 "آہ یہ تو بھری دیرینہ آرزو تھی۔ یہ تو ہم بہت دن سے  
 سوچتے تھے کہ کاش کبھی سرور لعل خان ہم سے مل سکتے ہیں  
 ہیں بھی شامل ہوجائیں کہ اس طرح مل جانے میں ہائی کی ہم سے  
 مذاق تو نہیں کر رہے؟ ہائی کی میں قابل سمجھتا ہوں کہ ہم  
 لعل خان کے ساتھی ہونے کی حاصل کریں۔ ہائی کی میں  
 ہماری بہت سی چیزیں دیکھنے جس طرف ہم نکل جائیں۔ لوگ  
 ہمارے ناموں سے کانپ رہے ہیں؟  
 "ہاں۔ میں نہیں جانتا کہ لعل خان نے تمہارا نام...  
 سرور لعل خان ہے۔ اور کبھی اس لیے ہاں بوجھا ہے کہ تم  
 میرے ساتھ ہاں سے چلو؟  
 "صرف ہم دو یا اور کبھی؟  
 "نہیں میرے ساتھ بہت سے ہم ہیں مگر تم دونوں  
 لعل خان کے گروہ میں شمولیت کا اقرار کرو گے۔ تو اس  
 کے بعد میں یہ نام تمہارے سامنے پیش کروں گا۔ میرا  
 شیرم کو میں داخل ہو نام مناسب نہیں ہے۔ یہ ماڑی  
 تو نہیں ہے؟ ہائی کی کے وفات کی تھیں کہ شیرم کو میں  
 پہچانا نہ جاسکے لیکن اچھا طریقہ طور پر مجھے اس ڈیسے کا  
 علم ہوا اور میں یہاں گیا۔ اب جب کہ تم لوگ مجھے مل  
 گئے تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ میں تمہیں  
 اپنے کام کا ذریعہ بناؤں۔ لیکن نام سرور لعل خان نے  
 تجویز کی ہے مگر تم میں سے رابطہ تم کے انھیں ہمارے گروہ

میں شامل ہو گئے کی بھلی رو اور انھیں میرے حلقہ تو ہیں  
 سب لوگ میرا کام بہت آسان ہو جائے گا؟  
 "مگر لعل خان نے میں اپنے گروہ کے لیے منتخب کر لیا  
 ہے شیرم خان تو چہرہ سب لوگ ہم غلطی دل سے حساب  
 سہارے ہوئے ان کے کی کوشش کریں گے اور وہ تمہارا کام  
 کریں گے جو تمہارے سپرد کر دے؟  
 "فوب۔ اس طاقت کو ایک ہلکے سا دھتے تصور  
 کرنا ہو اور میں سب لوگ اب تم لعل خان کے گروہ کے  
 افراد ہو اور تم دونوں کی فطرت سے ایک اور ہم باہر  
 سواری گئے ہیں لیکن سب کی تعداد باہر نہیں ہے؟  
 "جگہ اس میں ہے ہمارا ہاتھ ہوگا؟  
 "مگر یہ تو ہاتھ ڈھیرم خان کی بھائی کی سرنگ سے تم لوگ  
 کبہ زندہ کی گئے۔ سرور لعل خان کو یہ بات کبہ معلوم  
 ہو کر تو کم سب ہلاک ہو گئے ہوں؟  
 "اس سے پہلے تم مجھے یہ بات تفصیل سے بتاؤ کہ ہائی  
 کی سرنگ کا واقعہ کیا ہوا تھا؟  
 "سرور لعل خان نے جسے میں لعل خان کہا کہ لعل خان  
 اور اس کے چار ساتھی ایک ایسی سرنگ میں چسپ کر...  
 ہلاک ہو گئے تھے اور حقیقت ہائی کی نے کہہ دیا ہائی کی  
 تھی لیکن وہ کسی طور اس میں داخل ہو گئے تھے اور چند  
 ساتھیوں نے اس خال سرنگ میں ہائی کی چھوڑ دیا تھا ان  
 ساتھیوں کے بارے میں حقیقت کی تھیں اور پھر آٹھ یا نو  
 افراد کو گرفتار کر کے انھیں گھاس پھاس دے دی گئی  
 سرور لعل خان تم لوگوں کے لیے دروازہ ہو گیا تھا اس  
 نے میں ایک سوکھ سٹو لعل خان کیا۔ آج بھی ہائی کی  
 شوخی ہوئی تھیں پھانسی کے پھندوں پر شیرم کو کے  
 دروازے پر لٹک رہی ہیں اور شکار ہے کہ لعل خان  
 بہت زیادہ شہید ہے؟  
 "کیا ہائی کی سرنگ میں لاشیں تھیں؟ میں نہیں جانتا تھا؟  
 "صرف دو لاشیں ہی تھیں۔ ہائی کی کے بارے میں لعل خان  
 گیا ہے کہ وہ جیل میں داخل ہو کر رہتی ہوئی ہیں اور نکل  
 گئی ہیں؟  
 "دو لاشیں کس کی ہیں؟ شیرم خان نے پوچھا۔  
 "جابر خان اور خزانہ خان کی۔ ان دونوں لاشوں  
 کی طرف میں ان کے شاہان لعل خان کی گئی تھیں۔ بہت سی باتیں

راول خان کے خلاف باطل کھڑی ہوئی تھیں ہائی کیوں  
 کا کہنا ہے کہ میں کا مقصد ہے کہ سب لعل خان میں نے  
 لعل خان کی پشت پناہی کی تھی اور اس کی پناہ پر وہ  
 ڈاکے ڈالتا رہا تھا لیکن راول خان نے تمام آوازوں  
 کو بند کر دیا چاروں اس سلسلے میں تشدد پر آمادہ  
 ہے اسے اپنے پیچھے لعل خان کی موت کا ہے۔...  
 افسوس ہے؟  
 "میں لاخیرم خان کا بہت سے بولا۔ اسے اس  
 انکشاف کی توقع نہیں تھی مگر یہ اسے تو اس... کا  
 مقصد ہے کہ راول خان اور لعل خان کی کم از کم ان کی  
 موت کے سلسلے میں بے قصور رہیں۔ بہر طور وہ حقیقت  
 اور شیرم خان سے مختلف باتیں کرتا رہا اور اس کے بعد اس  
 نے وہ نام ان کے سامنے ڈھرائے جس میں لعل خان اپنے گروہ میں  
 شامل کرنا چاہتا تھا۔ حقیقت میں اور شیرم خان نے وہ حیرت انگیز  
 وہ لعل خان سے بہت بہتر رہے۔ لعل خان کی موت کا یہ کام انھیں  
 پہنچا نہیں گئے اور ان سے معلومات حاصل کریں گے کہ  
 کیا وہ لعل خان کے گروہ میں شامل ہوئے کی خاطر راکھ  
 ہیں۔ اس طرح شیرم خان کا کام بہت آسان ہو گیا تھا۔  
 شیرم کو میں داخل اسے ضروری نہیں تھا جو معلومات سے  
 حاصل ہو چکی تھیں وہ ایک خزانے کی حیثیت رکھتی تھیں  
 مجھے دیکھ کر لعل خان نہال ہو جائے گا۔ رشتہ رشتہ کارروائی  
 آگے بڑھتی رہی۔ رحمت خان اور شیرم خان نے خلیفہ  
 لوگوں سے بھی رابطہ قائم کر لیا تھا اور شیرم خان  
 افراد کو بھی اس بات کے لیے آمادہ ہو گئے تھے کہ وہ لعل خان  
 کے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ اب شیرم کا کام تقریباً  
 ختم ہو گیا تھا۔ وہ یہاں سے واپس نکل جا چاہتا تھا اس  
 کے لیے تیار ہیں کہ تھیں۔ ان کے اجتماعات ہوتے رہتے  
 تھے۔ چہرہ جاکل ایک بہتر جس جگہ تھی جہاں یہ اجتماعات  
 منع کئے جاتے تھے اور اس دماغ کے شیرم نے واپس  
 کا اعلان کر دیا اس کے ساتھ وہ جو ہیں افراد موجود تھے  
 جو اب لعل خان کے گروہ میں شامل ہو چکے تھے۔ تو نواز اور  
 وحشی نواز جو شیرم خان کے مقاصد کی تکمیل کر چکے تھے۔  
 لیکن اس بارے کو اتھارٹی کو شیرم خان سے میٹھو راز میں  
 رکھا گیا تھا کہ راول خان تک کہ لعل خان کی زندگی کا علم  
 ہونے پانے اور اس کے ساتھیوں نے جو وعدہ کیا تھا کہ



پورا کیا تھا۔ اے بے باکرہ کی شام بیل سے ان کی روانگی ہوگی۔ شیر کوہ کے دو جوان اپنے لیے صرف گھوڑے اور ہتھیار حاصل کر رہے تھے اور اس کے بعد اس کی تار بیلوں پر لوگ شیر کوہ چڑھ رہے تھے۔ تمام نو جوانوں نے اپنے اپنے لٹائے تختہ کر لیے تھے۔ سب سے بائیں گھوڑے نہیں تھے، لیکن دو ایک اچھے... بھی تھے۔ وہ ذاتی گھوڑے رکھتے تھے۔ بانی کوہ کو یہ گھوڑے شیر کوہ چڑھنے کے لیے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے سلیطے میں بھی بھلے ہو گیا تھا کہ اس کی سب سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس دو جوان نے اس سے مل کر رہی تھی اور اس کی شامیں شرم کے اس گزرتی تھیں لیکن شرم کے ذہن میں اس کے لیے صرف اتنی ہی جگہ تھی کہ وہ اس کے کمرے کے لمحات کی ساتھی تھی۔ پشاور سے بیل سے وہاں کا ذکر کرنا بھی اس نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔ تمام تیار بیل کھلی ہو گئیں اور اس کے بعد دوسری رات چوبیس گھوڑے شرم کی سرکردگی میں پہاڑوں کی جانب روانہ ہو گئے۔ راست کی تاریکی میں کسی کو اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ شیر کوہ میں کیا ہوا ہے۔ گھوڑوں کا سفر رن رفتار سے جاری تھا اور پھر جلد ہی وہ لوگ شیر کوہ سے سینوں کو پہنچ گئے تھے... صبح ہونے کو تھی۔ جب شیر کوہ سے تقریباً بیس کوس کے فاصلے پر انھوں نے اپنی پہلی قیام گاہ کا انتخاب کیا

شرم کو گئے ہوئے کافی دن گزر چکے تھے۔ تو لانی، سیر و شکار میں فطرت کا دل بیٹھنے کی کوششوں میں مصروف رہتا تھا۔ فطرت کی وحشت خیزی نے اس کی بائیں کے جنگلوں میں بہت سے درختوں سے ہلک کر ڈالے تھے اور تو لانی صوفی کر رہا تھا کہ فطرت کا یہ بڑا بڑا کھانا ہے اور وہ اپنے دونوں ساتھیوں کی موت کو بھولتا جا رہا ہے۔ دونوں ہی کو بے چینی سے شرم کی دایہ کی انتظار تھا۔ کتنی اس موضوع پر ان کے دوہیں گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی۔ فطرت بہت زیادہ امید نہیں تھا کہ شرم شیر کوہ سے اپنے مقصد کے جواؤں کو لانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن تو لانی جانتا تھا کہ شرم معمولی آدمی نہیں ہے جس کا کام کا یہ بڑا کام ہے۔ اظہار ہے۔ وہ اس کی تکمیل کرے ہی

واپس لوٹے گا۔ البتہ اس نے فطرت سے پڑا ہوا بیس کی نہیں کہا تھا۔ فطرت اس کی اس گاہ سے بہت زیادہ فاصلے پر نہیں تھا اور اس کی دھمکتی ہوئی کمرے میں فطرت کا تھا۔ کبھی وہ رات بھر اپنے اس شکار پر گزارتا تھا۔ اس کے بھی وہ شکار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے تھے اور فطرت سے کافی دور ایک نئی سمت میں نکل آتے تھے۔ پورا دن چلتا تھا اس لیے انھیں اس کی فکر و غم کرنا فائدہ نہ کرنے کے بعد شام کو اپنے شکار پر واپس نکل ہو گیا۔ جگہ جگہ زمین کے کوہاں بھرے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان ہمارا ہاں کی بولی تھی اور ان ہمارا بولوں میں حشرات خفنی رینگتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ کافی فاصلے پر ایک چھوٹی سی پہاڑی ندی خود بخود بولی ہوئی ایک سمت دوڑی جا رہی تھی۔ بانی کی سادگی سے وہاں روٹھ کر پورا ہو گئی تھی۔ بولگ لانی فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے خیر کے کمرے قیام کا فیصلہ کیا اور اس میں گھوڑے کھلے چھوڑ دیے اور ایک چھوٹے سے کمرے پر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ جس نے زمین سے سر اٹھا کر اٹھ اور درخت ہٹنے کی کوششیں میں مصروف تھا۔ چنگار دن میں ان کی نگاہیں دو طرف تک جھٹک رہی تھیں۔ بیاں بگڑتے ہوئے ایک چھوٹا سا ہرن شکار کیا تھا جسے بھرتے کے انتظار میں تو لانی نے فوراً ہی کھلے اور ہرن کی کھال اتارنے کے بعد اس کی آلائش صاف کر کے اسے ایک صندوق میں باندھ کر آگ پر لٹا دیا گیا تھا۔ کشت بھنگ کی آگیا آگیا فوٹو دور دور تک پھیل رہی تھی۔ وہاں بھی جھوک گئے تھے تھی اور فطرت کئی بار تو لانی سے فرمائش کر چکا تھا کہ جلد از جلد وہ اپنے کام سے فائدہ اٹھائے۔ اس کی بڑبڑ لگتی دور دور تک کے راستوں پر بھی پکڑی تھیں۔ لیکن اس نے اس شرمک فاصلے کو غور سے دیکھا تھا۔ اور یہ اس کی نظر کا دایہ نہیں تھا۔ بلاشبہ وہ کوئی بڑی نوعیت کا تھا۔ فاصلے کافی تھا۔ اس لیے اس کی اصل حیثیت کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جب فطرت کو یہی ہو گیا کہ وہ کچھ دیکھ سے غور تو اس نے تو لانی کو آواز دی اور تو لانی اس کے قریب پہنچ گیا۔

"بس تھوڑی سی دیر لے گی فاصلے بے نیاز ہونے ہی ہی دیا ہے"

"اوہ۔ اس لیے نہیں بلایا میں نے تجھے، وہ دیکھ دوسری انگلی کی سیدھی میں کیا تجھے کوئی چیز شرمک نظر نہیں آتی؟" فطرت نے اشارہ کیا اور تو لانی نے اس اشارے کی سمت نگاہ جلائی۔ اس کی نگاہ شاید فطرت کی نگاہ سے زیادہ تیز تھی۔ چند لمحات بعد وہ دیکھنے رہنے کے بعد اس نے آہستہ سے کہا۔

"غیرم اور اس حالت میں بیٹھنا تو مجھے بہت ہی ہے۔ بس کا شکار نظر آتا ہے۔ غالباً اس میں چلنے کی سمت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ زمین پر گھس رہا ہے۔"

"دیکھ تو لانی خان! کبھی شرم کسی حیثیت کا شکار نہ ہو گیا ہو؟" فطرت نے بے چینی سے کہا اور پھر خود بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر گھوڑے کی سمت دوڑا۔ تو لانی بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا لیکن ہرن کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے تیز آگ کو منتشر کر دیا تھا۔ تھکے گھوڑے جل دیا۔ اس نے اس کے بعد دو ڈگر اس نے اپنے گھوڑے کی پشت پر مار کر گھاس ڈال دیا اور فطرت کا پیچھا کرنے لگا۔ جو بندوبست سے لگی ہوئی گولی کی مانند اس شرمک فاصلے کی جانب گھوڑا دوڑا رہا تھا۔ فاصلے کافی تھا لیکن گھوڑوں کے راستے میں کوئی ڈکاوٹ بھی نہیں تھی۔ چنانچہ ان کے پیچھے زمین سے مانگے تھے۔ غیرم کے حضور نے فطرت کی رفتار تیز کر دی تھی۔ چنانچہ فاصلے سمٹ گئے اور فطرت دیر کے بعد وہ اس فاصلے کے قریب پہنچ گئے جو اب واضح طور پر انسانی شکل اختیار کر چکا تھا اور کافی فاصلے ہی سے فطرت نے دیکھ لیا تھا کہ کم از کم وہ اس کا دوست شرم نہیں ہے۔ اس بات نے فطرت کے ذہن کو اطمینان دینا تھا۔ تو لانی بھی اس سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ وہ دونوں اس شخص کے قریب پہنچ گئے۔ جس کے بدن پر چھوڑے جنول رہے تھے۔ ہونٹ شدت سے اس سے چپے ہوئے تھے۔ شرمک زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں وحشت کی وحشت تھی۔ پھر بدن پر گزرتی ہوئی تھی اور چہرہ جگہ جگہ سے ہٹنے لگا تھا۔ اس کی حالت بہت غراب نظر آ رہی تھی۔ دونوں کے گھوڑے اس کے نزدیک پہنچ کر رگ گئے اور فطرت اسے بغور دیکھنے لگا۔ پھر اس نے تو لانی خان کی طرف دیکھا اور آہستہ سے

"اوہ۔ میں غلط نہیں ہوتی تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی ہے؟" یوں گتا ہے۔ جیسے یہ کافی غم سے شرمک رہا ہے اور شرمک پیاس سے نہ حال ہو چکا ہے۔ تو لانی نے فطرت نے رافٹل سیدھی کر کے اس کے سر کا نشانہ لیا اور آہستہ سے۔ کبھی کبھی بیگی کا کوئی کام بھی کر لیتا ہے۔ یہ اس شخص کو زندگی کی اس اذیت سے نجات دلانے دیتا ہوں۔"

"نہیں فطرت! ہرگز نہیں۔ ہم اسے جب چاہیں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن کسی بھی چیز کو بیکار سمجھنا نا مناسب ہے۔ ذرا اس سے پہلے پوچھا تو جانے کر کون ہے اور کبھی بھگ رہا ہے اور اس طرف کیے نکل گیا؟" تو لانی نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا اور فطرت نے رافٹل کی نکل جھکا لی۔ اس نے تو لانی کا چہرہ دیکھا، اور پھر بھی کر بولا۔

"وہ جیک ہے۔ اظہار ہے اور اپنے گھوڑے پر ڈال کر لے چل رہا ہے۔ اس کے پاس میرا تو بھوک کے مارے بنا حال ہو رہا ہے۔" فطرت نے گھوڑے کو داپس پڑا دیا۔ جب کہ تو لانی خان نے اس کمرے سے بڑھے شخص کو احتیاط سے اٹھا کر گھوڑے پر بٹھا دیا اور نشست رفتار سے داپس کا سفر کرنے لگا۔ فطرت تو لانی سے بہت پہلے اپنی جگہ داپس پہنچ گیا۔ تو لانی خان جو تھک آگ کو منتشر کر گیا تھا۔ اس لیے ہرن کا گوشت نہیں جل سکا تھا۔ چنگلیں دور دور تک آؤ رہی تھیں اور تیز ہوا آگ کو لٹانے لگیں تھیں۔ کبھی بینہا رہی تھی۔ فطرت نے آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکی۔ گھوڑے کو داپس اس کی جگہ چھوڑ دیا اور پھر ایک چٹان پر آ بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد تو لانی خان نہی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے بڑھے کو گھوڑے سے اتارا اور اس کے چہرے پر ہانی کے چھینے دینے لگا۔ جیسے ہونے لگا۔ اس نے بڑھے شخص کا چہرہ صاف کیا اور پھر تھوڑا تھوڑا ہانی اس کے منہ میں ڈالنے لگا۔ بڑھا ہوئی میں تھا لیکن تو لانی نے اسے ہانی پر پکھنے سے روک دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر بڑھے نے فوراً زیادہ ہانی لے لیا تو خوجانے گا۔ گھوڑے سے ہالی سے اس کے ہونٹ تر کرنے کے بعد تو لانی خان نے چند گھنٹے ہانی اسے ہا لیا اور پھر اسے ساتھ لے ہوئے فطرت خان کے پاس پہنچ گیا۔ بڑھے کو اس نے چٹان سے نکلر غلا دیا



تھا۔ اس کے بعد اس نے دو بار ہاتھ دھوئے اور پھر گوشت کھایا۔ کھانے کے بعد اس کے چہرے کے فضل کے سامنے چل کر دبا۔ گوشت کا ایک ٹکڑا اس نے بونے کے اٹھوں میں بھی تھا دیا تھا اور بڑھا ہوا ہونے کی طرح اس پر ٹوٹ چلا۔ کافی جھانکنا تھا۔ بڑھا آئے چٹ کر گیا اور پھر اس نے انکھیں بند کر کے چلے سے ٹیک لگالی۔ تو لالہ فضل کے پاس آ بیٹھا تھا۔ ایک گھنٹہ تک یہی کیفیت رہی۔ شور مچا دینے لگا تھا اور اس پر بادلوں کے ٹکڑے چڑھ گئے تھے جس کی وجہ سے دھوپ کی تیزی میں کمی واقع ہو گئی۔ فضل خان نے پوچھا۔

"اب اس کا کیا کر دے؟ کیا اسے مار دے؟ چلو گے؟"

"ذرا اس کے حواس بدل پڑ جائیں تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ یہ کون ہے؟ اور یہاں کیوں بھگ رہا تھا۔ اس بات کے امکانات بھی ہو سکتے ہیں فضل! اگر یہاں سے دھپنوں کا جاسوس ہو اور ہماری تلاش میں سرگرم ہو۔ میں نے اسی لیے اسے زندہ رکھا ہے کہ کم از کم ہمیں اس سے کچھ معلوم ہو جائے۔"

پوچھنے کی حالت اب کافی بھرپور تھی۔ وہ خوشی میں تھا پھر آہستہ آہستہ وہ کھڑا ہوا اور فضل خان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ اس نے بھڑائی ہوئی آواز میں کہا۔

"زارق خان کے بیٹے! شیر کوہ کا! انکھوں کے تار باندھے نہیں پہچانتے ہیں! تمنا ماخدا سے ملنا پڑا۔ ہر چند کہ کچھ حساری خدمت کا موقع نہیں مل سکا لیکن مروج زارق خان کچھ مزید رکھتے تھے اور ان کی موت کے بعد بچے دوڑنے کے طور پر راول کی خدمت سے گری ہوئی ہیں۔ انزل خان ہوں۔ فضل بیٹے! تمنا ماخدا حسارا غلام! فضل پر تک جانا تھا۔ اس نے گہری لگا ہوں سے پوچھ کر دیکھا اور اس کی آنکھوں میں ایک تصویر آجبر آئی۔ چٹا پیلوڑا غصے اس کی یادداشت میں منور تھا اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ اس کا تعلق شیر کوہ سے ہے۔ فضل خان نے پوچھے۔

"کو اپنے قریب لایا اور اسے بیٹھے کا سفارش کیا۔"

"ہاں انزل خان! میں تمنا جان گیا۔ میں نے انکھیں نئی حالت میں دیکھا ہے۔ لیکن یہ بات میرے ذہن میں

نہیں آئی تھی کہ تم شیر کوہ کے باشندے ہو سکتے ہو۔ لیکن تم اس طرح دیوانوں کی کیوں بھگ رہے ہو؟"

"آہ۔ سردار فضل! انارق خان کے بیٹے! میں تیری تلاش میں سرگرم تھا۔ نہلنے کتنا عرصہ ہو گیا ہے مجھے۔ مجھے جانے کہاں کہاں میں نے تجھے تلاش کیا ہے فضل! میری زندگی کا مقصد اب صرف تمنا ہی تھا کہ میں تجھے تلاش کر کے وہ اساتذہ تجھ تک پہنچاؤں۔ جو میرے ذہن میں محفوظ ہے۔"

"امانت!"

"ہاں حساری! تمنا فضل خان! کچھ ایسے واقعات اور راز جو اس وقت صرف تمنا ہی خداداد کو معلوم ہیں۔ میں سردار راول یا دیگر زبانیان! ہم گئے تھے اس طرز سے واقف ہیں۔ ابھی شیر کوہ کا اور کوئی فرد یہ حقیقت نہیں جانتا۔"

"کیا راز ہے انزل خان! کیا تم بتائیں؟"

رکھتے ہو؟ فضل نے پوچھا۔

"ہاں فضل خان! جس شخص کی زندگی کا ایک ہی مقصد ہو کہ وہ میری موت کو پہنچا کر دے اور اس کے بعد سکون سے مر جائے۔ اس کے لیے زندگی بھر میں وہ شہسوار فضل خان یا بندو ق حسار سے پاس موجود ہے۔ میرے علاوہ ناکور گزری تو یہ کبھی گھر کی طرف نہ دینا۔ میں تم پر اپنا خون صاف کرتا ہوں اور تمہیں اس کا حق دیتا ہوں۔ کم از کم تم میرے خون کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ نہیں ہو گے لیکن ایک دروغ سب ضرور کرتا ہوں کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے کچھ جھٹا اور میری پوری بات سن لیتا ہے فضل خاموش لگا ہوں سے پوچھنے انزل خان کو دیکھ رہا تھا تب انزل خان نے کہا۔

"میں اس حقیقت سے قیاس لگا کر ہاتھ پاتا ہوں سردار فضل خان! کہ تمنا اپنا راول شیر کوہ کا سردار! درحقیقت تمہیں سے ملنے ہے سردار زارق خان سے ملنے تھا اور تمنا اپنی ملطیم خانم سے۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ جب وہ شیر کوہ میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ ایک بے حجاب خاتون جو کہ کچھ دیر کے بعد اسے اپنا زارق خان نے بلانا ہوا تھا۔ لیکن وہ سب کچھ شیر کوہ کی دیواری

ماری کی بنا دینا چاہتا تھا فضل خان! میں تمنا بتا دیتا چاہتا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمنا کے ساتھ نہ رہے ہو۔ وہ اس کا شامہ میں تھا اس سب سے بڑا دشمن ہے اور جب تم اس کے مقاصد کی تکمیل کر دو گے۔ جب تم وہاں پر کر دو گے جو راول خان چاہتا ہے تو وہ جس میں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ یہی ان دونوں کا منصوبہ ہے۔ میرے بیٹے! میرے شیر کوہ کے سردار زارق خان کے ہونے! اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے ان الفاظ پر سراسیمہ نہ ہو۔ میں نے چاہی کہ وہ خدا کی قسم نہ دے وقت تک مسکراؤں گا کہ اپنا دشمن پورا کر کے جا رہا ہوں۔ پوچھنا انزل خان نے اپنا گریبان کھول دیا اور سیدتان کرنا بھی بد کر لیں۔ اس کے کچھ ٹکڑے پر کھسکا دیا تھا۔

فضل وحشت زدہ لگا ہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ تو لالہ کے چہرے پر بھی عجیب قسم کے تاثرات تھے۔ اس کے ذہن میں واقعات کی ایک ٹم ٹم چل رہی تھی۔ راول خود جو زبانیان کا کردار اسے بھی یاد آ رہا تھا۔ چہل چلنے کے بعد انکھوں نے اسے پٹائی حریف کے شانے میں رکھا تھا اور ہر طرح کی آسائشیں ہم پہنچائی تھیں۔ یہ سب ایک منصوبہ بندی کے تحت تھا۔ ہاں سچ ہی تو تھا فضل نے شیر کوہ کے ٹرنے بھر دے تھے۔ فضل کو شیر کوہ میں حیش و حشرت کی فراوانی کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ لیکن اس کی فراوانی کے مطابق تکمیل پا چکا تھا۔ چنانچہ اس کی طرف کی ضرورت تھی اور یہاں دو لڑکیوں کی موت کی شکل میں مل گیا جو زبانیان اور راول خان نے انکھیں شرمگسٹیں کھینچ کر اپنے ہاتھ چھوڑ دیں۔ وہ وہی فٹا ہو جائی۔ پلاٹھہ ایسا ہی بڑا تھا۔ تو لالہ نے فضل خان کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں خون برسانے لگی تھیں۔ ان آنکھوں میں خون کا سمندر رواں تھا۔ تو لالہ کا نظریہ ہو گیا کہ فضل جوش میں آ کر کوئی خط فیصلہ کر بیٹھے گا۔ چنانچہ وہ کچھ بڑھا اور اس نے فضل کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری رہنمائی ہے ہاں! لیکن جلد بازی کا فیصلہ نقصان کی طرف سے جاتا ہے۔ اس بات کا خاص خیال رکھنا۔"

فضل نے پٹ پٹ لگیوں سے تو لالہ کو دیکھا اور ہر کر دیکھ ہی پڑا۔

حکومت تھا جو زبانیان کو شیر کوہ کی پستی سے تسلیم کیا گیا جس کی پستی اس کے دل میں مستحکم کی جاگ بھوک تھی۔ تمنا نے اس بات کی شدہ مخالفت کی تھی لیکن جانی کی محنت کے سامنے سردار زارق خان یہ فیصلہ دے سکے۔ حکم جو زبانیان کو شیر کوہ سے نکال دیا جائے۔ حکم جو زبانیان کو پٹائی حریف میں منتقل کر دیا جائے اور اس کے بعد اسے ان کے مستحکم کا تکمیل شروع ہو گیا۔ ہاں ہماری عظیم خانم حساری زادی اپنی موت نہیں بڑی تھیں۔ بلکہ وہ اپنے بچے راول خان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے اور ان کی موت کا منصوبہ فرمیں عورت جو زبانیان نے بنا یا تھا اس کے مستحکم کا جذبہ اس بات سے سرد نہیں ہوا تھا بلکہ وہ شیر کوہ کو جنم زار بنا دینے کی خواہش تھی چنانچہ حساری پیدائش کے بعد اس کے شانے پر راول خان نے تم سے شفقت کا اظہار کیا اور حساری پیدائش کی۔ میں نہیں جانتا خانے لم بزل کی قسم میں نہیں جانتا۔ یہ Raul راول خان اور حکم جو زبانیان کے ہیں کہ انکھوں نے انکھیں ایک شیطان کا روپ دینے کی کوششیں شروع کر دیں۔ انکھیں درندگی سکھائی گئی۔ وحشت و بربریت کے سبق پڑ گئے اور بالآخر انکھیں ایک خوفناک درندہ بنا دیا گیا۔ ہاں فضل خان! یہ الفاظ انکھیں نے سرور رنگ سے پوچھے تھے۔ لیکن زارق خان جیسے ایک دل انسان کا بیٹا وہ نہیں ہو سکتا تھا اور آج نظر آتا ہے۔ اس میں جو زبانیان کی سازشیں اور اور راول کی کارکردگی شامل ہے۔ چنانچہ انکھوں نے حکم کے طور پر انکھیں ایک حضرت بنا دی اور پھر زارق خان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وہ حکمت پید کر دے گئے کہ زارق خان خود کشی کر لے۔ فضل خان! جس میں نے انکھیں جنم دیا جو ہمیں ہمایوں کی آنکھوں کا کارا پوتی ہیں۔ وہ صرف حساری وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ہاں سردار فضل خان! اس میں حسارا کوئی قصور نہیں ہے۔ انکھیں اپنا مستحکم بنا لیا تھا۔ راول خان اور جو زبانیان نے ایک مذکور سازش کی تھی۔ یہ تمام باتیں وہ لوگ آپس میں کر رہے تھے اور حسار سے اسے میں چھپے کر رہے تھے کہ میں نے اتفاقاً طور پر سب کچھ سن لیا اور اس کے بعد میں برداشت نہ کر سکا اور ہاتھوں کی طرح جیتا چلا دیا۔ ہاں نقل آہ اور جنگوں میں بھگتا رہا۔ میں حساری تلاش میں سرگرم تھا۔ میں صرف ایک بار صرف ایک بار انکھیں...



”میں نے تو لائی اگر باب کی محبت میں کھیار  
انسان دل میں کیسے دیکھتا ہے اس کا ضرور جاننا  
ہوں کہ اس پر کھنے کے جو کہہ کیا۔ اس ایک ایک کھانچے  
اس کے خلاف میرے دل کی محبت میں تڑپنے میں بیٹھ  
داخل نے میرے اس مقام سے اس کی توجہ کا اور  
جو عیاں نے ہم سے اس مقام سے سوئی اور میں کی موت  
کا۔ میں یہ حقیقت ہے کہ وہ لوگوں کے مومن صرف دو لوگوں  
کے مومن ہیں۔ وہ صاحبی جابر مومن اور زین نہیں ہلاک ہونے  
ہم جنوں۔۔۔ تھری کے حسن تھے کہ کچھ گئے۔ دو لوگوں کی زندگی  
کی قسمت ہمارے خلیفہ سوار باجی ہمارے۔ تو لائی خان باجی  
اور ہم ایک۔ ہم جن میں سے اب نہیں ہائی رہ گئے ہیں صرف  
دو لوگوں کے مومن۔ نہیں راول خان نہیں۔ میرے ذہن  
میں ترے لیے مگر حضور اس اشک و طہیہ تھا جسے تو اب  
بھٹ گیا ہے لیکن جو اڑا ہوا نے جنم دیا ہے۔ وہ ہی باب  
خیر سے یہ صاحب جان ہے گا۔ راول خان۔ خرچی ہو رہی تھی  
موت فطری کے ہاتھوں ہوگی۔ مرنے کے فتنے کو بھی نہیں  
جہنگ میں بیٹھوں گا۔ کیونکہ اس سے پہلے یہ کچھ تو جہنگ  
ہوئی تھی۔ فطری فتنہ و غضب کے عالم میں بولتا رہا۔ تو لائی  
اور ازل خان خاص و شرف کھڑے ہوئے تھے۔ تو لائی خان نے  
چند لمحات کے بعد کہا۔

”وہم نے کاری وار کیوں فطری خان اس کے جواب  
میں صرف اس کے بدن کو گولیوں سے چھلن کر دو گئے تو یہ  
جواب دیا۔ موت تو ایک بہت آسان چیز ہے۔ لیکن تو  
یہ کہ موت کو چھل کر دو گئے فطری اگولی تو بہت بڑوں  
پر چلائے آئے ہیں۔ بہت سے ہمارے ہاتھوں فتنے گھاٹ  
آئے ہیں لیکن فتنہ کو فتنہ کر دے۔ یہی تھا مارا اسقام ہو گا۔ آج  
تک تو تم نے صرف مرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اسقام  
کے لیے ہی وہی سب کچھ کرو گے فطری خان اب تمہارے خلیان  
خان تو ہو گا۔ فطری کے یہ دونوں ساتھی اس کے مزاج  
کو پہانتے تھے ایک بہت ہی مہولی سی بات ایک چھوٹی سی بات  
فطری کو طرفین جاری تھی اور ایک بہت ہی چھوٹی اور مہولی  
سی بات اس کے ہر جنبہ کو غم کر دیتی تھی۔ وہ اس کی  
اس کیفیت سے واقف تھے۔ چنانچہ تو لائی کے ان الفاظ نے  
فطری پر غور کیا اور وہ گردن کھٹک کر تو لائی خان کو  
دیکھنے لگا اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتا دیکھتا ناکی ہونے

تھی اور حضور ہی وہی کے بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ  
پھیل گئی۔ اس نے انگلی اٹھا کر کہا۔  
”تو کھیک کھتا ہے تو لائی۔ موت کو فتنہ کرنا ہی صبح  
اسقام ہو گا۔ یہ فتنہ دو فتنوں کو موت کے گھاٹ نہیں  
آتا راجائے گا۔ انھیں لے کر موت دی جائے گی اور یہ  
موت راول اور جو بیانی کی بیانی پر نہیں کی حیثیت نہ ہو  
کہ جس سے بقیہ ایسی ہی کیفیت ہو گی کہ موت بھی  
ان سے پناہ مانگی کہ فطری نے بولے ازل خان کی طرف  
دیکھا اور پھر نرم لہجے میں بولا۔  
”نہیں خان بابا! تم نے میرے باب کی خدمت گامی  
کی ہے۔ میں تمہیں موت کے گھاٹ تو نہیں آتا رہوں گا۔ جہنم  
جو کچھ کہ اس نے میری آنکھیں کھلی دی ہیں۔ بابا خان!  
اڑو ہوا اڑو ہوا ہاں کچھ ہے۔ اب اسے انسان نہیں بنایا جا  
سکتا لیکن اسے اڑا ہوا بنانے والے اب مرنے نہیں دیں  
گے اسے اڑو ہے سے تو لائی خان کو اس کی داخل گاہ  
پر سے چلو۔ ہمارے ہاں پہلے پہل ہوں گے اور ہمارے  
ساتھ ہی رہیں گے۔“

”میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔ ازل خان جیسے دانا تھا  
کو عزت و احترام کے ساتھ ہم اپنے فاروں میں بے جا میں  
گئے اور اس طرح ہم اپنے افراد میں پیٹھ اٹھا کر رہ گئے  
تو لائی نے بولے ازل خان کو احترام سے گھروں کے پشت  
پر بیٹھا اور اس کے بعد دونوں گھوڑے واپسی کا سفر  
طے کرنے لگے۔

فطری گھوڑا برقی رفتاری سے پیادوں میں بنے  
بہتے دروں میں دوڑ رہا تھا اور اس پر بیٹھا ہوا سوار  
چاق و چوبند تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی پریشانی یا فتنہ  
کی کیفیت نظر نہیں آتی تھی۔ وہ اس طرح جانے پہچانے  
راستوں پر گھوڑا دوڑا رہا تھا۔ جیسے اکثر ان راستوں پر  
اس کی آمد و رفت ہوتی رہی جو پھر وہ ایک جہنمی پر  
چڑھنے کے بعد گھوڑے کی رفتار ختم کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس نے  
اپنی جیب سے ایک گول ٹکڑا نکالا اور اسے نونہ کی  
شعاعوں کی طرف بند کر کے اس سے منکس ہونے والی  
روشنی چاروں طرف بکھیرنے لگا۔ اس کی نگاہیں دھوپ  
میں پہلے ہونے پہاڑ کی فیلوں کا جائزہ لے رہی تھیں اور

مذرا اس جگہ سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر  
تھی۔ بدھنی نظر آئی۔ جو سورج کے ذریعہ منکس  
تھی۔ اس نے سب سے کلام امانہ کیا اور اس کے  
بہت جیب میں رکھ کر گھوڑے کو پھر سے دوڑا دیا۔  
یہ کاؤغ اس جانب تھا۔ حضور ہی وہی کے بعد وہ  
پہنچ گیا۔ جہاں ایک اور گھوڑا سوار رافل سنبھالے  
اکڑ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ آگے دسے نے اپنے  
ہاتھ بندھے۔ گھوڑے آپس میں ملانے اور پہنچے۔  
مستوں میں پہلے کر چل کا نشان بنایا۔ جواب میں نے  
یہ نشان دوسری جانب نظر آیا۔ اور وہ گھوڑا سوار  
بہت قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنے لباس سے ایک کاغذ  
دوسرے سوار کو دیا اور اسے ششما لگا کر دیا  
دوسرے سوار نے کاغذ کو احتیاط کے ساتھ اپنے  
میں پوشیدہ کیا اور پھر اپنے گھوڑے کو قحط  
لگاتا دیا اس کا سفر تقریباً چھ میل کا تھا۔ چھ میل کے  
سے کاغذ کا یہ ٹکڑا ایک اور گھوڑا سوار کو منکس کر دیا  
گھوڑا سوار اس وقت جب سورج کا گول پہاڑوں  
پر اٹھا۔ ان کے اشارے کے اس جانب پہنچا۔ اسی  
وقت اس کے اس میں جل جگر سے پورے تھے۔  
لغات شام کے چھوٹوں میں جب پورے شام  
پر رہے تھے اور ان کے اطراف میں منکس خاموشی طاری  
گھوڑے کی لہجوں کی آواز میں پھر فطری زمین پر پہنچا  
تھی۔ دفتہ کی کھنڈرات میں اس کی ایک گز  
یا اور اس کے بعد چار افراد بھی اس میں گھسے سنبھالے  
کھنڈرات کے مختلف حصوں سے نمودار ہوئے اور  
ہلے فطری کو دیکھنے لگے۔ آگے والے شخص نے ہاتھوں  
کے منکس کر کے نشان بنایا تھا۔ جس کے بعد وہ لوگ  
پہنچ گئے۔ جہاں سوار کے قریب پہنچ گئے۔

”خیر کہہ سے ایک چھام چھام شاہ کے لیے۔“ اس  
نظر لگ کر ان چاروں کی طرف بڑھا دیا۔ اور ان میں  
سے آگے جو کہہ کر کاغذ اس کے ہاتھ سے لے لیا  
کیا اہم بات کہیں خاتم کر دے گا  
نہیں۔ کچھ ہی جگہ پر پہنچا۔ جہاں کوئی نہیں بچھا  
تھا۔ ازل خان نے ایک وقت کھپا اور گھوڑا

سوار واپس بلے پڑا۔ جب وہ لوگوں سے اوجھل ہو  
گیا تو وہ لوگ کاغذ سنبھالے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔  
پوشیدہ کھنڈرات جہاں پورے گز ویرانی پہیلی ہوئی  
تھی۔ اندر سے خارجے حضور نظر آ رہے تھے۔ سامنے ہی ایک  
ایک ہلکی ہلکی کھنڈرات تھا۔ جس پر کوئی بیٹھا ہوا  
تھا۔ قریب ہی شمعداں میں چھ لمبیں رکھیں تھیں  
بیٹھا ہوا شخص خرم شادیا ز رنگہ کے علاوہ اور کوئی  
نہیں تھا چاروں لوگوں خرم شاہ کے سامنے پہنچ گئے۔  
اور انھوں نے وہ کاغذ خرم شاہ کی طرف بوسا دیا۔  
”کوئی پیغام آیا ہے؟“ ز رنگہ نے سوال کیا۔  
”ہاں۔ خیر کہہ سے قاصد آیا تھا۔“ ز رنگہ نے  
شمعدان قریب کر کے کاغذ کھول لیا اس پر ایک تحریر  
تھی۔ ز رنگہ آہستہ آہستہ اسے پڑھنے لگی۔ کچھ تھا۔  
”خرم شاہ کی خدمت میں سلام!“

ایک اہم اطلاع پہلی خدمت ہے۔ سونا آشار  
سے جو نہری نکال کر خیر کہہ کے اطراف میں پھیلائی تھی  
ہی۔ ان میں ایک ایسی تحریر بھی تھی جو بندہ چاروہ نہر  
کی بجائے شرمک کا ہم دیا جاتا ہے۔ فطری خان اور  
اس کے چار ساتھی پانچوں اس شخص کے تحت اس  
شرمک میں داخل ہوئے اور کچھ افراد نے شرمک میں  
ہائی چھوڑ دیا جس کی بنا پر وہ پانی کی اس شرمک میں چس  
کر ہلاک ہو گئے۔ راول خان نے تین روزہ سوگ کا اعلان  
کیا اور اپنے پیچھے فطری خان کی موت کا خبر دیا۔  
پورے خیر کہہ میں ایک اتر اتر سی چلی ہوئی تھی۔ لوگ  
کہتے ہی کہ جب راول خان نے فطری کو اکو بنا کر اس کی  
مرگزار کی کے لیے انتظامات کیے تھے تو پھر اس کی موت کے  
بعد یہ انتظامی کھردرائی اور سوگ کیسا خرم خان کو لگتا  
ہو گا۔ انتظامی کارروائی کے طور پر بہت سے افراد کو پانی  
کے تھکے پر لٹکا دیا گیا ہے اور ان کی کھانسی خیر کہہ کی  
مرحوموں پر گئی ہوئی غولیوں پر چھل رہی ہے۔  
راول خان اور خرم جو زلفانی بدستور سوگ میں مبتلا  
ہی۔ لہذا میری غمیں پورا ہے کہ ان کی موت واقع ہو  
گئی۔ دوہا لگتا ہے کہ وہ وفاتی تھی ہی ہلکی تھی  
کی کٹش جاری ہے۔ جن کے پاس سے یہاں سے کچھ وہ  
سونا آشار کی نشی کے ساتھ ساتھ بہ گئی۔ ہم اپنے







ہم نے غلاموں کے دلوں کو خوف زدہ کر دیا ہے۔ اس سے  
 سے پہلے پانچ گھوڑے پیادوں کی سرز میں بے درغلتے چہرتے  
 تھے لیکن اب ان کی تعداد ستائیس ہو گئی۔ اس پانچ گھوڑوں  
 میں سے دو گھوڑوں کے پرچہ لگی ہوئی ہیں ان کے غرض اب  
 ستائیس گھوڑے سبیلوں کو تاراج کریں گے غور نہ کریں  
 گے تباہ کاری کریں گے اسگورد و حوض کے بادل فضا میں  
 بند کریں گے۔ بستیوں میں گی آہو بکا کی دوازیں فضا میں  
 بند کریں گی اور چاروں طرف غلغلی ہوئے نظر آنے لگیں  
 جابر خان اور فرزان ملک کے احکام کاٹوں چکا بیخود پیادوں  
 کے خشتاہک خشتاہیت کا امون ہوگا دوستو ابی تم سے  
 صرف چند باتیں کہنے کے بعد تمہیں آرام کرنے کی اجازت  
 دے دوں گا جیڑو دیروں کی طرح جیڑو کسی کو اس قابل  
 منت سمجھو کہ تمہارا منہ مقابل بنے جو بھی تمہارے سامنے  
 آئے وہ اس کا سینہ کھٹا پھوڑا سے خفا کے گھٹا مار دو۔  
 یہی میرا مسلک ہے۔ اب تم آرام کرو۔ یہ غارت سے وچ اور  
 بہت خشک ہے اور ہمارے چاروں طرف خفا کر بھرا ہوا  
 ہے۔ ہم یہاں دولت کے انبار لگا دیں گے یہ دولت تم سب  
 کی ملکیت ہوگی اور تم میں سے ہر شخص سربازوں سے کہیں  
 زیادہ دولت مند ہوگا۔ تو نے بونی تمام دولت سے تم میں برابر کی  
 تقسیم کی جائے گی اور ان میں سے کوئی بھی بڑا حقت دار  
 نہیں ہوگا یہاں تک کہ غفلت تو قلی اور شیرم بھی نہیں۔  
 شیرم با معزز و دوستوں کو ان کی آرامگاہیں دکھا دو۔ کل یہیں  
 کی بڑے داریوں میں کے سپرد کریں گے یہ شیرم خان نے گردن  
 ڈالی۔ غفلت خان یہ حکم دینے کے بعد اپنے غار میں واپس  
 چلا گیا۔ تو لانی اور شیرم ان ساتھیوں کو دروبے غاروں  
 میں منتقل کرنے لگے جو یہاں بکھڑے بکھڑے ہوئے تھے۔  
 غفلت... غور ہی سے ان کا در وانیوں کی نگرانی کر رہا  
 تھا اس کے ذہن میں غائبانے کیا منصوبہ ہے تم سے رہے تھے۔  
 اور اس کے ذہن میں یہ بھی ہوئی کہ وہ چند کچھ بھی نہ اپنے  
 گردہ میں ان لوگوں کا اضافہ بہت خوفگوار محسوس ہوا تھا۔  
 پیادوں میں بیسے دلوں کی قدریر پر ایک بار پھر سیانہ چھانسی  
 غلی۔ تمام لوگوں کو مطمئن کرنے کے بعد اور انہیں زندگی  
 گزارنے کے لیے ضروری چیزیں فراہم کر کے شیرم اور تو لانی  
 واپس غفلت کے پاس پہنچ گئے۔ غفلت مسکرا رہا تھا۔  
 "شیرم! میں تمہارے پاس سے سوچتے ہوئے غرضوں

کہہ کر لو رہی ہے اور ہمیں اس بات سے دلچسپی نہیں کہ مگر  
 شیر کو بہن قبیلوں کو کم کرنے کے لیے کوئی کھردرائی کرتا  
 تو اس کے نتائج کیا ہوں گے ہاں اس وقت کی بات اور  
 اگلی جیہد راول خان نے ہمارے درستیوں کو ہلاک نہیں  
 کیا تھا جب چوڑائی کا محصور مغرب نام پر نہیں آیا تھا اسکی  
 لفظیں جب اس بات کا علم ہو جائے گا کہ ایک شخص جس کے لیے  
 اس وقت میں دھوکا بازی لگانے ہوئے ہو در پردہ قتل و لاش  
 سجا اور قصیں اس نے صرف نہایت آواز مگر بنا رکھے تو کیا اس  
 کے باوجود تم اس کے لیے غلوں میں سے کام کرتے ہو گے؟  
 صاف کہہ بھی ہوئی لفظ! محبت اور مہارہیت سب سے  
 بڑی چیز ہوتی ہے جس سے چاروں طرف سے لگا کر رہا۔  
 اور اپنی طرف سے بڑی کے ہاتھوں کیسے ہوئے انھوں نے  
 ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی جنھوں  
 نے ان کے لیے جیہد کیا۔ قبیلے سے جنگ کر کے شہر کو فتح  
 کر کے نکال دیا۔ یہ طور چاروں طرف سے لگا کر رہا۔  
 مگر اس صورت میں ساتھوں کے محصور بنا کر ان پر  
 زبردستی ہے۔ نہیں جب یہاں سے شہر کو کے نزدیک پہنچاؤں  
 اس میں استعمال کیجئے۔ یہی میری دعا ہے کہ میرے...  
 گئے ہوئے ہیں۔ دھوکا دینے والی مصلحتیں سب ہم رات شہر کو  
 لے آئیں۔ شہر اب محفوظ ہو جائے گا۔ یہی میری دعا ہے کہ...  
 ان لوگوں کا انتظار کریں۔ اور وہ ان لوگوں کی شکل میں وہاں  
 پہنچے ہیں۔ یہی دعا ہے کہ ان کے کہیں کہاں سے آئی ہیں یہ  
 ہم سے کسی کو بھی شہر کو کے اطراف میں قیام کرنے سے  
 نہیں کہا جائے گا۔ ایک ایسی ہی ہے۔ یہی میری دعا ہے کہ...  
 بات تھی کہ چلنا تھا اس کے حریف کی طرف سے ایک ایسی  
 مصلحت سے ہوئی جو قتل و لاش کی ایک ٹولی کے ساتھ وہیں...  
 زور و جوش کا ایک انتہائی واقعہ نے اس لڑکی کو میری جانب  
 توجہ کر دیا اور جیسا کہ لڑکیوں کے جذبوں میں حالات  
 ہوتے ہیں وہ لڑکی بھی اس حالت سے دور دوری باور  
 نہ لے سکتی تھی۔ اظہار محبت شروع کر دیا۔ نہیں نے بھی اس  
 پہنچائی کی کیونکہ یہ طور ہے کہ میرے میں پہنچاؤں اور یہی تھی  
 اس سے میں شہر کو کے حالات کا جائزہ لے سکتا تھا وہی  
 لڑکی نے مجھ پر ایسے ایسے انکشافات کیے کہ لفظ کہیں  
 بلند نہ گیا۔ لڑکی کو اس کے ساتھیوں کا تعلق بہت  
 بے خیال سے تھا کہ بے خیال کام تو تم نے نہایت ہوگا لفظ!

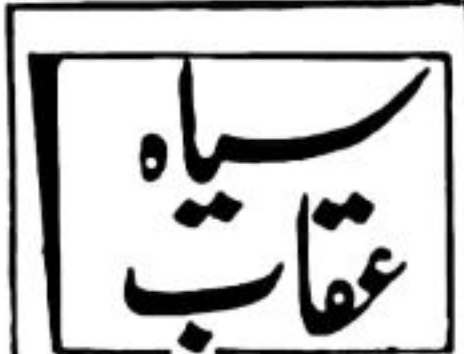


نظر آ رہے تھے۔ تب اس نے ہیٹ لیں جس پر ہیٹ کے ساتھ کہا۔  
 "تو بے وقوف سے کہتا ہے پوسٹ میں سے کہتا ہے شرم خان کو بار بار اسے روکے حال تو کی سردار گنڈل خان کی تھی؟"  
 "ہاں موصوفہ... میں طرح سے اطلاع دے رہا ہوں۔"  
 "میں اس پر شک نہیں کر سکتا۔"  
 "اے یہ بڑے بڑے ذہنی زنگی کا سب سے بڑا کاغذ انہماک دیا ہے شرم خان کو تو کتنی ہی بڑی مشکل سامنے کر دی ہے میری جس نے میرے دل میں شک لال دیا تھا یہ شک تو نے مجھ پر ہے شرم خان تو بڑے فکر سے ہیں۔"  
 "فکر یہ نہیں اس کی کہ وہ اپنا حال دیکھ کر باقی کا حال کی دل میں نہیں دیکھ کر باقی کا حال دیکھ کر نہیں تھا۔ جس سے نہیں اس کا شوق لگ سکتا کہ یہ شرم خان کو روکنے کے لئے میرے دل کو ٹھٹھا کر دیا ہے اور اب شرم خان خاصوٹی ہو گیا چند لمحات خاصوٹی طاری رہی پھر شرم خان نے کہا۔  
 "دوسری آپس اور اطلاع ہے شرم خان؟"  
 "ہاں ہاں بتا رہا ہوں۔"  
 "سردار راول خان نے اطلاع کیا ہے کہ اس کا بیٹا شرم خان راول خان اس کے چار ساتھی چھ لچسٹیشنوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں جو خباثت کے آلاکھ تھے لیکن جی کا تعلق شیر کوہی سے تھا۔ پانی لائسنس وال نہر خشک پڑی ہوئی تھی اور اس کی حیثیت ایک شرم خان کی تھی لیکن میں اس وقت جب شرم خان اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ اس شرم خان کا ہاتھ سے رہا تھا۔ شرم خان نے شرم خان میں پانی چھو لیا اور شرم خان کا سارا پانی شرم خان میں داخل ہو گیا۔ اس طرح شرم خان لورس کے ساتھیوں کی موت واقع ہو چکی۔ سردار راول خان نے ہماری موت کے سوگ میں دن دن تک شیر کوہ کے کاروبار بند رکھے۔ ہر گھر ریاضی افنا طاری رہی اور ان افراد کو سر عام پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ جنہیں اس سازش کا فائدہ دار سمجھا گیا تھا۔  
 شرم خان کی آنکھیں جبر سے کھلی رہ گئی تھیں۔ وہ دیر تک سوچا رہا۔ تو لائی خان کی کیفیت بھی شرم خان سے مختلف نہیں تھی لیکن ہر دفعہ رفتہ رفتہ تو لائی خان کی آنکھوں میں

پرستی کر رہے تھے۔ ان کی زبان پر ہمارا پیغام ملتا تھا۔ انہوں نے تو لائی منصوبہ بدل دیا اور ہماری موت ہمارے خوف سازش اور سوگ کا اعلان کر دیا۔ ہر طرف اس کے شرم خان کو ایک بار ہم علاقہ میں کے راستوں پر ڈال دیا تاکہ جو کچھ میں گھر رہا ہوں اس تصور کو تو شرم خان نے بالکل اس سے مراد فرق نہ لے لے تو تو لائی موت کے سزا قبول کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جبر سے کی بات ہے کہ چھ لچسٹیشن ختم ہو گئے۔ تو لائی خان لورس کیوں سمجھ لیا اگر شرم خان سے شرم خان۔ تو لائی خان لورس شرم خان کی لاشیں بھی دستیاب ہوئیں تو ہمارا راول خان شیر کوہ میں اعلان کرتے کہ انہوں نے کسی دھڑے کسی تانے کی پروا کے بغیر ان کو شرم خان کو ہلاک کیا ہے اور وہ قابل مبالغہ ہیں کہ انہوں نے اپنی سرداری کا فرض پوری طرح انجام دیا ہے۔ لیکن شرم خان جو کام انہوں نے خود کیا ہے۔ بقول ان کے جو فیضان جو عزت انہوں نے جنم دیا ہے وہ اس کی اصلیت سے بھی واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ شرم خان کی بددعا کے لئے ہمارے ہاتھوں میں شرم خان کے لئے حالات سے گزرنا ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے چند جگہ

جسٹانوں کو پھانسی پر چڑھا کر ہماری ہمدردیوں حاصل کرنے کا ایک ذریعہ درپازت کیا تاکہ ہم ان کے ہاتھوں میں جو چاہا چھوڑ دیں اور یہ فیصلہ کر لیں کہ انہوں نے ہمارے خلاف کوئی سازش نہیں کی بلکہ یہ چند اور ہی لوگ تھے جنہوں نے ہمارا کیا اور راول خان نے انہیں پھانسی کے تختے پر چڑھا دیا۔ کہے سردار شرم خان کو یہ کیوں کہیے ہے اس پر بھی غور سے اور اس کا آئندہ کارخان راول خان ہی ہیں۔  
 شرم خان کو ایک بڑا تھا۔ اس نے شرم خان کی طرف اور پھر تو لائی خان کی طرف دیکھا۔ شرم خان کا خیال تھا کہ شرم خان تو لائی کی اس بات کو پسند نہیں کرے گا اور لائی اپنے چپا کے ہاتھ میں تو لائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر اس کا ہر جھجھکے جانے لگا لیکن شرم خان پریشان نگاہوں سے تو لائی کو دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے کتا تھا ہے اس کی سوجھ بوجھ کی طرف حقیقت یہ تھی کہ شرم خان بھی اچانک ہی تو لائی سے متعلق ہو گیا تھا۔ تو لائی دیکھے ہیں ایک ذہنی آدمی تھا اور بات کی دیکھ بیٹھا جانتا تھا حالانکہ اس سے پہلے شرم خان اس طرح نہیں سوجھا تھا لیکن شرم خان کے الفاظ اس بات کی وضاحت کرتے تھے کہ راول خان نے درحقیقت یہی چل چل کر شرم خان کے گردن ہلاتے ہوئے کیا۔  
 "تو شرم خان کہتا ہے تو لائی خان کو ہاتھ کی اصل دیکھ کر کیا ہے۔ اور یہ تیری ہی جگہ میں کام میں نے اعتراف کیا ہے۔ لیکن شرم خان کیا حقیقت تو لائی کی بات سے اختلاف ہے؟"  
 "نہیں شرم خان! حقیقت یہ شخص بالکل درست کرتا ہے۔ ایسی ہی بات ہے کہ شرم خان کی شرم خان میں ہلاک ہو جائے تو شرم خان راول خان یہ ہی اعلان کرتے لیکن یہ دو سرائے اعلان انہوں نے صرف اپنے خوف کے پیش نظر کیا ہے۔"  
 "یہ حقیقت اس شخص نے اپنے سر پہل ہے جو ہمارے لئے ڈوبے گی۔ ہم اس کی حقیقت سے اب ابھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ تو شرم خان! میں حقیقت ازل خان سے گاؤں۔ جس نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔"  
 "ازل خان؟"

ہاں ہمارا نام آتا خود سے گلاں میں نے نہیں بتایا ہے کہ درحقیقت بھی خاتم خاتم سازش کی تیاری کب سے کی تھی اور ان کا مقصد کیا تھا؟ شرم خان سے بالکل متعلق ہو گیا تھا کہ راول خان نے یہ ہلاک کی صورت میں لے کی تھی کہ شرم خان کے ہاتھوں اس کی جان بچانے شرم خان نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔  
 "دوستو! تم لوگ مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہو۔ چچا راول خان کی بات بھی غور سے مانی ہے لیکن



قیمت ۱۰۰/- روپے

ایک گدہ کی

بند پرواز کی داستان

وہ اپنے آپ کو

عقاب سمجھ بیٹھا۔

پیشہ کار قلمی نثر کا فن

ناشر علی میاں پبلیکیشنز

۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔

فون: ۴۲۴۴۱۳















پارٹ کی تباہ کاریوں سے پہلے آگے بڑھ رہا تھا۔ بھلا یہ کسے  
 ممکن ہے عظیم آفاقی رنکلائوئیر کسی کو ایک بار دیکھ کر اور بھول  
 جانے اور پھر وہ بھی فخری خان پٹیلوں کے ٹھنڈا کرے۔ یہ  
 ناممکن ہے آقا جتنا عظیم آفاقی روح تو قحطی کرب جبر و غمات  
 میں اس بہت بڑے بڑے سے تمام کے سامنے مرخصوں کا کھانا لے  
 رکھا تو اس بہشت سے کانپ اٹھانے میں سوچ لیا کہ یہ کب بخت  
 اپنی سال ۱۹۸۱ء خود کیل ہے اور اپنی مہل سے باغ و وحد  
 بیچے گا۔ بھلا یہ فخری کی تو جی نہیں ہے کہ اس کے سامنے رنکاتھ  
 اور ایسا بے لگا کا پیش کیا جائے اور عظیم آقا یہ نرول کی  
 بات نہ جیسے کسی سے عقیدت ہو۔ اس کے لیے غزوری تو نہیں  
 ہے کہ انکار بھی کرے۔ یہ طرہ سے غزوری عرف عقیدت کے غم

لیجے میں کیا خاک رنکے میں ڈوبے ہوئے شخص سے ہمارا نفاذہ  
 اٹھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ آنے والا اس کا  
 خال راہ بھائی ہے اور اس وقت وہ اس خال راہ و بھائی  
 کے لیے کھانے پینے کی اشیاء اپنے جارہا تھا۔ فخری نے ادھر  
 اُپر دیکھا اور پھر دانی سے بھرے ہوئے ایک گڑ کے کھانہ  
 بڑھ گیا۔ میں میں سے ٹنڈا تھوڑے دھونے کے بعد وہ ٹکڑے  
 نیسور کا احتکارت کرنے لگا جو غزوری کی دیر کے بعد کھانے پہنچے  
 کی اشیاء ایک شخص پر اس کے آ رہا تھا۔ یہ شخص خال راہ بھائی  
 کا ملازم ہی تھا۔ کیونکہ غزوری کی دیر کے بعد وہ کھانا رکھ کر  
 واپس چلا گیا اور ٹکڑا تھوڑے بعد اس کے ایک طرف کھانا ہو گیا۔  
 آ جا نیور! میرے ساتھ ناشتا کرتے

ہے۔ بن ہاں کے جسے غور سے نظر کر لیا کعب تک عظیم  
آقا کی تمام اذین موجود ہے وہ اس کی خدمت کرتا ہے جگا۔ اس  
کے علم میں لائنیں ۱۹ اور اس کے بعد خاموشی سے بیان سے  
چلا جاتا اور کسی ایسی جگہ چلا کر دیکھتا ہے اس سے تم مجھے دو کچھ  
سکو۔ بس عینت مفلوں کے لیے دیکھتا ہے کانی پوتا ہے اور  
تم تو مجھے ہی کو کہیں طرح جنوں کو میں کے نکلنے سے عشق تھا  
اسی طرح عینت منہ غور کو غفلت جان کے گھوٹے سے عشق  
ہے۔ ہر جہاں میرے ذہن میں غمی کو عیند گھوڑا سیاہ رنگ  
میں کیے بدل گیا۔

فخرل جیلز لگے ہیں۔ اس خاطر خاص کو دیکھ رہا تھا جس کا اعزاز واقعی گیدڑوں جیسا تھا ایک جو ملائی میں کسی نوکری سے بھی کہیں زیادہ تھا اور دہانے کیوں فخرل کے برعکس نہی تھی۔ ایسے لوگوں کو وہ کبھی اہمیت نہیں دیتا تھا لیکن نظر انہیں اور کچھ خاص میٹھیوں کا ملک نظر آ رہا تھا اُسے جتنا فہم اس نے لازم لیا ہے۔

”جا اور فقہہ ماننے کے میرے لیے ناشائے آ“

ابھی جانا ہوں آکا!! اس نے فخر خان کے ہاتھ میں  
دبے ہوئے سونے کے تکتے مٹھی میں دبا لیے اور... بھگی کی

جانب پر دیکھا یہ بات غفلت کو معلوم نہیں تھی کہ پہلی رات بادل میں غبار پھیلی ہوئی راتوں اور درختوں روٹیوں کی آوازیں کے سلسلے میں گھومتی ہوئی راتوں کے دل کے درمیان جھگڑا برپا تھا۔ بونٹ کے ایک کان کا ایک کان سونے کے چوچکے دیاں دکھایا ہے وہ بونٹ کے ایک کی حکایت تھی جو گھومے نیمور سے اُس کا کوئی تعلق نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نیمور نے فیصلے

حکم دیا گیا تھا مجھے کہ میں اپنی زبان کا تھاپہ دیکھوں لیکن اس بہت بڑی کھوپڑی کا کھپڑوں جو مستقبل میں بہت درد تکہ دیکھ لیتی ہے ڈاکو غفلت خانہ کو خود کو نہایت ڈاکو لیکن اُسے دال کا یہ بات ثابت کرنے کی کہ بہت زور ہے حکمران کا حق ہر کسی کو ہے وہ وہ خان غفلت کو ہے اور اچھے شخص کی شادی جس قدر قابل نہیں ہو سکتی ہے اس کا بھوکا کیا کرتا

فخریہ سلسلہ شمس ۷۶۶ھ میں پکارا گیا اس کے لئے میر تقی  
آستانہ ہے لیکن میر تقی کو لاہور میں تہ و دو مار  
کھا جانے لگا۔

یہ خطا بھی میں نے گزشتہ سال کے لیے دیکھ کر یاد دلوائی تھی کہ جو زبان سے جو باتیں نکلتی ہیں، ان کے بعد سے وہ باتیں یاد رکھیں اور ان سے بچیں۔

”جک لو بھی کہے کیا کما چاہتا ہے؟“ فضل خان  
بہستا ہوا بولا۔

”زبانِ فضل سے یہ قافہ نکلیں کہ مگر انہیں اور فضل خان کا ساتھ ہے۔“

”بہن خجک ہے میں نے تجھے اپنے ساتھیوں میں شمار کر لیا۔“

”اور یہ حکم بھی مل جائے کہ اگر اس کو وہی میں کسی گھنٹیں  
بچنے گھنٹیں تو اس کا اہلکار بھی کر دیا جائے“

عظیم آقا کسی بھی مرتبے پر پہلا اس تاجیڑی پر عجل کر  
 طہر خاں کو مشورہ دے لیکن یہ کھوپڑی عجیب و حرم بہت  
 کمال ہے کہ غلط کرنے لگتا ہے تو اس میں ہمارے گھنٹوں  
 بچنے لگتی ہیں اور میری حاجت ان گھنٹوں کی آوازوں کو پہانتے  
 ہیں کہ رات چاہیے کہ بچنے کے لیے صبح ہو جاتا ہوں۔

میں نے کیا دعا کی تھی کہ مجھے کچھ گناہ ہو کر سے نوکریاؤں  
 کیوں نہ بہت زیادہ سترے کا حصار تھا۔ میں اس کوئی ملک  
 نہیں کر رہا تھا۔ بہت کم کر رہا تھا۔ اعلیٰ کے گڑبڑ تھا۔ خدا فضل کو  
 اس کی ہم فطرت پسند آئی تھی اور وہ بھی اس کی نگاہ میں  
 چھٹا اور آخر کو کا احسان ہو چکا تھا اگر یہ فطرت بھی شامل ہو جائے  
 تو کیا حرج ہے چنانچہ اس نے خود کو کا جائزہ دے دی کہ وہ  
 اس کے ساتھ رہا کرے۔ مجھ نے فطرت خلی کے تمام امور و خیال  
 لیے۔ بسنی میرا دوسرے آگے کے سفر کے لیے فطرت خلی تیار تھا یہی  
 اسی رات بسنی سے دور پہاڑوں میں میرا کرتے ہوئے لکھے  
 خود نے کیا۔

”مجھے ایک بہت بڑی محنت تو تھیں ہے ابھی تک میری بیوی اور بچے  
خزل کے اوقات گروہ کا حملہ کیوں نہیں ہوا۔ خاتم کے بارے میں  
مگر کہ مسلمات اور کراچی تو ان کے لیے غم سے زیادہ مہتر اور  
کوئی نقص نہیں ہو گا۔ اگر سچائیوں کی آگ کا انتظار ہے تو مجھے  
بنا جیلے کر نہیں گھوسے پر ہرگز نہ دوڑاؤں اور خزل کے

استغفار کے لحاظ غم گروں :-

”نہیں، جی، بڑا دل پر چھٹا فوٹ مارا کوئی ارادہ نہیں ہے  
بڑا نہیں اس وقت تنہا ہوں اور ایک ایسے کام کے لیے نکلا  
ہوں جس کا خلق صرف میری ذات سے ہے اور اسے جیکو کیسے  
ساتھ لیں میں شامل ہو گیا ہے اور بھول تیرے خاتریہ یہ کہو چکی  
ہے کہ کاپا ہے تو یہاں خیال ہے کہ میں فوجی اپنی داستان سنوں  
میں ہے کوئی طورہ دے سکے؟“

”جی تو نمی دانتا ہوں عظیم آقا اگر تمنا ہے پھر نہ کہہ کر  
 جس میں میری ضرورت ہو موصی کرو؟“

بھول جان کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ غصہ ہی دیر  
تک خاموش رہنے کے بعد اس نے قصہ خفا کا میں اپنے حالات کو  
کہا۔ ہلچک دجواتے جا رہی۔

”مگر گلاب خیل کا رُخ اسی مقصد کے قسٹ ہے تو عظیم کیا  
تعداد یاہ خادمِ فرم سے در خواست کہے گا کہ کوئل خیل کی بیٹی کے  
مستاجر پر صرف بس تھے سے وچ وچ کو چوڑا پاجانے مگر اس کی  
ہاں بھی بی بی بیوی نے قہر سے باہر نہ نکل پڑے تو اس رنگوت کو  
حقیقہ آقا کی ہم نشینی کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ خیر خیل خیل نسبت  
خندہ چیز ہے۔ اُس کا یہ خادم بھی گلاب خیل کی اسی منہور و مہر  
کو تاک رہا ہے یہ چوڑا کر دے گا۔“

• غول کیا تو نے ہیں۔ تو نے میں غول کر دیا۔ بنو رملک  
ہم نے تجھے اپنے خاص ساتھیوں میں شمار کیا۔ تیرے یہ ساتھی  
بہت پسند آئے۔ مٹی اور گولے کوئی ایسی تدبیر بتا کر زرنگہ  
تیرے پہل میں چس چلنے۔ قتل و غارت گری تو میرے لیے  
زمین کا اصول رہی ہے اور میں نے اپنے ہر دشمن کو شکست کا  
انگوڑا دیا۔ لیکن میرے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ ایک ایسے دشمن کو  
جس نے میرے مقابلے کے لیے اتنی زبردست تیاریاں کی ہیں  
صرف موت کے گھاٹے نامور بنا کاتی نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے جی جی  
کر لیا جائے کہ اسے یہ احساس ہو کہ اس نے اپنی زمین کی کتنی  
جرا اور فلاح فیصلہ کیا تھا۔

”جی لوگوں نے یہ بات سنا ہے کہ عظیم آقا انھوں نے  
 بے شک اپنی زبان کے کلموں سے دیا۔ ناقص صورت کے بعد  
 انسان کو اس کی نہیں یاد رکھنے کے جو کلام کیا۔ اس کی  
 سزا ہے کہ طرح لی۔ سزا تو زندگی میں ملنی چاہیے۔  
 گوشت لہان کی تہی اسی ملک کی شق ہے۔“

”جو حکم اس سلسلے میں قصاری رہنمائی چاہتے ہیں۔  
”رہنمائی نہیں ملے گی! میری دعا ہے کہ وہ دعا مانگ لیں۔“



آہ کاش نیما جیسے سرور ہوتا تو اس وقت غم کاشی کر  
لیتا تھا اور نگہ دہ پر کچھ کر لیتا تھا جتنا اس کا منت کے  
سب سے خیرین تو تھاں نگہ دے جو دیکھیں بیڑی ہلے نہ آتا  
جب تم نے مجھے اپنے غم کے ساتھ ساتھ زار لگا دے مجھ میں  
آستو بھی ہن لپٹے تو آستو کی آستادی کا کیا احترام کرنا چاہیے  
تاہم نے تمہیں جو کچھ بنا دیا ہے اس کا ذکر عمل دیکھنا چاہیے  
جو تو بس توڑاؤ کی سڑکوں پر جا کر جو بھی میدان تمہیں دینے  
کی فکر کر رہا کام کرتا کھول دینے کی دقت قاسم سے بھر ا  
ہر دن دودھ سے زیادہ سیدھا دھشتاں چہرہ جو باتوں کی جھلکار  
میں اس طرح تھا کہ جھلکار کی سورج بھی نہیں سکتا تھا اس جھلکار  
کے چنے سے کوئی ساز و برد پر آمد پر آجاتا ہے سوگا کہ عمل شب  
چراغ۔ چھوڑ دے آقا، سب کچھ بھریں چھوڑ دے ہل تو قدر سے  
کی کہیں نہیں۔ خود سے ہی دن گزریں گے کہ قلم سے چھوڑ دے



آئی کے بیکر کے کہی کر رہا ہوں۔ وہ بہت ضروری ہے۔  
 "بڑی بڑی سبب ہائی تو سبب اسی ہے۔ پتا نہیں کیا  
 بنا دیا تو نہ ہے۔"  
 "یہاں میں لا باہر عظیم آقا اذرا حلق ہے بیکر میں  
 کر دیکھو قمارتے ہیں پر سو چند در دست ہو گا۔ قمارتے قمار  
 اور ایک خوبصورت لباس نکال کر فضل کو دے دیا۔ جیالیں  
 کا لباس تھا۔ شہر لوگوں کی بات تھی کہ وہاں دھڑکی بیت  
 پسند آقا تھا۔ نہ سبب نہ کہنے کے بعد اس کی شخصیت میں  
 کہ اور عا ذہبت پر بیاہو گئی تھی۔  
 "آقا کی دل سے کا کہہ دے کہ اس کی تلاش غافل پر غصہ کیا  
 ہے۔ میں نے کچھ لکھ لکھ بھی دیکھا ہوں۔"  
 "ہاں ہاں اس کی فکر میں کرتا ہے تو جانتے کھلے ہوئے ہیں۔  
 بستیاں کشادہ ہیں۔ لوگوں کی جو ریاں بابا سے ہی لے تو ہیں۔ بظاہر  
 ہیں دوسرے کی گویا ہو سکتی ہے بیکر کو کیا کرنا چاہتا ہے آ  
 ایک گھوڑے کی خریداری کا خواہش مند ہوں۔ تمام کو  
 منڈی گنتی ہے اور اس منڈی میں ہر طرح کے گھوڑے مل جاتے  
 ہیں۔ میں ایک گھوڑا چاہتا ہوں اس میں اس کو برکات  
 کرے۔ ظاہر ہے میں گلاب خیل تک کا سفر کرتا ہوں۔  
 "گھوڑا کسی کے دروازے سے سکول ہے۔ اس سے زیادہ  
 انتظار میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ منڈی شام کو کھلے گی۔ منڈی  
 سے خریداری کرنے کے لیے میں کئی وقت غرت کرنا ہو گا۔  
 چھوڑنے پر لیٹن نگاہوں سے غفلت کر دیکھا کہ سوچتا  
 رہا اور پھر دفعتاً اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔  
 "آہ... مثل خان میرا سب سے بہتر فریڈم ہے۔ میں  
 بیشیری کا ذکر کرتا رہا ہے۔ زندگی میں اگر ایک چمٹے آئے  
 دس دوں تو کیا حرج ہے اس کے اسٹیل میں ایک گھوڑا  
 سوچو دے ہے اس نے بڑی جاہت سے طرہ ہے۔ یہ گھوڑا  
 ابھی آقا عظیم آقا خور کی دیر کی اجازت دے دیکھتا اس نے کیا  
 اور واپس کے لیے لے گیا۔  
 غفلت کو اس کی شخصیت کا دلچسپ موس ہو رہی تھی۔  
 اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر گلاب خیل میں سڑی گلاب خیل تک  
 ساتھ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بعد میں گوارا ہوئی ہے۔ بیتر  
 نے کہا ہے ساتھ ہی نکالنا چاہئے۔ اس دوران میں نے اپنے سڑ  
 کی تیار ہیں کئی کئی تھیں۔ گھوڑی دیر گزری تھی کہ اس نے  
 نکالے گیور کو گھوڑے پر سوار آئے دیکھا۔ نکالے رنگ کا حمت نہ

گھوڑا تھا اور عظیم اس کی نفلت پر اس طرح گھبراہٹا تھا  
 زبردستی باغیچہ نکال دیا۔ ۲۰۰ م فٹلے موس کی پٹری  
 دن سا کر نکلا۔ گیور گھوڑا سوار کی کتنی سے حاف ہے۔  
 فضل کے فریب میں کر اپنے صوفی باغیچہ میں ہنسا اور رہا۔  
 "دیکھا عظیم آقا کیسا خاندان گھوڑا ہے۔ بیکر میں یہ تو میں  
 کہ بیکر میں اس گھوڑے پر سوار کی کر دیکھ کر میں گھوڑے کو تم  
 سے اپنی سوار کی کے لیے منتخب کیا ہو گا۔ وہ بھی سوار ہو گا۔  
 "ہاں ہاں اس نے گزیر کر کہا، وہی گھوڑا ہے۔ جے ڈی لپلے  
 کے لیے کیا تھا۔  
 "ہاں عظیم آقا اور اس نے گزیر کر نفلت کی برکیت بڑی  
 اس کا تصور تم میں کر سکتے ہیں ایک دیکھتے ہیں یہی عظیم  
 کر تو میں جانتا ہوں کہ گزیر کر نفلت کے ساتھ ساتھ اس کی  
 بیکر میں جانتے ہیں کہ عظیم اس کے بعد سر پر ہونے کا جانتے  
 ہیں کہ اس کے بیکر میں بڑی ہو گا کہ ہم لوگ سوار ہیں سے گزیر ہیں۔  
 فضل نے گردن ہلاتی اور اپنے گھوڑے کو لے لگادی۔  
 نہ رہنے میں پتا گھوڑا اس کے گھوڑے کے ساتھ دوڑنا اور  
 کہ باقاعدہ گزیر کر دیکھ کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے میں  
 داخل ہو گئے۔ دن وہ وسیع دھڑکی تھا۔ دونوں سمت جہاں  
 دیواری آسمان کو چھو رہی تھیں اور اوپر سے دیکھتے ہوئے  
 کا دھڑک رہی نہیں آسکتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے چھوٹے...  
 دھڑکیں دیکھتے دے حشرات الارض ہیں کے رنگ خوب سہاگنی  
 سے چھوڑے ہوئے تھے۔ پتا نہیں کی جانتوں سے سر نہ لگتے اور پھر  
 اس طرح گھبراہٹ کر رہا ہوں میں بھی اگر ذرا بھی دیر کی تو زندگی  
 پر ہر کشتی بیکر میں ان تمام کیفیات سے بے نیاز دونوں گھوڑے  
 سر پہ ڈوڑا سہلے اور گھوڑی دیر کے بعد فضل کو اس بات  
 کا پتہ دانی رہا تھا کہ اس نے جو کہ عظیم کے پاس میں سوچا تھا  
 غلط نہیں تھا۔ کان دیر تک سڑ جاری رہا اور پھر جب سڑ  
 سڑ سڑ کاوت میں چلنے لگا تو انھوں نے جھگڑا کا ایک سلسلہ  
 دیکھا تو خود روئی تھا لیکن سر سبز و شاداب تھا۔ گھوڑوں کی  
 رفتار خود بخود درست ہو گئی اور چند لمبات کے بعد وہ جنگل کے  
 سرے کے قریب پہنچ گئے۔ فضل نے اپنے گھوڑے کی آگے بیکر  
 میں اور عظیم کی طرف دیکھ کر کہہ۔  
 "گھوڑا ہے۔ بیکر میں اس راستے کے راست میں کچھ ہوتا ہے۔  
 "عظیم آقا اس ضرورت سے بڑی گھوڑی میں بہت  
 کہہ ہے۔ تم نے فرد عباد کی زہیل کے بائیں میں تو سنا کر ہو گا۔

تحیر تجسس، رومان اور ایڈ ونچر سے بھرپور ناول



ایک نئی سدا بہار  
تخلیق

ایم۔ اے راحت

ایک بلند حوصلہ نوجوان کے  
فائن جوتانی حرم رکھتا تھا

ایک ایسا نوجوان جو  
اپنے راستے کسی حشر کا وٹ دور کرنا  
چاہتا تھا۔ وقت جیس کے لیے ٹرک چھاتا  
تھا۔ ہوائیں اپنا رخ موڑ دیتی تھیں۔

ایک خوبصورت ناول جو آخر تک آپ کو اپنی دلچسپی کے حصار میں جکارتے رکھتا

قیمت -/۲۲۵ ڈاک خرچ -/۲۰

اپنے ہاکی یا قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں

علی میاں پبلی کیشنز

۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون ۷۲۴۷۱۳۱



نہیں کیا خاک و مہر و رانی نہ نکل ہی رہا تھا۔  
 نیکو ہمتوں کی گہری زنجیل حرفت کا شکار ہے تو جتنا  
 لکھو جوڑوں کی کوڑی سے گفت نہیں ہوگی۔ ہاں، حقیقت ہے  
 کہ ان اوقات کے جڑواں کو جو سے زیادہ جلا کر دیا جاتا ہے۔  
 بلکہ بہتر یہ کہ ہم بقیہ وقت جنگ کے سر پر ہی گزاریں  
 کیونکہ جنگ کے اندر بھی شہر و ارد گرد کا سامنا ہی ہو سکتا ہے۔  
 "ہوں۔ جنگ ہے۔ حالانکہ یہ سڑک کے لیے کان وقت  
 ہے لیکن یہ تیری بات سے قطعاً کرتا ہوں بندوں کی ترسے ہاتھ  
 میں کیسی مانی ہے؟  
 کیا مطلب عظیم آقا؟  
 مگر میں جسے کہیں کر شکر کہ شکر کیا اس کام کی تکمیل  
 کر سکتا ہے؟  
 عظیم آقا کا اندر سے گزرا اس سالام ہی دیکھ کر بہتر  
 یہ ہوگا کہ بندوں کی پہلے اسے آپ سے پہنچا دے کہ لکھو جوڑوں  
 کا مطلب؟  
 "پہنچا دے گا۔ کوڑی پر کہ کر دیا اسانی سے خواہ  
 دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ بندوں کو حرفت حق کے لیے نہ کہ  
 پاؤں کے انگوٹھے سے لڑا گیا ہو سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں  
 آقا کہ بندوں کے استعمال کی ضرورت ہے اور وہ پہنچوں  
 کی۔ بلکہ تم شکر کہنے کے لیے اپنی مائیکل جے دے سکو تو میں  
 تمہارا شکر گزار ہوں گا۔  
 "اور اتنی سی بات کہ تمہارا ہاتھ میں کے لیے ٹوٹے  
 اتنی طوالت اختیار کیا کی یا فری ہاں جے تیرے کرتا ہوں کیا  
 کہ مجھے سے حق و انصاف میں لکھو کیا کرنا زیادہ جب تک کہ نہ دے  
 جے پہنچا نہیں؟  
 "ہاں... جو روئے آہستہ سے کہا اور لفظ میں کا  
 جملہ پورا ہوئے کا انتظار کرنے لگا لیکن جو روئے آدھ لکھ نہیں  
 کیا تھا۔  
 کیا کہیں کر رہا ہے؟  
 "ہم... بنیو رہے ہو لا اور لفظ باور اور دیکھنے لگا۔  
 ہر اس سفر پر کہ خواہ اپنی بندوں کی طرف دیکھا اور  
 جرت سے دیکھنے لگا۔  
 "مطلب؟  
 "عظیم آقا! ہوں گے تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ زیادہ کہ اس کر  
 رہا ہوں۔ جملہ ہاں یہ تمہاری کیا ہیں کہہ دینا لکھ نہیں تھا۔

فلوے خیر کا فاصلہ لفظ کے کر گیا حیرت موسیٰ انداز میں  
 کھک کھک کر لفظ کے ہلکے ترپ گیا تھا لفظ غلاب  
 محسوس کر اس حرکت پر خود نہیں دلی تھی۔ جب لکھو کہ  
 نے اس کے جسم کو چھو تو وہ جھک کر اسے دیکھنے لگا۔  
 "اسے اسے کیا ہو گیا ہے؟  
 "لکھو کہ ہم آقا کیا؟ لکھو کہ میں نے اس طرح انھیں  
 پہاڑ کر کہا ہے سوئے سے جا گیا۔  
 "ابھی تو وہی دیر قبل تو مجھے کان نا ملے تھے؟  
 "بہن کیا تاؤں عظیم آقا! یہ ٹیروں کی دواؤں کی ہیں  
 جے ہنسندے؟ لفظ کے مطلق سے بے اختیار قبضہ نکل  
 گیا تھا۔  
 "آؤ کر بیٹا۔ یہاں موسیٰ ہوتا ہے جیسے ہر کہیں قریب  
 ہی موجود ہے۔ لکھو کہ خیر کو اتنی چھڑی سے چلتے ہوئے اس  
 نے نہیں دیکھا تھا جس چھڑی سے وہاں کر چکا تھا اس  
 کی گول گول آنکھیں تاریکی میں خیر کو تلاش کر رہی تھیں لفظ  
 کان دیر محسوس سے لفظ اندر زہر تار رہا جس نے کہا۔  
 "خیر کو چھڑی میں خوف بھی زیادہ تھا کہ میں ہاں کہتے  
 "عظیم آقا! ہاتھ میں تم اسے خوف نہیں کہہ سکتے۔ خیر  
 لکھو کہ آجائے تو تم کہہ سکتے ہو لکھو کہ لکھو کہ آجائے  
 "مگر نہیں لکھو کہ خیر کے سامنے کل دیکھنے کی  
 کوڑوں کی قوت تھی جے لکھو کہ سب سے پہلے چھڑی جازن گا۔  
 اچھا۔ جہاں اس سے پہلے تو گلاب ٹیل کا سڑ کر رہا ہے۔  
 "ہاں آقا! ایک بار حرفت لکھو کہ ہارے؟  
 "گوئل لکھو کہ ہارے میں کیا جاتا ہے؟  
 "جو اسے مار رہے؟  
 "اور اس کی تیلی زرد لگا ہے؟  
 "ہاں حرفت سنائی ہے اس کے ہاتھ میں دیکھو کہ اب  
 میں نے مہاؤں کے ہاتھ میں سوچنا تک چھوڑ دیا ہے  
 مگر تم نے اس لکھو کہ ہاتھ میں سوال کیوں کیا؟  
 "حرفت اس لیے کہ میں... میں... لفظ جملہ احوال  
 چھوڑ کر خاموش ہو گیا اور لکھو کہ خیر کے ہر طرف پر  
 سکرا ہٹ چکی تھی۔  
 "ہوں۔ تو یہ لفظ سفر مہنتوں کے راستوں پر ہو  
 رہا ہے۔ کوئلہ اسے آقا جس کے دل میں یہ جذبہ نہیں  
 چاہتے۔ کیا زرد لگا بھی نہیں چاہتا ہے؟

"تو بتا چکا ہے کہ وہ خود سے زیادہ ہر ہے؟  
 "نہیں آقا! مجھے اس لفظ سے شکست ہے اسان  
 کی صالت میں جو کہ میں کے لیے حقیقت کر دیا تھا زمین  
 پر آکر وہ اس ہی حیرت میں نہیں کر سکتا زرد لگا ہوئی ہے اور  
 لکھو کہ یہ لکھو کہ چلے دو لکھو کہ شہ ہے ہاں کہ اور یہ مطلب  
 "آقا! اگر وہ لکھو کہ بناس کے بننے میں بھی وہ سارے  
 جذبے لکھو کہیاں لکھو کہوں کے جو دیگر لکھو کہ کر رہا ہے  
 ہوں گے۔ جی چاہتا ہے تم سے تمہارے ہاتھ میں سب  
 لکھو کہوں۔ زکوٰۃ لفظ خاتون و لفظ کے جہاں میں کہے  
 چس گیا۔  
 "کیوں کیا زکوٰۃ اس میں نہیں ہوتا؟ لفظ لکھو کہ رہا  
 "سو نہیں ہوتا ہے لیکن وہاں نہیں اور کیا نہیں ہاں  
 سے زرا مختلف ہوتی ہیں کیا چم زرد لگا ہو؟  
 "ہاں اور اب جب کہ تو یہ بات مانتا ہے تو میں  
 مجھے کہہ سکتا ہوں کہ جے اس لفظ میں بھی میری حد  
 کرنا ہوگی۔  
 "آہ لکھو کہ اس لفظ میں سب سے پہلے اپنی حد  
 کر سکتا۔ تاہم تمہاری لفظ میں آگیا ہوں لکھو کہ اسے  
 لیے کہ کر سکا تو جے خوش ہوگی؟  
 لفظ خاموش ہو گیا قیادت کے خاتمے کے لیے  
 جتنے میں لفظ کو خیر آگئی۔ آہ یہ بھی ماننا زیادہ نہیں ہوا کہ  
 لکھو کہ اور خیر کے ہاتھ میں کہہ سکتا تھا کہ ہے۔ البتہ  
 چکا کہ جب وہ چلا تو خیر اس کی طرف سے تھے سے جنگ  
 لکھو کہ چلا تھا اور اس کی آنکھیں خیر سے بوجھل ہو  
 رہی تھیں۔  
 "تو... تو کیوں کر رہا ہے؟  
 "نہیں عظیم آقا! سو نہیں زرد لگا ہوں۔ ناشتا تیار کروں  
 تمہارے لیے؟  
 "ہاں۔ جلدی کر کہ ہم سورج لکھنے سے پہلے سڑا کاٹا  
 کر سکیں؟  
 "جنگوں میں دشمنوں کی چھاؤں اتنی گہنی ہوگی آقا کہ  
 سورج کی چمک بھی نہ کر سکتی۔ یہ تو سنا کہا اور  
 اس کے بعد وہ لکھو کہ تیار ہوں میں معدود ہو گیا تھوکی  
 دیکھ کے بعد دونوں گھوڑے جنگل میں داخل ہو کر برق  
 رفتاری سے گلاب ٹیل کی جانب دوڑنے لگے۔ راستے میں لفظ



قصص کی ایک جگہ جان لیجئے کہ اپنا طریقہ راز بتائے گا اور اگر اس کی توجہ نہیں حاصل ہو جائے تو پھر جلااز رنگہ جگہ رسائی کیجئے مگر یہ غلطی نہ کرو کہ ان کی جگہ حیرت سے



ہمیں درحقیقت کتے اس سے پہلے اس کے ذہن میں آیا تھا لیکن اب جبکہ اس نے اس کے بارے میں سوچا تو اسے احساس ہوا کہ اس سے عمدہ فراور کوئی ڈیجیٹل نہیں ہو سکتا تھا۔ چند سترے سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے گلوے نمودار کر کے اس سے ہرگز کھڑا کیا اور نمودار کا جملہ کاغذ لے لیا۔

”لوکلے نہیں۔ تیری جڑی کھو چکی کوئی سناج  
نہیں کہ لیا ہے۔ داغی تیری جو یزنیات شادما ہے“  
”آہ یہ گردن تو چھوڑ دو جھٹکنے جو خلی جذبات میں  
اس حراج جلا لیا ہے کہ فی چند لمحات کی زندگی باقی رہ گئی  
ہے۔“ تیرے زندہ لیے میں کہا اور فضل غصہ کی گردن  
چھوڑ دی وہ بھنے لگا تھا پھر اس نے عمیر کا شانہ چھتا ہاتھ  
دھرنے کیا۔

”غیری جوئے انتہائی خطرناک اور قابلِ عمل ہے۔ حاضمی سے بہتر تو اور کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ اگر ان لوگوں کی وجہ حاصل کرنے کا یہی آپ کا ہے اس سلسلے میں غیری درممانی درکار ہوگی۔ کیونکہ یہ ان باتوں کے پاس ہیں کہ نہیں جانتا۔“

”اس کی تو فکری دگرہیں آگیا! جب فیروزہ صاری غلامی میں لگیا تو تم یوں سمجھ لو کہ کوئی سزا تھا جسے بے سزا نہیں رہا۔“  
 فطیل کو غصہ کی یہ فوجی رفاقتی ہے حد پسند آئی غمی اور اب وہ عروج پہاڑاگر ٹیڈ کیم کا آدمی ہے اور ریت سے ساحلات میں مردگار ثابت ہو سکتا ہے چنانچہ اسے جیش کے لیے ساتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یوں بھی کسی کام میں مداخلت کی بجائے معاونت کا مادی تھاپنڈا اٹھلے کے ساتھ چل سکتا تھا۔ فطیل کو علم میں نہ ہو سکا اور تیڈور نے اپنی کارروائیاں ختم کر دیں اور اس کا آقا دوسرا نئے والوں سے ہی ہوا۔

جن کے درمیان جھگڑا کر سنے کیا۔ اس کا دوست اس کا سنی  
اسی کا آقا شاہ ولی خان بستی زورنا قسے تعلق رکھتا ہے اور  
زورنا گل آبادی حرف پانچ سو افراد پر مشتمل ہے لیکن اس کے  
دل میں اس وطن کی محبت شاید دوسرے تمام لوگوں سے کچھ  
زیادہ ہے پانچ سو افراد میں سے ایک ایک فرد ذمہ کوہ میں پونے  
والی برائیاؤں کے خلاف اپنی خدمات چلی کر دیتا چاہتا ہے اور  
شاہ ولی کے پاس سے جیسے جیسے بڑے بڑے فتنے چھڑی کی دیر میں شہر  
کے گئے اور اس کے بعد شہر، قتل کے متعدد کی تکمیل کے لیے سولہ  
سے باہر نکل آیا اس جیسے جھگڑا آدمی کے لیے یہ کام مشکل نہیں

فکر و خواہش کو دوسے چناغے کے کام دیکھتا رہا۔ جس  
دور میں غفلت اپنا کھیتا کر رہا تھا۔

دوسری شام کتاب میل کے جلسے پر جس کے لیے یہ خانوں میں پہلے پہنچنے والوں نے اس قدر اور قوی میل کو جان کر دیکھا اور جھوٹے کے لیے جو تہہ پہر آگیا تھا اس کی شاندار مصیبت تو اس کے لیے اس قدر کشش تھی اور لوگ تہہ پہر خانوں سے نکل نکل کر اس کے گرد جمع ہوئے کہ منزل میں تہہ پہر کے بعد واقعی ہے صرف صورت تو خانوں کے لئے لگا تھا تو خانوں نے اسے حقیرانہ لگاؤ سے دیکھا اور ہر طرف سے ہنسنے لگا۔

مکلف غفل کے بار آور، نوادہ اور برادر گومی ایک پیغام  
 کے کر خمار سے پاس کیا کہوں پاس اور دوسرے میں یعنی اس  
 ذمہ کی کا پیغام۔ نوادہ گومی تھیں وہ بتانے آیا ہوں جو بہت  
 بولنگ اور تیرا چھ ہاں ہیں چھابھی ہماری کو خوشی سے ملا  
 جا سکتا ہے اور اگر ہم بھی بیٹوں کے سوا اوروں کی مانند تھیں  
 بند کچے خواب ٹرگوں کے خیرے لپٹے رہے تو اسے والی کی بھی  
 بے خبری کی ذمہ کی کرنا اسے ہنگامہ کرے گی۔ دوستو میرا نام  
 شاہ دل ہے اور ایک چھوٹی سی بیٹی زینا کا کا باشندہ ہوں۔

میں نے بیت الحول سخرے کیا ہے تم لوگوں کو پہنچنے کے لیے  
 پہنچا رہا ہوں۔ میرے عزیز دانشور کو کہہ دو کہ تم لوگوں نے سنا  
 ہو گا۔ یہی خبر کہ جہاں پانچ شیطانوں نے جنم لیا اور  
 جنہوں نے پہاڑوں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی کو متاثر بنا  
 دیا۔ پانچ سفید گھوڑوں کا سردار قتل ہے۔ نجانے کس جگہ  
 کو زندگی سے محروم کرنے کا باعث بنے اور یہ کہ اس کا سردار قتل

ان کی سرحد سنی کر رہا۔ باہول خلع نے ایک عہد پرانہ منصوبہ کے تحت خیر کوہ میں قلعہ جیوں کا سلسلہ کرایا۔ ایک جنگی دستہ کو لے کر وہ اسی پے خیر کوہ میں داخل ہوا تھا کہ جہ کوہ کو پہچانی اور فریاد کا نونہ بام سے۔ میرے دوستو اگر تم میں سے کسی نے اپنی آنکھوں سے خیر کوہ کی نئی شکل نہیں دیکھی تو میرے ساتھ چلو۔ دیکھو خیر کوہ میں کیا ہو رہا ہے۔ راجہ خلع نے خیر کوہ کے قلعہ جیوں کو نونہ وال اوپر پہنچایا دیا ہے اور وہ پہاڑ کی یہ دو آب و ہوا ہے جس سے خیر کوہ سے قلعہ کو دوسری بیٹیوں کا زرع کر دی ہے۔ جوانی پہ لکھ بیٹ کی رنگیں ٹھانٹوں کا مجھ کو بتی ہے لیکن ہماری حکیم روایتیں زنگی اور جوانی سے بھی زیادہ قیمتی ہیں جنہ کی حفاظت کا اسے اجازت دے چلے آئے ہیں اور اس کے بعد

اور منظر ہی میں سو نہ لگے ہیں۔ مگر تو خیر کو بھی دیکھنے  
 اہل فاضل بعد از روایت کے مطابق یہ شعر کہنے لائیں۔

اسی طرح چھوٹی کی بیٹی سحر بنی خرم نے کرکٹ کھیلنے نہیں جانتا  
 اور نہ کبھی کبھی سے لڑا چاہیے۔ ختم اس مردار کرنل خالص میں  
 کھیلے ہیں وہ لڑے کے اندر صبح میں۔ کبھی اس طرف تو وہ نہیں  
 آگئے گا یہ کام جوت جیسے ہی کرتا ہو گا میں ختم سے ہی پاس تھا  
 ہوں۔ اس لئے اپنے لوگوں کو کوٹنگ اپنے دو ساتھی کو صبح کرو اور  
 آج کوہ کی جانہ کو فاکرڈ تاکر تم راول کو اس کی طبیعت سے  
 باز کر سکو۔ وہ سنو میڈی کہنے کے لیے ختم سے درمیان حاضر  
 ہو گئے۔ اس حال پر سن اور مزہ چند روز میں تم سے ہی تھا  
 اسی طرح کہیں گا اور اس کے بعد یہاں سے آگے بڑھنا ہوا۔  
 یہ لڑکے ختم اس سے:

فضل خدا اس سے پہلے کسی کوئی ایسی نظر میں نہیں کی تھی  
 ایک کج اسے خود بھی محسوس ہوا اس کے اندر کچھ کی صداقت  
 ہے۔ ہمارے ہی لشکر انبیا و قمر ہاں پر جانے والی لگا ہوں سے  
 اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک آپس میں نظر کرنے لگے۔ کئی ایک نے  
 حلال کے قمر پہنچ کر اس سلسلے میں بات بھی کی مگر فضل سرفراز  
 کہا کہ فیصلہ انھیں خود کرنا ہے۔ وہ قمر صاف نہیں دیکھنے  
 کے لیے آج پہنچ گئے ہیں۔ اسے چند افراد بھی جاگ گئے تو وہ  
 اپنے مخصوص کھیل کی حدود میں بیٹھ گیا پھر وہ نظر سے تیر کے  
 ساتھ وہاں رہا۔ اسے یہ گایا کہ ایک بین لوگوں کو خود بھی اُمید نہیں  
 تھی کہ وہ یہ جگہ تک پہنچ جائے گا۔

۵۵

مات کا پہلا پیر خا غفل اور نیکو دکانے سے قاتل کو  
کراؤم کر رہے تھے کہ گو غفل خاں کے پاس رہنے کے چند افراد مانے  
ہیں گئے اور سر ملے کی جگہ سے انھوں نے شاہ دل کے بلے  
میں مطلوبہ حاصل کیں۔ مگر انھیں غفل کے گھر سے  
آئی آئے وہیں کا غفل نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور ہم  
سے اُن کے کہنے کی وجہ پوچھی تو ان میں سے ایک نے کہا  
”سہارو گو غفل خاں تم سے ملنا چاہتا ہے غفل زیادہ  
قیس محبت اور عزت و احترام سے اپنی رہائش گاہ میں طلب  
کرتا ہے۔“

انگرس کی یہ بھی برے مقصد کے سلسلے میں ہے تو یہ  
مجھے قصارے ساتھ چلنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے چلو سب  
نے کہہ دیا کہ اس وقت ساتھ لیا مکمل نہیں تھا کہ

طبعی سرور کو غل جتنی کا طرف سے ہونی تھی اور صرف اس کی  
 ہونی تھی۔ غل اس پر سرور کے ساتھ چل چکا لیکن اس کے  
 زمین میں ہے اور خدا سے جدا ہے۔ کبھی نہ کر کے غل  
 سے پہچان دے۔ کہیں اس کی تائید لگے کہ اس سے کلام و جو  
 جانے لگے کہ آئے وہ غل دل نہیں بلکہ فرد و گو غل ہے۔ لیکن غل  
 سول ہے بغیر جان کا اور توفیقی خدا جب وہ غل کے سامنے  
 پہنچا تو وہ تنہا ہی خدا کوئی شیخیر اور راسخ تھی اس کے پاس موجود  
 نہیں تھا۔ لہذا اسے اسے دور ہانے پر مجبور کر دیا۔ لیکن غل  
 گونہ ملنے نے حکم کر غل کا بغیر غل کیا۔

”ذرا قے شاد دل کوئی نہ اپنے غریب حاسے میں غوث کج  
کہتا کہوں۔ بیٹھو شاد دل۔ بیٹھو جائے“

[illegible]

واقعی ہے؟

”نصرتی غیر معروف جا ورائی تصور ہے کہ کس لوگ میں  
اُسے پہنچ جائے گی“

”نہی میرے قریبیوں نے تسلی دے کہ وہ بے گناہ ہے۔  
 میں نے کہا کہ میں نے خود اذعانہ ہو گیا ہوں کہ اس کا گناہ نہیں ہے۔  
 قاضی نے کہا کہ اس کے لیے تم لوگوں سے طلاق نہیں دے سکتے۔  
 یہ ہے طلاق کے لیے اس کے ساتھ ساتھ دینے والی چیزیں ہیں۔  
 کبھی نہیں جھوٹے ہیں۔ زندگی میں صرف ایک بار طلاق دے سکتے ہیں۔  
 اس کے طلاق سے بالکل ناقص ہوں۔ چنانچہ میں نے  
 اس کے ساتھ ساتھ طلاق حاصل نہیں کی۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ  
 اس کے ساتھ ساتھ طلاق دے دی ہے۔“

یہی سردار کو غل غلو! اس سے کہہ کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ ترائی کی بستی ہے ہر طرف میں غلوئی ہوئی جتنا چاہے اس طرف لڑاؤ کرے گا۔

مرات میں ڈرونی حونی بستی کے گرم لہجے نے فریاد قائم  
نے آج شام گلاب خیل کے بچے کی گونسل غلام بہ کراچی اچھا  
ضم کرنا بدست ہے :



















[illegible]

"اپنا ہاتھ بٹول کے دوا کا تھیرو نہ غلاما جتے سکھا۔  
 "کیوں؟  
 "تھیرو غلام کی بد نظاست ہے؟  
 "کیا کرے گلاس کا؟ غفلت نے اپنا ہاتھ بٹول تھیرو کر دیا۔  
 "دوسرا بھی تھیرو رہا۔  
 "کون سا دوسرا؟  
 "کیا تھیرو اس ایک ہی ہاتھ ہے؟  
 "ہاں اس وقت ایک ہی ہے؟  
 "وہ غمخیز بھی ہے نہ دود؟  
 "میرے اس غمخیز نہیں ہے؟  
 "میری ادا پاؤں ہے؟  
 "نکڑے کے لیے اپنا فوراً نقل کے ساتھ ہے؟  
 "کوئی اور اختیار نہیں ہے تھیرو اس؟  
 "کیا ضرورت تھی ناگن کے؟  
 "بچے کوئی ضرورت نہیں تھی ناگن کی؟ میں بھی اس کی کوئی  
 ضرورت نہیں۔ تھیرو نے ہاتھ بٹول سے گلاس نکال کر غمخیز کو  
 دے دیا اور ہاتھ بٹول میں پوری قوت سے ایک طرف ہاتھ دیا۔  
 غفلت بے اختیار ناگن سے اسے دیکھ رہا تھا۔  
 "بچے ضرورت سے کیوں نہیں ہے؟  
 "اس بچہ کو اس کے قاتل نہیں جو دھماکے میں مارا گیا۔  
 غمخیز نے یہ کہنے سے غفلت کی تھیرو سے ماٹھی بیاں دے دی تھیں  
 اور اٹھ کر وہیں سے غمخیزت حاصل کر گئیں اور وہ اس قاتل  
 کی تلاش کر رہے تھے۔  
 "کیا بھلا کر رہا ہے؟ غفلت غمخیزت سے بھاگا۔  
 "تھیرو کی قاتل تھیرو میں مر رہی نہیں ہے؟ قاتل کو قاتل کی  
 طرح بولتے ہو؟ تھیرو نے غمخیزت اور غفلت کا جبر پور قبضہ اس کے گلاں  
 پر ڈالا۔ تھیرو اپنا ہاتھ بٹول کر رہا تھا۔  
 "بھلا بٹول غمخیزت میں نے دھمکے میں پر دوسرا نہیں دیکھا  
 اور لوگ کس قدر غمخیزت میں کاٹ رہے تھے؟  
 "کتنے۔ جس حرام۔ میں نے زعمہ نہیں چھوڑ دی تھی غفلت  
 غمخیزت کی طرف بھاگا۔ اس نے تھیرو کے ہاتھ بٹول کر کے اٹھایا  
 اور ایک دھمکے میں اس کے ہاتھ پر دوسرا کر دیا۔  
 "تھیرو کی قاتل میں سے دھمکے میں کیسا کتنی ہے۔  
 بٹول غمخیزت میں تھیرو شاپر ہاگ کی تھیرو کیا تھا۔ غفلت نے بھی غمخیزت  
 کی تھیرو کی تھیرو میں تھیرو کے ہاتھ بٹول کر کے چھوڑ دیا۔



طغری

طفرس  
چونکہ منہ پر زور تھا اور اچھے  
مردوں کی خبروں کی فکر میں تھی  
ساتھ ساتھ اس کے چھاتی محبوبہ فریاد کرتی تھیں کہ میں بھی  
کو بیکار تھا غفلت نے اسے جلا کر کھا کر کھانے اور کھس جاتا  
تو کہہ کہ وہ دن تک اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا لیکن اس  
فصل کے دن میں نکالنے لگی مشورہ کی کسی کو نہ مانا  
رہی ہر طرف میں کھانا اور اچل کھل کے چلے جاتے تھے  
تو کہہ کھانا اور اس کے بعد اس کے غفلت کو جو مشورہ بتا تھا  
واقعی ذہانت سے نہ تھا

راول اور جرنل لفظی کی بات پہلے لکھ اور پھر برسرِ موضوع  
 اُٹھائے جانے لفظی کو حسبِ خواہش لکھو۔ کوئی اور وجہ دینی  
 ان جنگجو خیر نہیں ہے۔ ممکن نہیں کہ تو شہر کو غلط لکھ کر اس  
 جہاز پر نہ لکھائی ہے۔ یہ سارا دینی اعلانِ جہاد کے ساتھ ہے  
 پس میں کوئی توجہ نہ دوں گا۔ تو میں نے یہ بھی لکھا کہ  
 یا کوئی اور غلطی ہے اس لفظ میں متاخر نہیں کر لگی۔ پھر  
 راول اور جرنل لفظی سے اختلاف ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا کہ  
 اس وقت میں نے اس کی برطرفی کی تھی۔ لیکن اب جو صورت حال ہو چکی  
 مختلف ہو گئی۔ راول اور جرنل لفظی کے یہ ہیں کہ میں نے لفظی کو جرنل  
 کی لکھی بلکہ میں نے اس میں سب کو چاک کہہ دیا۔ یہ بھی  
 استنباطی درجہ ہے۔ پہلے سے راول اور جرنل لفظی کا وہ تھا کہ اس  
 کے بعد وہ یہ کام کرتا تھا۔ لفظی وہ بات نہیں بھول سکتا تھا۔  
 خود اس کی ضرورت میں انعام شامل تھا اور اپنے کسی دشمنی  
 جہاز پر اس کے لیے ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر ضرورت میں یہ وجہ نہ  
 ہوئی تو شاید وہ راول کو اس میں لکھ دیا۔ یہ اس کی کو مشعل  
 کرتا کہ وہ اس کا جو وہ لکھ کر دے تھا۔ لیکن ایسی باتیں سوچنا بھی غلط  
 کے لیے ممکن نہیں تھا۔ رقم کے جو جہاز بدل بدل رہی تھی  
 وہ جرنل کی حالت ہو رہی تھی۔ اس کا خیر نہ جلت تھا اس سے  
 دشمنی کو اس کی زندگی بچنے پر سب سے پہلے کوئی ہے۔ دشمنی  
 بعد زندہ ہی گویں رہتا تھا۔ راول اور جرنل لفظی کے لیے بھی اب  
 اس کے دل میں دشمنی کے ہند سے کہہ دینی وہ وہوں کے خلاف  
 سے نہیں بدلتا تھا۔ بلکہ نہ اس کا تصور ہی اس کے دل میں  
 نہیں تھا۔ وہ تو فیصلہ کر چکا تھا کہ اس سب کا سب کا اسے  
 ساری زندگی بھول کر رہے گا۔ اس سے قبل اس نے بھی اپنے  
 باپ کے بارے میں ابھی سوچا تھا۔ لیکن آج نازق خان کی صحبت  
 اس کی نگاہوں میں آئی تو نہ جانے کون اس کے دل میں ایک  
 خوب سی بڑا ہو گئی تھی۔ نذوق خان جاس کا حقیقی باپ تھا۔ ایک

لئے ہی جس کے قریب نہ ہو سکا۔ راجل نے غول کو خون سے چھڑک  
 دیا تھا اور پتھر مارا تو اپنے بھائی کی ہاتھ لگنے میں کامیاب ہو کر  
 اپنا اس بھائی کی ہاتھ لگنے میں کامیاب ہو کر اپنا قاتل تسلیم کے بعد قریب چھوڑا  
 اس نے شیر کو روک کر قاتل کو روک دیا۔ اچھے ہاتھوں سے قتل کیا۔ یہ قاتل  
 پہلے ہی میں تھا۔ ازل وائل سے ملے، وہ غول نہیں تھا۔ وہ تھا  
 غول جس کو میں نے قاتل کیا تھا۔ یہ ساری باتیں غول قاتل کے  
 ذہن میں گھوم رہی تھیں اور اس کے بعد اس کی نگاہ نزدیک  
 ہونے لگی تھی۔ یہ ساری باتیں غول قاتل کے ذہن میں گھوم رہی تھیں۔

میں اس طرح شیک کے ساتھ ہی پہلے کی راسل جہاز چھانی سے  
 فاصلہ بھی ہو چکی تھی اس خطے میں جہاز چھانی کے دل پر چڑھ کر  
 آئے۔ جو چھانوں کی دو صفوں کی صورت کا تھا ان کے حلقوں کو  
 چیلر کے ساتھ چھانی نے انہیں دھکیل دیا تھا کہ وہ حلقوں  
 پہلے صف کی سر کے لیے آتی تھیں۔ اس بینک ٹرانس کے وقت کا  
 بھی ٹھیک تھا۔ کنگا کو کسی کو نہ سمجھوں گا ان کے والدی تو  
 اس خطے میں جہاز چھانی کے ایسے حکمت میں تھا جس سے  
 مل جاتی تھی تو ٹھیک تھا۔

ہمارے ملک سے مل رہا ہے کہ میری کمزوری کئی حصوں کی  
تقسیم کیجیں تاکہ ہر حصہ تھلا میں سمجھے۔ لیکن... لیکن...  
وفاقی ہائی کورٹ کے ججوں نے مسکوٹ میں جیل گئی۔ ملک سے  
جیسی صورت ہے کہ ہمارے پہلے درجہ کلاس کی جہت کی حفاظت  
کرنے کا بیوزنگنگ ملکی وادہ جھوٹری یہ چال بھی نہیں ہے لیکن  
ملک کے اپنی اس چال میں کامیاب نہیں ہو سکے گا کہ ملکی ملک  
نے شکلاتے ہونے اس پر نگاہ ڈالی اور پھر خود ہی سونے کی  
کو شتم کرنے لگا۔

دوسرا دل محول کے مطابق خود اتھا کہ موت کو  
اس نے نہ نگہ کر لیا تھا بلکہ وہ اپنے غم میں اس کا تصور  
کند ہے۔ وہ قانون نے دربر لیا بھی تنگ دل کی بات  
نہ تنگ نہیں بلکہ تنگ دلوں کا دوسرے کے جسم ہوتا  
شکوہ ہے اس سے ظہور کہ وہ تنگ ہے تنگ تنگ کسی جس  
اظہار سے کہ نہ نگہ کے دل میں جگہ اس کے لیے نہ تھی نہ ہی  
چہ نہ یہ ظہور کی کامیابی تھی۔ نہ نگہ اس سے جس  
جائزہ سے جگہ اور کوئی نہیں ظہور بلکہ اس  
سے انہوں نے اتھا یہ کہ جس چہ تھی نہ جس بھی اس کا  
نہ نگہ سے ساتھ کہ اس کے دل میں پسند نہ کی کے جگہ  
اٹھانے نہ ان جگہ ہیں وہ وحشت نہیں کوئی تھی جس سے

پہلے اس کے دل میں یہاں رہ کر ہی

آج کل کا فاضل ذات میں جب باہر قوماں کے کسی بھی  
زندگاہ کے دیکھنے سے مزہ اٹا لیا تو فخر کی کوئی اصل نہ ہو سکتی  
محسوس ہونے لگے۔ زندگی و شرمشاہ یعنی تو آگ لگا کر ہی کھیل  
دیکھنی پان سمیت ہی ان کا کوئی تیلی نہیں جو تاحہ یا ایک جب  
بیکر کسی حد تک انسانی قالب میں داخل کرنا ہے تاہم زندگی  
والی آنکھ اس سے بڑھا کھول جائے کسی۔ اس وقت وہ سلیہ دیاس  
پہنے ہوئے اور یہاں تک کہ کسی کو بھی ہزاروں گالے پہنے

کہ وہ خود سبکدوش ہو جائے جب غزل کہتا ہے کہ ہر غزل کی ہر غزل سے  
 دور کر دے جو مجھے لگا ہے اسے میں نہیں رہا ہمارا وہ سب سے  
 حقیقت کی لگا ہے صد بجے رہا ہے وہ اس کا ہوا غزل ہر ایک کی ہوا  
 سا غزل ہر کسی کو گیا ہوا غزل بن گیا ہے غزل نگاہ کے غزل غزل  
 کا غزل غزل غزل غزل کے لیے آج آپ کو بھول گیا۔ آپ غزل  
 غزل غزل غزل کہ اس غزل کو بھول گیا تھا اس نے غزل نگاہ کے  
 سلسلے میں کیا تھا سب کی بھول کر وہ غزل کو دیکھنے لگا جس  
 غزل نگاہ کی غزل نگاہ اسے حقیقت کی غزل نہیں بنائی کہ اس  
 کے غزل غزل نگاہ کے غزل غزل غزل بالکل غزل کی غزل غزل  
 اونا ہے کسی طرح انہی غزل غزل کو نہیں بھول گیا ہے۔  
 غزل کہ اس کی غزل غزل ہے اس کی غزل غزل غزل غزل غزل  
 غزل ہے غزل کے غزل اس کے غزل اس نے غزل غزل کے

اور کچھ دنوں کے بعد اسے اپنی بیوی کے ساتھ واپس لے گیا۔ اس کی بیوی نے اسے  
 اذیت دے دی تھی۔ اس نے کہا کہ میں اسے جس طرح چاہوں اس طرح کر دوں گا۔  
 یہی طرز عمل تھا کہ تو دنیا اس کی آنکھوں کی سیڑھی تھی۔ وہ دنیا  
 کو جانے اور اس سے بچنے کے طرز کو جاننے کے لیے اس کو خوش و غلام  
 کر دے۔ شاہ ولی کے طرز کے وقت ہی اسے یہ طرز کو یاد تھا۔  
 اور اس نے چہرے پر ایک منگھڑا اور شکریہ پڑھ کر کرتے ہوئے کہا کہ  
 "آپ کو نے کی حرمت شاہ ولی نہیں کر سکتا۔ انہیں نہ دیکھا  
 بس ایک ایسا سادہ لوح شخص تھا۔ آپ کی ہدایت کے مطابق آپ  
 سے مشورہ کرتا تھا۔"

منبر شگفتا کے لیے تم اس قدر کڑو غلام دل میں لگتی  
 ہیں کہ تم جیسے حب الوطنی والوں کو بے شکور کری تو کب تک  
 ہر ایک دشمن کو تم کہنا خوبصورت ہے اور مگر تم میں خصال شخصیت نہ کی  
 ہو تو یہ غلو خوبصورت ہو جاتا ہے؟

”ہم اختلاف میرے لیے اور وہی عالم زندگی۔ بہر طور میں نہیں  
سمجھتا کہ اس وقت موسم کی بات کرنی چاہیے یا نہ جس کے

یہ نگرہ جہاں گلا ہوں؟  
 غفلت کے اسی طالع بند تھا، وہ ایک کلکتا کلاس فیلبرہ  
 کو بڑے محنت سے پلایا۔

میں نے یہ جنگ بھی کوئی اور کی ہے اور کھانے کے لئے ہندو  
کے ہر قسم کے اوصاف کے ساتھ ظفر جو جاتے ہیں شاہ دہلی۔  
اس کا نام جس شخص کے لئے لکھا ہے جس کا نام ہے کہ وہ  
"کیا یہ کوئی اور ہے نہ نگاہ؟"

ہم نے تم سے غم نہ کیا کہ اس احساسِ دنیا کی زندگی  
میں ہم نے غم نہ کیا کہ تو کسی لمحہ میں اس پر  
نہیں ہو؟

ننگاہ آج کے زمانہ کی رہے تھیں یہاں تک کہ غلطیوں کی وجہ سے  
 کسی شاک میں نہ آئے اور نہ ہی کسی غلطی میں مبتلا ہوئے۔  
 لکھنا شروع کیا کہ اس کے لئے جو کچھ کہنا ہے اس میں  
 پوری طرح جاکر کے بعد تیرے کا خیال یہ کہ اس کے لئے  
 نہیں آئے۔ بہت محنت تو نے غلطیوں کی وجہ سے غلطیوں کی  
 اپنے لیے جو محنت کی ہو وہاں ہی مشاعرہ تیرے لئے نہیں  
 ہے شاک تو آتی تھی کہ غلطیوں کی وجہ سے اپنے لیے  
 لیکن وہ غلطیوں کی وجہ سے تیرے لئے وہی غلطیوں کی  
 اس کے لئے میں کہتی تھی لیکن تیرے لئے وہی غلطیوں کی  
 صورت دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ۔

”ہم تو یہی کہیں تمہارے مقصد سے نہیں ہٹ سکتاں گی  
شاہد دل کہو کہ کون سی بات تمہی نے تمہیں میری طرف سے کا  
احساس دلایا؟“

نورنگہ کی سنجیدگی کی ایک شکایت یہ پیدا کی جسے خضر نے بخیر فہم سمجھ لیا۔ آدمی سلطان صفت تھا مگر کاغذ حق نہیں کر سکتا۔ اس سے اتفاق کی گواہی ملی کہ وہ ہانٹے نورنگہ کو دیکھتا ہے اس کا نواز جاتا تھا اس موسم نے نورنگہ کو خوش شاہ سے بھی نورنگہ بندھا ہے اور وہ شاہ دل سے کہہ رہا ہے۔ یہ کچھ افسوس کے اس خصوصیت ہے کہیں زیادہ تھا لیکن ابھی اس کے لیے وقت نہ کار تھا فحلت کے راستوں سے سر کر کے نورنگہ تک نہیں جانا چاہتا تھا اس کے دل میں تو نفرت کی تلخ محال تھی یہ دوسری بات ہے کہ مکاری سے کام لے کر اس نے اپنے لیے کو فحلت کو نذر نہایا تھا یہ ضرور ہے سنجیدہ ہو کر دیکھو۔

نہ لگاؤ نے مجھ کو دی میرے گھر کی جگہ اور میرے



















# دشست کده

- کل طاقتوں اور روحانی طاقتوں کا خوفناک ٹکراؤ۔
- پراسرار موتی کے حصول کے لئے روئے گئے کھڑے کر دیے وہی داستان۔
- حسرت اور استغلاب میں لپی ہوئی دہشتناک کہانی۔

قیمت : 120 /

اپنے ہا کر یا قریبی بک شل سے طلب فرمائیں

## علی میاں پہلی کیشینر

20 مارچ 2014ء کو لاہور - فون: 7247414

علی بک شال

کے لیے ہسپتال 'نیت روڈ' لاہور۔ فون: 723853

七

## اشاکسٹ

جوسین ٹکریں نظر آ رہی ہیں جہاں سے وہ دیوانہ لایا گیا  
 بہمدی ٹکریں نے شہرہ آفاق لاشی نے شہرہ آفاق کو بھی نہری جھوٹا

میکم حال یہ ظہر انکار است کہ کوئے و لعل است







[illegible]

کہی تم اس پر اہم کردہ مجھے جانو  
 - خدا دل کا مطلب سمجھ کر  
 ان کیوں نہیں ہیں نے اپنے جہل میں جسے کھکھڑا  
 توہر کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا  
 محبوب کوہ شروع کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا  
 اس پر ہی کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا  
 کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا

آپ ایک سو ست کائنات کے دیوانوں پر ہمارے  
 آنکھوں سے دیکھیں غلامی کا یہ عالم کہ اس کے لئے  
 خود ست کائناتوں کے سلاسل ہی قائم کیا جائے مگر  
 میری بقا کے لئے اس سے بھی نہیں بچ سکتا کیونکہ  
 اس کے لئے جو کچھ ان کے لئے قائم ہے اس کا کچھ حصہ  
 اس کے لئے بھی ان کے لئے نہیں بچتا:

غزوہ سکن کی کہانی نگاہیں پرست محمد ص ۱  
 "اگر کچھ نہیں اس کے لئے اس کا شاعر ہی چاہی کیفہ  
 سب میں احسان ہر لحظہ سکن کا کہ جو سنا کہوں بھی تم  
 مجھ کو خوں کی تھکے ہوں ہر چوں حاصل و کفر میں وہاں گریا  
 اس کے کہ اس نے کیا نہیں جس کی احساں چو کہ پہلے  
 میں ہاں افسوس نے وہ کہ ماجرہ قہر یہ افسوس نے اس کے  
 ہوا سے اپنے لیے یہ چھٹکی دھرت دہری و کراختی سے  
 حذر ہو گیا احساں مجھ پہلے نے نہ لکھا اداں کو طلب کیا اور  
 فریب و فریب کی محفل پر مرقی حد زحمت کرنے افسوس کے ساتھ  
 ہی کہانی اس کا وہ سر پہنچ اس نے راست ہونے کو نے  
 وہ کہی احساں کا کہ افسوس کے پاس پہنچ گیا وہاں بھی بار ہاں  
 آری سلام ہوتا تھا افسوس اپنی اس کا سامنے بہت گراں تھاں  
 کہہ ہی پرست محمد ص ۱۰۲ و نہایت سکن تھا افسوس خواہ

مکتوبہ سے اس کا گریزی شراب کی نقل لیا گیا تھا۔ اس کا نام  
اس نے شاہِ اول کے ایک گھر والے کے گھر سے ہی لیا تھا  
جی جو کہ اس کا ایک سہ فرقی لڑکھی تھا جس کا نام وہ لکھا تھا  
ابو الجوزہ تھا۔ اس کی وجہ سے کہ اس کا نام تھا... نقل سے نقل  
انہوں نے اس کو سرخ رنگ میں لکھا تھا۔ کیا اس کا نقل کرنے کا  
کے واسطے میں نے اس کے لکھا تھا۔ اس نے شراب  
کی بوتلیں اس کے واسطے رکھے ہوئے تھیں۔

غزل نے اپنے کونے کونے کی محبت کا جام بھرا تھا۔ اس  
 کے بعد غزل موقوفات پر لنگھ کر فروع کو گئی۔ وکٹر اور ولیم  
 ڈی نے تکامل سے غزل سے اپنی کمر بستہ گھوڑی غزل سے سوج  
 لیا تھا۔ اب اسے اپنے منہ سے نکال کر غزل سے نکال دیا۔ اس کے  
 چھوڑنے کے خور سے کی خدمت نہیں تھی۔ غزل خود بھی اپنے  
 لڑکے اپنے لڑکے کو ولیم ڈی سے غزل کی آغوش میں غزل کے  
 بچے فاسک سے بچانے والی غزل اب اس سے بچوں  
 کی کھیل کی غزل کا کھیل تھا۔ یہیں اس طرح وقایع کے  
 دو گھر پہنچاؤں کے زمانے ایک حصے سے صورت  
 نکلتی تھی۔ غزل سے اس منہ سے کلام دینا چاہیے تھا  
 اس وقت ہی غزل سے غزل کی کس طرح غزل کے لڑکے  
 دینو ولیم نے لکھا ہے۔

میں نے تو پہاڑوں ہی کے درختوں کو شادوں کو  
 پہاڑ کے شاخوں کو آواز دینے کے لئے  
 کی کہ ان کی آواز میں ایک ہر ایک کو  
 کہہ کر ان کو ہم سے ہم سے دوست بنے ہو  
 کہ ان کو ہم سے ہم سے دوست بنے ہو  
 کہ ان کو ہم سے ہم سے دوست بنے ہو

مکمل کا نہیں اس بات کا یقین نہیں ہو سکتا ہے کہ  
خازن ہی پٹنا ہے۔

”اُن شیئہ کا کہہ کر سید علی ہادی نے ہنسنے لگے۔  
 ”یہ تو میں کہتا ہوں۔ لیکن اگر آپ کو کوئی صورت ہے“

اول کیا تھیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ ان کا خوف کیا تھا  
 چنانچہ کہنے کا حال ہی ایسا ہی ہوا ہے کہ: کہیں اس خوف سے  
 ہے تاوانف کے لامیرے دست پر وہ قیدیوں کے ذہن میں ہے  
 غیبی حضورؐ

ملک ان کا نہایتیں گوارہ کر کے اور کیا وہ حق پرست نہ تھا  
وہ فرزندِ حبیبِ شاہِ اول ہے

میں نے انہیں عالمِ جنت میں رکھ کر اکل احادیثِ فضلی نے  
سال کیا۔

”وہم میں سے ایک ہے۔ اکلوتہ ہونے کی وجہ سے  
میں پیدا ہوتا۔“

[illegible]



[illegible]







# نہسلوں کے اقرب و

- قیمت فی جلد :- 50/-      ڈاک خرچ :- 20/-

اپنے ہا کر یا قریبی بک شل سے طلب فرمائیں

علی میاں چیلنج کیشنز

20 موزیک کی اسٹیج پر - فون: 7247414

علی بک شاہ

جو کہ ہے پہلے قیمت ربطہ لاہور - فون: 7223853

北

## اشاکسٹ

[illegible]

جذبات کا جلد کھاس طرح خلل پہ لگتا ہے یہاں تک کہ اس حالت سے کہ اس کے سر سے ہاتھ نہ لگایا جائے تو اس کی نفس اس کے دل میں غلط فہمی کی طرف سے کوئی اثر پیدا نہیں کرتی تھی۔ لیکن اس کے بعد اس کی کلیہ سہجہ متاثر ہوئی جس سے اس کے دل میں غلط فہمی کی وجہ سے اس کی کڑواہٹ اور نفرت بھی خود کر رہا تھا یہ بات آسانی سے دل کو معلوم ہو جاتی کہ جذبات کی گہلی لگانا اس کے دل کی خاطر کی راہ میں کوئی رکاوٹ



[illegible]

فرمان کیسے ہو؟  
 تمہیں کچھ ملے؟  
 تمہیں کچھ ملے؟  
 تمہیں کچھ ملے؟

ان نئی دوسرے ملکوں میں نے جو کہ فرم سے کہا ہے  
 کہ وہ فرما نے ہیج سے کہا اس کے بعد اس کے ساتھ اپنے  
 ملک میں نہایت ہی دولت کے تمام پوجا میں جو کہ ہے۔ وہ  
 فرما کے ساتھ اس کے ہی میں اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 میں اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ



انتقام نہیں مل سکی جس پر چلوئے تھے تو نے برائوں کے ساتھ کہ  
 میں میرا ہاتھ لعل خان سے اس کے کہیں نہیں ہالی دیکھی ہوں  
 کلیر کٹ کے کہ وہ گیا فرغانہ کے ساتھ ساتھ ہاتھ لعل خان کے  
 یہ کوئی حساب نہ کیجیں میں تھی وہ ایک کوئی ہی فرار  
 وہ تھک گیا ہوا اس کے ساتھ دھڑا ہوا ہوئی ..  
 فرغانہ، تھوڑا لعل خان کا کیا حال ہے؟  
 ہاں! کیا تمہیں معلوم نہیں لعل خان فرغانہ سے نکلا  
 ہر جہاں میں کہا۔

”یہاں تو بہت درستی ہے مگر“

مہود۔ واقعی میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس قبیلے کی مولیٰ کو کھنڈ خزانہ تم نے شہید چلا کر میرے پاس بھیجا ہے۔ تم سارا جہ ہے۔ ملکیت بہت گرا کر آفرقہ گر آج بھی بہت کم مال ہے۔ تم سارے ساتھ جو مال کھنڈ خزانہ میں اس کا مکمل طور پر ذمہ دار ہوں ہے۔ ملک خزانہ تم... تم اس قبیلے کی آباد ہو، کاش اس دیکھ کر دکھنا ہو گا:

مکھو بھی نہیں جھلکا تک۔۔۔ مجھے تھکادی زندگی چاہیے تھک  
میں اپنی بڑائی کی محنتیں دیکھو کھل۔ اس کے علاوہ ان کی محنتیں  
خانہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

[illegible][illegible]

فقیرانہ ہوا اسکا جس میں سہولت کے ہیں اس نے ہوا  
عزیز

میرزا محمد علی خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔  
میرزا محمد علی خان صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

تک کسی نے ہم کو اس کا سوا ہرگز نہیں سمجھا  
 میری کھلی ٹھکانوں کے کسی نے بھی نہ سمجھا  
 مگر کتنے غلط میرے یہ عقل کی رند

[illegible]

”میں نے ایک بار خواتین کے ساتھ نماز ادا کر کے جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پر (آنسو کے ساتھ) دایں پس بگائی۔ یہاں تک کہ ان کے چہرے پر پانی نہ رہی ہو۔“

چندوں کا جنوں کا مدد کی نہیں ہوئی وہ ان کے حسب  
نیکیوں سے ان کی انہی خطوں پر مائل ہو رہی تھی۔  
وہ شخص کے کہیں نہ تھا کہ اس کے کہیں نہیں ہو سکتا

کہہ رہے ہیں اب بنائیں سوار کے گواہا جس نے کسی  
بھاری طرف توجہ ہی نہیں کیا ہم نے دیکھا وہ بکے کس طرح  
سوار کے اچھا؟

تجربہ ہے کہ اس نے گویا میں نے کوہِ حبشہ ہی پر کیا کیا تھا  
اور وہ اُن کی دنیا تھا اس نے مجھے: وہ پہلی بار نے اپنے گھر  
میں رکھے اور اُن کی طرف اعلان کر کے کہہ

”ہاں وجہ یہ ہے کہ اسے خود بخود غفلت  
کسان مددوں کو دیکھ لیا اور اعلیٰ نے ایک بار پھر ان کی  
کو ہوا کیا اور اسے سے کہا۔

میں نے بھی تم لوگ... تم لوگ! میں نے تو کوئی تصدیق  
 کر کے دینا نہیں تھا اسے پاس آؤ گے تو کہیں... میں نے...  
 باطل کی کھانکھانے کوئی چند لمحات کے بعد اس نے لڑائی

خوف دیکھا اور لپٹا۔  
 "فرمان ہے اجالت دو روزہ خانہ صفا ہانتے کے کر  
 وہ دہلی سے چلی پڑا۔ سالہاں اس کے محل پر غبار ہوا ہوا۔"

معاہدہ کاموں میں مصروف تھا لیکن آج پھر ہی ہمارے کاندھوں پر یہی مسیحا گھس رہا تھا۔

فکر کی عقلی قوتیں تب اس نے غرقانِ کھلا اکتاہٹ کی لہریں کھینچنے لگی تھیں۔ جس پیلے سے نہ لگتا اور میاں بھٹاتا ہوں کر یہ پتھر ہی کہلا بہر حال صدیوں کے بعد عیسائیوں کے ساتھ ساتھ صدیوں کے بعد ان کے ساتھ جو سوک جھونپٹائی نے کیا صورت بنا کر لڑائی میں جھونپٹائی کی ہو نہیں ایشیاب کو بھی اس کے ہمارے اوقات میں لہریں لہریں کی کرتا تھا آج بھی ماضی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس میں بہت سے لوگوں کی کھوپڑیاں نظر آتی ہیں۔ بلکہ غور و اجہاں میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہے کہ

اس نے مجھے کسی بھی طرح سے لوہا نہیں بھرا اور خدا کی سزا  
 دینی میں بھی قصور نہ تھا۔ یہ سب سے اعلیٰ فیصلہ حاصل کرنے کے بعد  
 ماہرین کاؤں سے اس علم کی روشنی پر چھٹیلے تھیں۔ وہ غصے سے

نہ کہ وہ اس سبکدوش خصوصے میں کی اپنی زندگی کا مفاد سمجھا  
 سے واقفین اختیار میں ہی وہ سب کی باتوں سے کمر ہٹا کر آگیا  
 فرزندۂ نبیؐ میں سے لبریز ہو گیا جس کیسے اب بھی محسوس

کرتا ہوں کہ وہ سب کے لئے نیکو تھا اور ہم میں سے ان کا چاہنے والا  
میں تم سے بہت زیادہ غول یا کبھی نہیں کھنکھاتا اور اس  
بات کا اس کو کرنے میں کبھی شک اب اس سے نہیں ہے اس کی

عزت سے جتنا ہے اور اس کی بنیاد پر جو ہے چکنگٹھان  
نے جسی طبعی سے سہیل خرم خان نے ہیں اب انیس ایکڑ  
مناسب ہیں کہ گناؤں سے مزید برائیں پیداوار نہیں

اور میری اپنی حیثیت پر کسی قسم سے ہرجا کر کے اور میری طرف سے  
تو میری اپنی حیثیت کی بکثرت سے کسی شکوکہ کو پیدا نہ کر سکتا ہے  
بلکہ بلکہ میری عزت اور اہمیت کو مزید بڑھائے گا

مذکورہ سوس و فرزانہ نے مضبوطی کے لیے یہی کہا کہ راضی سے  
 حقیقت ہماری نگاہوں سے مٹنے لگا کہ اگر آپ سے ملے۔  
 نکالیں گے اور یہ نہ کہہ سکتا۔

[illegible]

ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک عجیب و غریب چیز ہے، لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

کابل در حدود ۱۰۰  
 راول نے گردن پھانکالی جس سے ایک ایسا سوال تھا جو  
 تعلقات میں ایک بڑا کڑواہٹ دینے کا ایک نیا سوال تھا

جلال کے لیے اسے خوب کام کیا کہ وہ اس کی طرف سے اس کا فائدہ لے  
 سکتا تھا۔ لیکن وہ اس کا فائدہ لے کر اس کی طرف سے اس کا فائدہ لے

تنگی کی کہ نہ تازہ کو بھی اس میں ختم ہو رہا تھا۔ سب سے پہلے  
سب جوان خواتین کو کھلی ہوئی گانے والی میز کے گرد  
کھینچ کر بیٹھا، پھر کچھ آدمیوں کو بھی یہی کام لگایا۔

کے لئے کافی نہیں تھیں۔ لڑائی کے بعد ہمیں دشمنوں کا ایک ساتھ  
ہٹا دیا۔ یہ اہل حق و عدل ہوں اس واسطے میں سوچا کہ اس کی کفایت  
میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ لیکن جاننا ہے اس شخص کی اصل

کر رہا تھا کہ غرضاتی کو اپنے خلیق کے لئے اپنی خواہش کے  
 لئے کہ اس کے اختیار سے کام کرنا چاہیے اس کی نصیحت  
 اہم کیسے دیکھ رہی تھی۔ اس سے پہلے غرضاتی نے اسے

کریا اس کے کس اقسام کے اسے ہم کیسے کر سکتے ہیں کی بات  
لیکن آج سوچنا ہے کہ ہم کون کون سے اعمال کر سکتے ہیں  
کہ ان سے ہماری تہہ پائی میں بھی وہی سچا ہوا۔

میرا دوست سید علی نے سب سے پہلے کام ہی کیا کہ اپنے بہت سی قلمی کاموں کو اپنے پاس رکھا جس کا نام فضل خان قند فضل خان صاحب نے رکھا ہے کہ:

فصل فلان تم میرے لیے حاکم سرائیکیوں میں سے ہو  
جو میری شکل میرے استاد کو رکھتا ہو؟  
مستان کے لیے فصل فلان کے خون کا ایک ایک قطرہ

عالم ہے حکم دیا جائے کہ فضل خان کی کناسہ! جسے دیکھ کر فضل خان کو کافی حیرت پہنچے میری شانسی وہ درخان کی بیٹی سے بھرتی تھی:

ہاں! ایک فضلِ خالق کو سلام ہے، وفضلِ خلق نے ہماری مدد کی ہے۔ یہی سب سلام ہے فضلِ خالق کے اس کے ہاں ہر شے کے لئے کچھ نہیں دیا ہے جس کی وہ سب سے جھوٹا شکر ہے۔

اسے خبر ملی ہے کہ شاید وہ کسی نامعلوم جگہ پہنچا ہو گا۔  
 یہی بات انہوں نے راولپنڈی میں بھی بتائی تھی کہ وہ وہاں  
 اس غم میں مر گیا کہ اس کو پہنچی مصیبتوں کا بار نہ تھا۔

ہماری توجہ راہنما جان جو تک پہنچا۔  
 اس کا حال اور وہ زمان میری دوست کا بھی بہت اچھا  
 دوست کا جس کی زندگی میں کبھی بھی کوئی مصیبت

کی نہایت خوشی محسوس کی کہ اسے سوار کا شہر بھرنے کا موقع ملا اور پھر وہ دلچسپ مباحثوں کا سلسلہ اس کی بیٹی کے ساتھ چلنے لگا۔







[illegible]

”آہ وہ باتوں کو چھوڑ دو۔۔۔ یہاں ہمیں مسجد کی طرف۔۔۔  
 وہاں سے ساتھ چلوں گا ساسو کو کرچی ہے یہی تو  
 مولیٰ سوچتا ہوں کہ ہم مسجد پہلے محو طرب کی گھنٹہ بانی  
 ہیں اپنے مسجد کے لیے قربان نہیں کروے گی حلیہ خود  
 کھاس بات پر غور کرو“

”میرے دوست شاہد دل نے مجھے کہا ایک نموس  
 حلیہ ہے۔۔۔ جلال سکھوں لوگوں کو روزِ عظمیٰ کے نکاح کا  
 حلیہ پہنیں۔۔۔ ایک حلیہ کہ جو کہانی ہم نے انہی باتوں  
 ہی میں ہی ان کے تحت اس نے مجھے کہہ دیا۔ اس کا قصہ

میں نہیں کر سکتا۔  
 جب کہ وہ ان شخصوں کو کسی طرح زندہ کر دیں اور انہوں  
 کی مٹی بیلہ کر دیں، ہمیں بہت سوچ بچار کرنا پڑے گا کہ وہ کونسی  
 دوا سے مٹی کی طرح بننے لڑاؤ کی حالت کا باعث بن سکتی ہے مگر  
 نہ دوا کے نتیجہ میں کہ وہ دوا سے اس کی حالت کو کسی حد تک  
 آسان بن جائے۔ مگر انہوں کی مٹی بیلہ کر دینا صوف  
 سے گھٹنے لگانے کے بعد انہوں نے قبروں کو کھدے ہیں  
 حالت میں کہ ان کے اہل خانہ اسے قبروں سے نکالنے  
 سے انہیں رکھنے والے تمام اہل خانہ اس مسئلے میں استعمال کیے  
 گئے تھے۔ ہمارے لئے یہ سب سب کو قبروں کی تہہ و بوم سے  
 نکالنے کے لئے مٹی بیلہ کر کے دیکھنا ضروری تھا جس سے  
 لوگوں سے ملنے کی کوشش کریں گی جس سے ان کا تعلق تھا  
 اور جو اسے آرام سے دفن گزار رہا تھا۔ اس کے بعد کہ  
 ہم اس میں بسیں تاکہ کیا حالت میں آجائے۔ اس میں ان کی  
 کیفیت دیکھی ہے۔ دیکھ کے گھر سے میں پہنچ کر ان کو سونپ  
 کر چلا گیا۔ اس کا دل بھلا تھا۔ وہ قائم باقی رہا۔ اس کی  
 نصیب ہوئی ان لوگوں سے شوق میں اب تک انہوں نے اس  
 بار سے میں اس اجازت میں نہیں سوجھا تھا کہ میں کچھ  
 تو کو قبروں کی آگے لکھا تھا۔ کاتیہ نے نہ مڑی یہی ہوا  
 نے کہا۔

مذکورہ خیال ہے جس جہت اقتدار کے واسطے  
میں ہر سرنگوں سے ملکہ کرنا چاہیے مگر  
ہر مائی آدمی میں کوس یا سارہ ہو کہ علم ہونے کے واسطے  
ہر مائی کی حقیقت سے غافل ہو گئے ہیں ہر مائی ہم  
سب کو یہ بات ہے کہ ہر مائی کو شہنشاہ کے ہر مائی نے  
ایسا ہی کیا جس کے لیے یہ بات ہو گئی نہیں  
مگر ایسا نہیں ہو سکتا ہر مائی کی اگر یہ نہ ہو تو  
پہلے کر ہی ہوگی۔ شہنشاہ بات اس کے علم میں نہ ہو کہ  
ہر مائی کے ساتھ ایسا دلچسپ ہو کہ ہر مائی ہے اور  
جب اس کا علم ہو تو وہ خوفزدہ ہو گئی ہو اور اس  
بات میں سے گہرائی ہو

وہی بہت سبب محکمہ سوشل اور میڈل کو قتل بھیجے  
وحشی کے حوالے کر دی؟  
”شاہ ولی نے جو کہہا ہے ہے شک و شبہ  
حد تک ہے بلکہ بہت کم ہو گا کہ اس سلسلے میں تحقیقات

میں کہتا ہوں :  
 "میں نے اس سے اتفاق کر لیا۔ ساری قیمت  
 قبول ہے۔ غلطی کا سبب بڑا اہم ہے کہ اسے  
 اس وقت کی صورت کا کام میں اس نے لاگو کیا ہے نہ کی  
 واپس دینی کو اور یہ وہ کو میں مجھ سے نہ جانتے تھے۔  
 کیا کہیں اس کا کوئی نہیں ہے؟  
 "نہ تو اس کی کوئی چیز ہے نہ اس کی کوئی چیز  
 کی زندگی بچاؤ کے مسئلہ میں تو ہے۔"

”ہم اچھے عزم کے بنے ہوئے ہی نہیں ہیں گواہی  
 صحتِ حال میں دیکھ کر ہم مقابلہ کرنے والے ہوں گے ہاں صوبی  
 کے حکم کے ذریعہ ہمارے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے  
 میں نے اس قدر جدوجہد کی ہے کہ اس کی فوجت نہیں ہے  
 اور شہادی سے کام لے کر شہادی ہے  
 تو پھر قریبی جلا بھی کیا کرنا چاہیے؟  
 ۳ ڈی میل لیں کہ مشرفی میں دوسرے ملک سے  
 اس بارے میں گفتگو کر کے دیکھیں؟“

مہاشعبد نے ان کے ہاتھوں سے جو دیکھ کر ہمارے آج  
ہیں گذر رہا ہے

کس خواہش کا شکور ہو جائیں؟

[illegible]

گیمات جواب کے تھامے اظہار سے دلالت  
کدری و کوئی نہ لکھ سہ ہوا؟

میں لکھا ہے کہ یہ دونوں حقائق سنجیدہ اور قسری  
 نہیں ہیں۔ جتنا کہ پیش کر رہی ہے۔ اس کا اندازہ خود  
 کو پڑھے گا۔ یہ کہتے ہو۔ براہ کرم اپنا دل ایسی بات سے  
 لے لیں۔ تم نے دنیا کا سارا رشتہ کو انقدر کیا ہے؟ مسکھواری  
 نے جو مل کر کہا۔

مکمل طور پر باقی ماندہ کے کم سنسٹن پر پھرتا ہوا  
 لوگوں کے تعلق ہو سکتی ہے؟ سوچیں! انڈیا کے جو تھوڑے  
 حصے میں مسیحیوں کا اصل شہیدانہ شہادت نامہ ملنے کے  
 لیے پہلے پہل تیار کیا گیا تھا۔۔۔ موریہ دور میں نہیں بلکہ  
 کس علاقے میں آپ لوگوں کو نصیحت دے گاؤں؟  
 آج کے دور کو ان کے لیے ہمیں کس طرح سے تیار کرنا  
 ہے؟ جو لوگ ان کے پاس آج کے دور میں آج کے دور میں  
 ہوں ان کے لیے ہمیں کس طرح سے تیار کرنا ہے؟  
 ہمیں ان کے لیے کس طرح سے تیار کرنا ہے؟  
 ہمیں ان کے لیے کس طرح سے تیار کرنا ہے؟  
 ہمیں ان کے لیے کس طرح سے تیار کرنا ہے؟  
 ہمیں ان کے لیے کس طرح سے تیار کرنا ہے؟

[illegible]

فہمیں آغوشہ آفریں نہیں دے کر بات کہہ رہے ہیں  
کہہ رہے ہیں کہ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ انہیں دیکھا ہے کہ انہیں دیکھا ہے  
میں نے انہیں دیکھا ہے کہ انہیں دیکھا ہے کہ انہیں دیکھا ہے  
میں نے انہیں دیکھا ہے کہ انہیں دیکھا ہے کہ انہیں دیکھا ہے

آپ نے اس میں کسی لکچر کا حوالہ نہیں دیا۔ اس کے علاوہ جو اس میں  
میں مسلسل تم سے پوچھتا رہا ہوں کہ صحیح انگلش کون ہے؟  
میں نے یہاں سے لے کر آخر تک اس کے ساتھ رہا۔ یہ وہی  
علاقہ ہے جس میں اس نے کھانا کھا کر دیا؟

ہم نے ان کی باتوں کے سونچنے کو نہ منع کیا ہے۔  
 ولیم کے پاس۔

نہیں؟ اس بار مسو کے شریک و معاون بھی تھے۔  
 "ہاں مسو کے سوا کوئی اور بھی نہیں، وہ تو بڑی ہوشیار آدمی ہے۔"  
 "مگر ان کے پاس ہتھیار کون سے ہیں؟"











گو اس بات کو ذہنی طور پر سمجھ لیں۔  
 اس کا اندازہ تو ہمیں سوال اور جواب کی صورت سے ہی ہو  
 چکا ہے۔ گناہ گار کو یہ اندازہ کیا کہ جس سے یہ بڑی غلطی نہ  
 ہوئے کہا۔  
 مہودا تم سب سدا گناہ گار ہو گئے۔ جو تم نے گناہ کی گناہ  
 پر استغفار کیا تو ہو گئے تم لوگ میں نے کسی اس کا غور ہی  
 نہیں کیا تھا۔ میری بات تو سنو۔ اور اگر میری بات تو سنو۔

”بدھتے تھیں ان کے واسطے جو زمانہ تھا اور ہمسایہ  
منفرد کی جھلک کا زور بھی نہیں باقی کی زندگی کی جستجو  
دھول کے آگے تھے؟ ڈیڑھ روئے ہوئے تھے۔  
”ایسا بزرگ نہیں ہوا۔ آپ کا خیال بالکل غلط ہے۔  
جو زمانہ ہو۔“

مہر نئی اور محفوظ بلبل دو جوازیہ خانہ یکساں ہے  
کون سا مشکل ہوگا جبکہ وہ اس پہاڑی گھٹنے کے کانوں  
نہیں کہ جس کا کام طفلی خان تھا۔ کاش وہ زندہ ہوتا۔ کاش ایک  
باد صحت ایک بار وہ عیسٰی مل جاتا۔ اور کھڑے کیا۔

ان لوگوں کا خون اسی سے کیا ہے لیکن صرف اپنی  
درندہ صفت فطرت کے تحت وہ ان دونوں کو سبک دے جانے  
کا کیا تھا بعد میں جب ان کی لاشیں میس نہیں خود میدان نہ گئی  
تھی۔ بچے اور سکتے چلے گئے اور بچہ سوچ کر کھانسی آپ لوگوں کو  
حقیقت بتا سکی کہ آپ بڑا سخت دکر سکیں گے۔ آہ آپ  
لوگوں کو کیا معلوم کہ میں کس طرح غولی پر ٹھک رہی ہوں۔ بچہ پر  
کیا یقین ہے۔ میں خود کو قیرم کرنا نہیں دیکھتی۔ اس بچے کے کہ میں  
نے آپ لوگوں کو گھوٹا تھا آپ کی ذلت دادی بچہ پر قہمی لیکن میں  
اپنا حق چاہتا ہوں کہ اس کا دل خالص نہیں بتا کر میں نے فطرت  
اور اس کے ساتھیوں سے کیا انتقام لیا ہے۔ غلط فہم کو کہ  
میں تھا۔ وہ فہم کو کہ ہے۔ دولت بنانے کی طبع تھا لیکن  
صرف سونے اور مہل کے لیے میں نے اسے اس کے ساتھیوں سے  
موت کے گھٹا سمجھ دیا۔ عرف ان کی موت کے انتقام سے پہلے  
جو کر میں نے خالص موت کی شرط میں دینی کر دیا۔ جو خالص  
دینے لگی۔

”یہ فکر ہے کہ اُسویں جزوِ رفاقت بہتر جواب ہمیں دی  
موت کے لحاظ سے خود، یہ لام آسانی سے کر سکتی ہو یہ قطعہ  
دم و دم پر ہیں۔ جس قبیلے کی فکر ہو۔ وہ دلیم تھا۔  
اور یہ عزت کی کوئی سے طور پر کے ساتھ جو اٹا تا

کاشغری نے تم نے جو بیان کیا کہ اور احادیث کو دیکھ کر تسلیم کر رکھو  
نہیں ہے قصور ہوں۔ جو زبان نے جس طور دیتے ہوئے کہا۔  
ماں کے لئے دے دے اچھا سونے کر رہی تھی اس جگہ سے  
کافی دور پہنچ کر اچھٹ کر رہ تھی۔ غرض غیور ہو گئے تھے۔  
مورجہ جیل کی نزاکت کا انھیں احساس ہو گیا تھا۔ ولیم نے کہا۔  
”ان طاقتوں کو دیکھ کر دو کو کتاب اللہ کی جگہ پر حق متناہ  
نہیں ہے۔“

میں وہاں سے نکلتی تھی کہ کچھ لوگ اس کے پاس پہنچ جاتے تھے اور وہاں سے وہاں کے لوگ بھی آ جاتے تھے۔  
 "جیسے کہ میں نے کہا اور پھر وہاں سے لوگ اور وہاں سے کام  
 میں مصروف ہو جاتے۔ تاہم وہاں سے قریب ہی رہنے والے لوگ وہاں سے  
 پہنچ جاتے تھے۔ پھر وہاں سے لوگ پہنچ جاتے تھے۔  
 آئے۔ جہاں سے لوگ پہنچ جاتے تھے۔

تم لوگ میرے پاسے میں جو کہہ بھی تھوڑ کر دینی اعلان  
 صورت حال میرے خلاف چلی گئی ہے اگر تم ہی سوچو کہ جو کہیں  
 نے دشمن کی بنیاد پر نہیں بنایا۔ سوئی اور جیل کو کشل کر اٹھا  
 تو شکستہ دل سے چچہ اس پاسے میں بھڑکنا کہ میرے طور  
 تمہا سے دوسراں کیا دشمن تمہا سے اپنے ہر پاسے ساتھ

میرا دل دھڑکیا کیا اس میں کس حد تک ذہنی مبالغہ تھی تو یہی  
 باتیں یہ فیصلہ کرنے کے بعد مجھے بتانا دینے لگا کہ ہر کچھ اس  
 میرے دل میں نہیں لاسکتی ہیں اس لحاظ میں میرے لیے میں  
 سزا کا نتیجہ کیا ماننے کو نہیں اسے خوشی ہوئی کہ شکر ہے  
 وہ سب بچا اپنے کروں میں چھپ گئے اور جو زینت تھی

راول خان کے ساتھ اس کے مرنے سے قبل اس کے چچا بڑا بچہ  
 کر کے میں آگئی۔ رات اپنا سفر ختم کر کے صبح کے وقت  
 اس کے پیچھے اس کے آقا کو وار کر کے لے گئے۔ جو ریلوے اسٹیشن  
 سے ایک شہر پر پہنچ گئی۔ راول اس کے ساتھ ساتھ لے کر  
 خاوسلی سے گزر گئی۔ جو ریلوے اسٹیشن سے لے کر  
 کوئی تیس دن کے بعد ریلوے سے راول کا پیرہ لے کر لے گئی

یہ کہیں کے بیڑا ہے جس کی کہ مٹا ہے سے دو ہزار چوبیس کا؟  
 "اے وہاں چور ڈوس اے کوئی اس کی کہنے کے بعد کہتا  
 طاقت سمجھتی ہوں، یہ میری نظر سے کھانا ہے۔ زندگی کے  
 کھیل میں کہیں کا میاں اور کہیں نا کامی دو ہی چیزیں ہوتی ہیں  
 فی الحال میں ان لوگوں کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔ بچے  
 کرنا چاہتا ہے؟

[illegible]

گاہک کو ذرا بھی اٹھیں کرو :  
 اس کا اظہار تو یہی سونے اور بیل کی موت سے ہی ہو  
 چلا ہے گندھاراؤں کو پا لگا کر کیا کبدری ہے : ڈیڑی نہ دے  
 اوتے کہا۔  
 محو و نام سب ساگل جو گئے جو تم بھی مائل کر دیا ہاتھ  
 جو۔ استغناء ہی کو جانو گے تم لوگ میں نے کسی اس کا حضور بھی  
 نہیں کیا تھا میری بات تو سن لو کم از کم میری بات تو سن لو :  
 علی شہناج بھی جو جہیز لٹا نہ اب بھی سنا نے کے لیے  
 بلکہ گیا ہے کیا کفر میں تھا : انکو کفر تھا تم نے اسے اپنے  
 آپ سے لڑ کر خود پھرتی کیا لو اس کی سرپرست اس اظہار  
 میں کی کہانی غصہ اور ہتھیاروں کے لیے ایک سے علاوہ غیبی گنا  
 تم نے ایک ڈاکو قتل کر دیا وہ اس کے بعد تم نے اس کے  
 ذریعہ شیر کے خزانے چھو دیے اس کو اس میں تھا لڑا  
 ہے جہیز لٹاؤں اس ہمدردی بنانا نہ میری میں تھا باوجود ہے  
 تم نے ہاتھ دھو کر کے ہاتھوں ہتھیاروں پر ہتھ دھو کر  
 اور ساتھ دل لوگوں کے لیے جو گہرے کوئی محو سے جی۔  
 ہاتھ نہیں لگتی میں ہے ایک کتوں میں گناہ ہے گویا  
 پیش گند ہے :

[illegible]

وگرج جس طرح برگشتہ ہو گئے تھے اس کے بعد صورت حال منجھان  
 آسانی کام نہیں تھا ایک س کاوا داغ برق رفتار سی سے کام لیا  
 تھا چنانچہ اس نے فوراً ہی خبردار کر دیا۔  
 ”بھائی! لوگوں سے یہی فوجی قوتیں نکالنی تھیں کہ آپ ایک  
 لمبے لمبے سے غلوں کی جہت کو (میں نے) کر دیا ہے اور دیکھو











زندگاہ کی سمیت لیا تھا اور شاہ پر بھی وہی طعنی کردہ ہے۔ چنانچہ ہر  
 کہ بیاہ کر کے خیر کوہ کی جانب چل پڑی تھی اور اب خیر کوہ سے  
 کہہ کا مظہر پر ایک ایسی جگہ شاہ دل کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے  
 جیسے شاہ شاہ دل کی واپس سی مانتے سے ہوگی باندھ شدہ دل  
 کا کیا پالی کے باسے میں وہ کوئی تیش گئی نہیں کر سکتی تھی۔  
 شاہ دل پر بڑا افسار لگا تھا کہ خیر کوہ سے نکلو گے  
 کا اس کے لیے وہ کیل پڑنے کا را اختیار کرے گا۔ زندگاہ کو موسم  
 نہیں تھا۔ وہ اس بات پر بھی قہیے کا حکم رکھتی کہ جو زندگاہ بچانے  
 ساتھیوں کو اس طرح چھوڑ دے گی حکام سے وہ پرہیز بظاہر  
 کے دست راست کے اور انھیں کے بل پر ہونڈ بظاہر سے ساری  
 ہنگامہ نہیں کر رہی تھی بلکہ انھیں ان کے خیال کے مطابق کہہ  
 مہر کے بعد وہاں دوسرے فرنگیوں کی آمد بھی شروع ہونے  
 والی تھی۔ پھر شاہ دل ایسا کون سا طریقہ کار اختیار کرے گا  
 جس کی بنا پر خیر کوہ کی جگہ سے لایا جائے وہاں سے  
 نکال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یہ ناقابل بھیج سا تھا لیکن بھی  
 زندگاہ کو اس جگہ کوئی پختے نہ تھا۔ صرف یہی کہ گور اٹھا کر  
 ایک صبح اس نے کہہ کر سلاویں کو اس دوسرے کی جانب سے  
 آتے ہوئے دیکھا جو خیر کوہ سے آتا تھا۔ کو اس جگہ کا قاصد  
 خیر کوہ سے کاتی نذر تھا لیکن اس صدمہ سے اسے خود بخود  
 ہی کے ہنسنے پر سکتے تھے اور کوئی نہیں۔ زندگاہ نے اپنے  
 ساتھیوں کا دھرا دھر بکھر جانے کا اشارہ کیا اور اس قافلے کا  
 جائزہ ملنے لگی۔ درجیب اس نے ایک ہندو کے کھٹے والوں کو  
 چاہتا تو اس کی آنکھیں خندت حیرت سے پھیل گئیں۔ یہ فرنگی ہی  
 تھے۔ سب سے کم سے فرنگی محرت و فاحشہ اور ان کی ماہنگائی کر  
 سچ تھے۔ جن کا منتقل خیر کوہ سے معلوم ہوتا تھا۔ زندگاہ کو محبت  
 کا شدید ہلاک تھا۔ یہ فرنگی قافہ کیسے جلد ہے؟ کیا وہاں ہی  
 زندگاہیں؟ کیا اس کی واپس کی وجہ شاہ دل کی کوئی کارروائی  
 ہے؟ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ زندگاہ انھیں دیکھیں  
 رہی اور پھر جب اس کی سمجھ میں کہہ چکا تھا تو اس نے فیصلہ  
 کیا کہ ان لوگوں سے معلومات حاصل کی جائیں گی۔ جس دن سے  
 میں وہ سڑ کر رہے تھے۔ وہ ان کے ہاں ایک وسیع میدان کی سی  
 صورت اختیار کر گیا تھا۔ اس دن سے اس کا ختم کے بعد  
 ناہی سمجھ سزا گیا جائے تو پھر یہ بات چینی ہو جائی تھی کہ  
 نگاہیوں کی طرفوں کی جانب جاوے گی اور اگر کوئی اور سمت  
 اختیار کی جائے تو پھر یہ سزا جاسکتا ہے کہ وہ کا حضور کوئی

اور پھر زندگیاں جتنی لمبا ہو جتنی دی اور اس کے بعد اس  
 کے فیصلہ کیا کہ اس دن سے لفظ کے بعد ہی وہ ہوا کو  
 کی مزار پر کی کرے گی لیکن اس کے لیے وہ اپنے آپ کو  
 تپاؤ نہیں کرتا چاہتی تھی چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو  
 حکامات جبری کے ہوا میں سب نے اپنے چہرے پر لٹائی  
 بیٹھے تھے جب یہ قافلانہ دور رک گیا تو درنگ وہ اپنے ساتھیوں  
 سمیت گھوڑوں پر سوار ہو کر قافلے کے تعاقب میں چل پڑی  
 لیکن اس سے ذرا جلد بازی ہو گئی تھی مگر مزید کچھ دیر ان  
 پہاڑوں میں گزرتی تو شاہ دل اور اس کے چہرے سوائے  
 ساتھی کو بھی دیکھنے پر قافلے کا کافی پیچھے سے تعاقب کرنے پونے  
 آسمان تھے لیکن وہ آگے نکل گئی اور یہ دونوں اس کے پیچھے  
 رہے۔ زندگاہ جڑی احتیاط سے گھوڑوں پر سوار قافلے والوں  
 کے پیچھے چلتی رہی اور جب انھوں نے دن سے لفظ کے بعد  
 واپسی سے کا رخ اختیار کیا تو اس نے ایک گہری سانس لی۔  
 قافلہ دل کی جاؤ گری تھی و قافلے کے حکم کی ڈیڑھ گھنٹہ سے نکل رہا  
 تھا لیکن اس بارے کے حکامات بھی تھے کہ کوئی اور شخص جو اس کے  
 قصبہ لوگ سحر کر رہے ہیں۔ جو رے تو نہیں کہ ان کا رخ ظہری  
 ملاؤں کی رہی جانب ہو جب زندگاہ کو یہیں پہنچا کہ اب عقب  
 سے ٹھیکہ کا گھوڑا اور قافلہ نہیں تھا اور قافلے کا ہوا کو پیچھے  
 کوئی ٹھیکہ نہ تھا اگر قافلے وہ بھی ہو جائے تو اس کے موقع حاصل  
 بھی تو میرا اس نے اپنے ساتھیوں کو ایک دائرے کی شکل میں بیٹھا  
 دیا اور اس کے بعد یہ دائرہ قافلے کی جانب بڑھنے لگا یہی قافلہ  
 کہ قافلے کے بعد اپنے زندگاہ کے ملے جانے سیاہ گھوڑے دونوں کی  
 جھینٹ سے ظہری کے راستے کاٹنے لگے۔ وہ وہاں بھی اس وقت اس  
 گردہ میں شامل تھے جو قافلے کے ساتھ گھوڑے والوں کی حاضرت  
 کرتے رہے تھے۔ چنانچہ جڑی احتیاط کے ساتھ قافلے کے گرد گھیرا  
 ڈال دیا گیا اور پھر ہندوؤں کی آوازوں نے قافلہ والوں کو  
 ہراساں کر دیا۔ وہ خوف سے نکل گئے۔ خیر کہ کے وہ دو افراد انھیں  
 کی رہائشی کہتے ہوئے انھیں ظہری ملاؤں کی جانب لے  
 جا رہے تھے۔ ہلاکتے ساتھ ساتھ ان کا کیا سا بڑھ کر کھٹے تھے انھیں  
 نے اپنی ہندوئیں پیچک دیں۔ وہ یہی سمجھ کر ڈاکوؤں کو کوئی  
 گردہ ان ہی پرانے چڑا ہے۔ زندگاہ نے غلیب میں بیٹھائی بنا نکھا تھا  
 اور اس کے تمام ساتھیوں کے چہرے پر اسے لٹکے ہوئے تھے۔  
 اور ان کے ہندو مال نظر نہیں آسکے تھے۔ زندگاہ کے ساتھی قافلے  
 والوں کے بارگزر ہزار ہی تو اسے گھوڑے زندگاہ کو بڑھ کر لگانے

آئے تاکہ ان کے احباب بائیں ہی ڈھیلے چمائییں اور اس طرف  
کا صدمہ ہو کر کسی ماضیت کا ارادہ نہ کر سکیں۔ چکہ بعد و جبکہ  
فاش ہو کر جاتے تھے لیکن بہت کم چہرہ درنگاہ کو بھی نہیں دیکھا  
ایک کالے دانے پوری طرح بے یس و یار چکے ہی تو اس نے  
اس راستے سے بڑھنا مناسب سمجھا اور قافلے والوں کو  
حکم دیا کہ وہ بائیں سمت کے سفر کریں اور قیود رفتار سے چلنے میں چلے  
قافلے والوں نے تو بائیں اس کے حکم کی تعمیل کی اور گھوڑوں  
کو اسی سمت دوڑا دیا بعد ازنگاہ سناٹا دیکھا قافلہ درنگاہ  
انہیں ساتھ لے لیا بائیں سمت کے ساتھ بے کلان زور نکل آتی قافلے  
دانے بڑی طرح دہشت زدہ ہو رہے تھے اور درنگاہ احرارہ  
نگاہیں اٹکی کھینچیں سے کوئی بھی مداخلت کی نہ تھی نہ کہتا

علیم الحق متقی  
کے قلم سے انوفی کسی

پیشکش

## ایک باکسٹ کے ماہر کٹھن

## کو کس از جر نے چیمپین

کو چیلنج کر دیا تھا۔

## انسان اور حیوان کے مقابلے

## کی داستان حیرت



خیر کہ جسے وہ چاہے جہاں کہہ دے جی کرتے ہوئے یہاں تک کہنے لگے۔ خود بھی بڑی طرح خود کو دے اور انھوں نے بھی کسی طرح کی مداخلت کی کہ مت نہیں کی قہی کلائی خود جاننے کے بعد گہرا بند میں ایک جگہ کاؤ نظر آیا تو زندگیاں ان لوگوں کو ماحول پر کرنے اس جگہ میں خاص پر گنتی اور وہ ایک باجیہ ان کے گرد گھیر ڈال دیا ایک نام لوگوں کو گھوڑوں سے اتر جانے کے لیے کہا گیا تھا یہاں تک خطبہ ماست تھا اور یہیں کسی کی مداخلت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا پھر انہی نے زندگیاں ان سے ایک جگہ میں ہونے کے لیے کہا۔ (خیر میں کی دہاں جہاں تو اس کے لیے عقل خفا کیسے وہ دونوں شیر کو کھ با شند کو زندگیاں اپنے پاس لگایا اور پھر ان کے قافلہ داروں کے پاس بھی یہی حکمت حاصل کرنے لگی۔

مقرر کردہ رات ایک آدمی کا پتہ ہونے پر وہ لوگ وہ (محمی) جو خاتمِ جہان کے بھائی کے ہونے پر سب سے پہلے آئے تھے اور انھوں نے فکر کر دی تھی کہ اس کی عیسیٰ اس کے اپنے وطن والی جاسے ہیں اور ہمیں جہالت کی کمی نہیں پھری ہوگی۔ مگر یہ سچا ہوا جاننے والا ہے۔

”خاتمِ جہان کی طرف انھیں پھری ہوگی مگر یہ سچا جاننے والا ہے۔“

کے لیے نہیں تھیں؟ اور اللہ نے سچا کیا۔

”جی، جی، میں تم سے ملنے کی بات ہی کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔  
اور اس کے علاوہ میں ناؤ کوئی چارٹ نہیں دی گئی تھی۔“  
”خیر کوہ کے کچھ اور حالات بھی بتا سکتے ہو؟“  
”خاتم الخیر کوہ پہلی دریافت پر چل رہا ہے۔ وہیں قریبی  
ہوری چھاؤں میں اس کے علاوہ کیا بتا سکتی ہیں اس شخص  
نے یہ سوچ کر کہ اس کی قیادت کوئی عورت ہے۔ نہ لگا  
کو خاتم الخیر قیادت کیا تھا۔ نہ لگا۔ نہ چند لمحوں کے لیے سوچا  
اور پھر نکل گئی۔“

”کیا یہ خرگوش مقامی زبان نہیں جانتا؟“  
 ”ٹاڈا میں اسے کہہ رہا ہوں کہ وہ نہیں جانتا۔“  
 ”جسے میں نہیں معلوم؟“ ”نزدیک چند لمبات خاموش رہی پھر  
 دوبارہ ان کے سامنے بیچ گئی اس منہ پاتا چہرہ کھول دیا  
 تھا۔ خرگوش نے خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ  
 کر ان کچھ چہروں پر خود ڈی سی جبرے نمودار ہوئی تھی  
 کہ یہ جو کچھ ہے۔“  
 ”تم میں سے کوئی مقامی زبان جانتا ہے تو کہہ دے“

گفتگو کرے اور اس گفتگو میں اس کے حق میں ہو جائے  
مرد میں جس سے اس کا تعلق ہے اس کی زندگی میں حاصل  
کے حوالے سے ملے گی۔  
زور دے کر یہ بات کریں گے کہ صاحب پر کڑی حق  
ہم خود دیکھیں اس سے اس کے حق میں کتنی حق ہو جائے  
اس کی زندگی میں ملے گا۔ جلدی سے زور دے کر اس کے ساتھ آگیا۔  
اور اس سے حق کی زبان ملی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ نے ان اچھے طرح سمجھا کر اگلے بکر قحطی  
بابت یہ قسم کھاتے ہیں کہ جو کیا بات ہے؟  
”جسے کچھ ضرورت کہنے ہی سمجھ گیا کہ تم یہ بات کہتے  
تھے کہ تم جو ایک طویل منصوبے کے تحت یہ بات کہنے لگے تھے  
جلدی واپسی کا حشر کیا کر رہے ہو؟“  
”کیا یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ تم کون کس اور کس عظیم  
کے خدمت میں لوگوں کو بھیج رہا یا گیا ہے؟“  
”سوال کے جواب میں اس نے نہیں کیا جاتا اور فرمایا  
بلکہ پہلے جواب دیا جاتا ہے پھر سوال کیا جاتا ہے۔“

ادراک رسول کے جسے سوال کیا جا تا ہے تو اس کا  
مقصد یہ ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے سے اس کے سوال کا  
مقصد سمجھا جائے :

مگر لکھنؤ میں سب جھگڑتی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں  
لکھنؤ کو ملے سے پہلے میں نے تم سے ملنے کی زبان میں لکھنؤ  
کو پہاڑی علی نیکون ہر قسم کے زور و کار سے پہنچوں لکھنؤ کا کار  
نور میں ہوا۔

”نہیں تھی میرا ہر مقصد تھی خدا کی حمد ہی کی جیسا کہ پہلا  
شکار پہاڑوں کے باشندے اس زہن کے حلقہ میں کوئی  
زہن جلتے ہیں یا نہیں؟“

”نہاں حببِ حورو کی بدولت ہے تجھی اختیار کی جاتی ہے جو اب اب بھی تم پر مانی ہے۔“

”جواب یہ کہ غول ہے اور ریشم کا کٹا ہوا کڑا  
اس لیے اس آغاز میں نہیں دیا جاسکتا۔“

”ہم، جیسا کہ ہم سے ملتا ہے، اُنسانی تمام لوگ ہیں  
 جو جہاں کسی نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو اسے  
 سوت کے ساتھ دھوکہ نہیں دے گا۔ زنگار نے کہا یہی عقائد  
 ہی مضبوطی کا قلعہ بنائی دیا اور وہ جو تک کر اُدھر پہنچے  
 اُن کے دوسرے لوگ جو ان ہیوں کو تقویٰ کرنے کے بعد چلے

سے قائل ہو گئے تھے۔ خود بھی چونکہ مرعوب میں دیکھنے لگے۔ انھوں نے دو ٹوک سا جواب دیا کہ جو اس خاموشی سے یہیں بیٹھتے ہیں انھیں گھوڑے کے کھاپ بھی مٹانی نہیں دی جی نہیں آتا۔ اور وہ انھیں دیکھ کر بھول کی طرح گھٹنے پر گئی جی کر بیکو ٹھٹھل دوڑ رہا تھا۔ زرد گاہ و دہم سے کچھ اچھا حال عجیب اور تیزی سے بدتر ہوا۔ دل کے گریب پہنچ گئی۔ اس نے شاہ دل کے گریب کی تمام باتیں پوچھ لیں۔

کہا۔ کہو ایسا انا خانہ ہلکے درست تھا یا تم نے اپنے  
 دیکھتے ہوئے قول کو ہلکا کر دیا وہ خانہ دل تم نے یہ کھنڈ  
 تم نے کچھ ختم دیا ہے تو اترو۔ نہیں تو قصیں دیکھ ہی نہیں  
 پائی تھی کیا تم نے میں شامل ہے یا نہ خود رہ کر بھی کئی گز  
 کر رہے تھے! کہا، کچھ ہے کہ تم ہی ان لوگوں کو اس کی جگہ  
 کے فلسفہ کا واسطہ بنے ہو اور ہم جو اسی سامنے ہی تھا۔  
 خانہ دل کو دیکھ کر تو کج ہوا اور وہ قدم آگے بڑھا یا۔

ہاں دلیہا میرے دوست کا برجہ میں تھاری گھنٹی

میں نے کہا کہ میں نے یہاں پہلے سے ایک سال سے کام کر رہا ہوں۔ یہاں پہلے سے ایک سال سے کام کر رہا ہوں۔ یہاں پہلے سے ایک سال سے کام کر رہا ہوں۔

"میں کیوں نہیں دیکھ رہی؟ تم لوگوں کی سنگدوشی ختم ہو گئی  
 ہے۔ روشن کوہِ سلسلی کی عزت نہیں۔ اہلِ حق دیکھو، نہیں کوئی  
 حق نہیں بیچا یا چاہا ہے۔ یہ سب وہ ہے جو حق میں نے  
 اور زندگی سے محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی ہے  
 آؤ، لکھی شاہِ دل کے سوا اور کچھ جو رہی نہیں۔ شاہِ دل  
 کی مانند خود تازہ اور کھلے فکر اور آقا۔ زندگیاں اسے  
 اپنے لیے کر ایک طرف چل چکی ہیں اور ان لوگوں کے کافی دور  
 آنے کے بعد اس نے برقی دانش نگاہوں سے شاہِ دل کو دیکھا۔  
 (اردو بولی)

تھیں یہاں دیکھ کر جس قدر مسترحمانی ہے شعلہ لڑا  
 یں سے ہا کہ ہے  
 میری کیفیت بھی تو اس سے مختلف نہیں ہے زندگی۔  
 مجھ قصیدہ یں دیکھ کر زیادہ حیرت ہوئی۔ مگر بغل سے  
 سر کوہ ٹھک کا سفر آسان تو نہیں اور ہم اس انداز میں اپنے

ماضیوں کے ساتھ ہم ہیں کس طرح بچا گئیں؟  
 "بس یہ دیکھنے آئی تھی کہ تم کیکر رہے ہو؟"  
 "کیا تم پر نہیں نہیں تھا؟"  
 "سوچو۔ کیا جس اپنے آپ پر قابو نہیں رہا؟"  
 "نہیں، عزت کر سکتے تھے۔"  
 "نہیں سمجھا نہیں؟"

یہی سمجھوں گی بھی ہیں۔ یہ بتاؤ کہ یہ فریضہ کون سا  
دارو مشہور ہو کر ان پتہ دل میں کیسے جھگڑا ہے یہاں  
طرح و اہم اس بات پر بھی سمجھا دیں بلکہ ذکر شریعت کو مشہور  
کیا ہو۔ کون کی مثال ملی ہے؟ خواہ دل، کیا بلکہ کون کا اختیار  
کیا؟ تم تو اپنی طرف سے سمجھتے ہو۔

زرد نگاہ سے کیا بخوار وہ میرے لیے جس قسم کا  
 تھا اس کا خازنہ تھا زرد نگاہ کو بھی دہو جو جس نے اس پر  
 غرض کی جہت ہو گئے اور جو زین خان دھوکا کھانے میں کامیاب  
 ہوئے تھے جنہیں غفلت نے کورے کے گھاٹ تیار کیا تھا لیکن  
 زور زین خان نے کھنڈ کی کھنڈوں کی کورے کے گھاٹوں سے  
 چھپائی اور جس طرح ہی مطلوبہ اچھے لہجہ کا سامی بنا  
 لی اور ان لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے بد دل کر  
 دیا۔ نتیجے میں غرض کی اچھڑائی دایم ہوا ہے جسے اور جو زین خان  
 بہادر دھوکا کھانے سے ہے۔

”لو بس اس کا سلسلہ ہے کہ جہانی بزرگی کے ساتھ تم اپنی خود پر بھی برقعہ اور پوشاہ دول گروا اس بہت کے کہتے ہیں کہ تم مستقل جس کی فوج کے سردار بھی بن جاؤ گے۔“

شہر کے بے خوفی پر شکوہ بہت پہلے محلی پھر اُس نے بہت سے کہا: ”اے بزرگ وہ کی نگاہ تھمتا ہے جو جانتے فضا پر گلاب ٹیل کی کی سرداری مل چلے گئے۔“

[illegible]



وقت کے اس کا وہاں ہواں سرور ہو گیا ہے چہرہ زگی  
 لہے کے باسے میں ادھ بیت ہونے لگی شاہ دل نے کیا۔  
 "ان لوگوں کو کیوں تم نے ان کے راستے سے ہٹا دیا؟  
 پہلے تو شاہ دل کوئی منصوبہ نہیں تھا میرے خلاف۔  
 یہ سوچ رہی تھی کہ اس کے خیر کو۔ سے لنگھ کی وجہ معلوم کر لیں  
 اور اس کے بعد انھیں ان کے راستے پر جانے لیں  
 اچانک ہی میرے ذہن میں ایک منصوبہ آ گیا ہے۔"

"کیوں دہم انھیں اپنی غریبی میں رکھیں اور جو بھائی کو  
 اپنے قابو میں رکھنے کے لیے ضرور سے چرنے پر انھیں مستحق  
 کرنا یا اپنے ہماری براہ راست لاپرواہی جو بھائی سے ہوگی۔  
 اس طرحی صورت کو قابو میں کرنے کے لیے ہر لوگ ہمارے جیو  
 اختیار ثابت ہو سکتے ہیں۔ جب یہ اس طرح ہاں سے قابو میں  
 آگئے ہیں شاہ دل انویری کی ذہنی دماغ سے کہ ہم انھیں اپنے  
 ساتھ ہی لایا جائے۔"

غزل چہرہ سماعت سوچا رہا اسے وہی ان طرحیوں سے  
 دیکھیں تھی اور وہی زندگی کے کٹھن سے جو بھائی کا ایک  
 چہرہ دیا تھی وہوں لوگوں کے ذہن اس نے دے دی تھی  
 لیکن اگر بعد میں وہ گلاب نیل کے قبضے میں ہوں تو غزل  
 کو اس سے کوئی طرحی نہیں تھی تاہم زندگی کو اپنے اشار  
 میں رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ اس سے تعاون کیا جائے۔  
 چنانچہ اس نے غزل غلامی گردن ہٹانے سے پہلے کیا۔

"تھرا منصوبہ یہ ہے ہمارے چہرہ زندگی کے چہرے ہیں  
 کو گرفتار کر کے گلاب نیل سے چلو۔ میرا خیال ہے کہ یہ سڑک گول  
 خان کے لیے ہی ایک نیا ثابت ہوں گے۔"  
 "اب اس طرحی جو بھائی کے کٹھن سے منسوبوں کے لیے  
 میں کہہ سکتا ہوں ان کے لیے حاصل ہو سکیں؟"

غزل نے زندگی سے کٹھن غفلت کر لیا تھا۔ دوسری  
 طرف طرحی ثابت ہو کر نگاہوں سے شاہ دل کو دیکھ رہے  
 تھے۔ یہ نئی آفتوں کے لیے تباہی پریشان تھی لیکن انھیں  
 معلوم نہیں تھا کہ ان کے لیے یہ کٹھن ہی ایک اور پریشان  
 کن چیز بن کر رہا ہے۔ انھیں تو اس بات کا احساس اس وقت  
 ہوا۔ جب ان کے اذیت پر گئے جانے لگے اور پہلوں طرف  
 سے زندگی کے ساتھ ہی ان پر انھیں ہن کر کھڑے ہو گئے۔ ان  
 کے سرور میں، بیکر ان موہم ہو کر اور دوسرے تمام

چہرے نہیں نہ لڑا سکتے تھے لیکن اس خطرے کے قابل نگاہ کران  
 تھے سے کوئی غور نہ ہو جانے اور کوئی مائل ذکر نہیں  
 کے اذیت ہاں ضروری تھے زندگی ان سے خاص خود پر  
 پر غبار تھی اس کے ساتھ ہی گوتہا میں بہت زیادہ نہیں  
 تھے لیکن پوری مستعدی سے چہرہ کی نگاہ کی گوتہا کو سنے  
 انھیں آگے بڑھ رہے تھے دن بھر وہ لہے مات کو ایک جگہ  
 وڑے میں قیام کیا گیا جو عام گڑ گاہ کے طور پر مستحق تھی  
 ہو تھا سردی کا تو پوری تھی جگہ جگہ کا بندوبست کر دیا  
 گیا لیکن اس کے باوجود کٹھن کے کٹھن سردی کی شدت  
 بڑھ گئی تھی۔ چہرہ لہے کے لوگ سر جھکائے کٹھن کے کٹھن  
 چھپنے پر گئے تھے۔ انھیں کھانے پینے کی شاید حرام کوئی تھی  
 تھی اور ان کے اذیت بھی کھیل دے گئے تھے لیکن ان کے  
 ہاں وہ لہے سے بڑھ کر ہاں اذیت نگاہی کھانے پینے دے  
 سہہ تھا اور کٹھن سے بڑھ کر زندگی غزل کے ساتھ ایک بڑھ کر  
 تھی کٹھن کے ساتھ ہی ایک جگہ رہی تھی اور زندگی ایک ایک  
 حال کو کٹھن کے ساتھ ہی غزل کے چہرہ پر سکرا رہا تھی ان  
 کے چہرہ لہے کی جگہ کی گوتہا کی گوتہا۔

"میرا ساری باتیں انہیں بڑھ کر زندگی کو کہہ کہ تم  
 نے سوانہ بڑھ کر ایک ایک بات بڑھ کر زندگی کو کہہ کہ تم  
 کا اصل کٹھن تھا۔"

"مطلب؟"  
 "مطلب یہ کہ تم میں ملنے کی کھیل کے لیے لنگھتے۔ وہ  
 بہت اذیت دے سکتا تھا۔ میں چہرہ اور کٹھن میں کہ تم  
 نے کٹھن سے چہرہ میں کوئی ایسا بڑھ کر کہہ کہ جو  
 ان لوگوں کے کٹھن میں غفلت تھی کٹھن میں کٹھن تھا۔ چہرہ  
 لہے اور جو بھائی کے کٹھن میں کٹھن تھا کٹھن تھا کٹھن تھا  
 اس غلامی چہرہ کا سالی کی کٹھن تھی۔ میں نے  
 گلاب نیل میں جی بڑھ کر کٹھن میں کٹھن تھا کٹھن تھا  
 تم کسی مادے کا کٹھن دیکھو جاؤ اور میں نے نہیں جانتی تھی  
 کہ چہرہ کوئی لنگھتے ہو؟"

"کیوں؟"  
 "کیا سول ہوا شاہ دل کا چہرہ چہرہ تم ہمارے اپنے  
 ہو چہرہ سالی ہم سب کے لیے بڑھ کر ضروری ہے؟  
 "سب میں کون کون خال ہے؟ غزل نے پوچھا۔

"سب سے پہلی زندگی نے زندگی کے ساتھ ہر سے پہلی ہی  
 اور غزل کے چہرہ پر سکرا ہٹ گہری ہو گئی لیکن اس  
 سکرا ہٹ میں کٹھن کا وہ پہلو نہیں تھا جو کٹھن کر لے جان  
 کے دلوں میں ہوتا ہے بلکہ گہرائی سے دیکھا جاتا تو اس میں  
 ایک سکری تھی کہ کوئی تھی جو غزل نے آج زندگی کو اس  
 اعزاز پر مہر کر دیا تھا کہ اس کے قابو میں آگئی ہے۔  
 اور زندگی کے قابو میں آنے کا مقصد یہ تھا کہ غزل نے  
 سہہ کٹھن سوانوں سے اس کٹھن نے لیا تھا اور اب وہ اس  
 کی کٹھن میں تھے۔ وہی سہہ کٹھن سوانوں نے اس کے  
 راستے دے گئے تھے اور جس اوقات اسے ماہ گزارنے کر لے  
 پر ہو گیا تھا آج وہ غزل کے زیر نگین تھے یہی زندگی  
 تو تھی جو قزم شاہ کی حیثیت سے برقی وادار تھی کٹھن تھی۔  
 اور کٹھن میں اسے کسالی سے بڑھ کر دیکھنے دیتی تھی۔ غزل  
 نے ہی زندگی کا پہلے قبول کیا تھا اور آج وہ کسالی سے  
 اپنی منزل کے لیے بڑھ کر اور بہت کٹھن کٹھن تھا جب  
 اسے اپنے منصوبوں کی تکمیل کا موقع ملے گا لیکن یہ شادی  
 سے کام کرتا تھا۔ اسے تو اس بات کی تھی کہ وہ اپنے کٹھن  
 کو چھوڑ کر آیا تھا اور اس کے کٹھن میں ہی سہہ کٹھن کا  
 ایک غزل اس منصوبہ کی تکمیل نہیں کر سکا گا شاید وہ سہہ  
 سے کہیں کہ غزل مارا جائے گا شاید وہیں سے کوئی اس  
 کی خبر گیری کے لیے بھی نکل کر آئے گا لیکن غزل ثابت کر رہا تھا  
 تھا کہ وہ اپنے طور پر ہی ایک گروہ کی حیثیت رکھتا ہے نہ کہ  
 کٹھن بڑی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی غزل کے کٹھن  
 غزل کے کٹھن سے بڑھ کر پہلے سے تھے اور اس کا چہرہ  
 آگ کی قندیل بن کر رہا تھا۔ زندگی نے نگاہی کٹھن کٹھن  
 ہونے کہا۔

"میں نہیں نگاہ بڑھ کر میں دیکھتا نہیں ہاں غزل غزل میں  
 میری فکر دے گئے تھے؟"  
 "تم زندگی ہو۔ چہرہ کی کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن  
 ہو جانے؟ زندگی جس بڑی تھی پھر اس کے کٹھن کٹھن  
 کے باسے میں ہاں چہرہ کوئی رہی۔ چہرہ کے کٹھن کٹھن کٹھن  
 ہما نے۔ جو بھائی نے بڑھ کر کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن  
 ہونے کے بعد اپنی زندگی کے سب سے بڑھ کر کٹھن کٹھن کٹھن  
 دو پہلو کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن کٹھن  
 کے سوانہ حاصل ہو گئی تھی۔ میں ہی وہ دہم لایوں کو











علم ہو گا تو اس کا پورا وجود نسل جانے لگا اور اس کے بعد وہ جو کچھ بھی کر دے جس جتنی بات نہیں ہے چنانچہ فضل خان کو یہ شمار رہا ہے۔ چنانچہ حویلی کے مخصوص مافکوں کا ہم بھی فضل خان ہی نے تھک کیا تھا۔ دراصل پوری طرح پوکس کر دیا گیا تھا۔ جو کسی بھی حاضری نہیں تھی۔ راول سے زیادہ اور جلا کون جان سکتا تھا جو زلفانی شہزادہ کے مارنے کی عادی ہے اور اس کی چلباز پلے پلے پاؤں کی ہیں لیکن دیر سے شہزادہ بھی ہوئی۔ چنانچہ اسے بطور برادر ملنے فرخاد کی مخالفت کے ہم انتظام کر لیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی جو کچھ رہا چاہتا تھا۔ فرخاد کو چھوٹی خانم کی حیثیت سے نہانے مل میں فروکش کر دیا گیا اور تمام خادم اس کے احکامات کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ درختوں پر پھل اور شب چراغ کی ٹرفیوں کی انبیا نہیں تھی۔ وہ تھی ٹکی ٹکیوں کی طرح پرانی حویلی کے اس باغ میں ڈوٹی پھرتی تھیں۔ جیسے کبھی راول نے جو زلفانی کے لیے ترتیب دیا تھا اور اس کی تراش فراش میں اختیاتی نقاشی سے کام لیا گیا تھا۔ بہت سی خاتونیں فرخاد کی خدمت گزار ہی پر حقیقت کی تھیں۔ درختوں پر پھل اور شب چراغ کے لیے راول نے شیر کوہ کے خزانوں کا نڈا کھول دیا تھا۔ ان سے جو کچھ چاہا تھا اب نہیں دیا جاتا۔ کادقت آتا تھا تو راول اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ تھا اور اب یہ سب کچھ وہ دل کھول کر کر رہا تھا اور اس نے جو زلفانی کا حضور دل سے نکال دیا تھا۔

بابا خیر جلالوں میں بیٹھو لے لوں توڑے بڑے جیالے اور شرمیلی بیگم جو لوگ ساغنا لے لے لیں میں نہیں دیکھیں کوئی خامی نکل آتی ہے۔ شہزادہ دل کے باسے میں آگے بڑھ کر کھڑے ہو کر آگے جاتی اور جی صورت اور عورتوں سے غنیمت سے نوازا ہے۔ اتنی کل بھی دیکھی ہے۔ انھوں نے جس کام کو پڑا تھا کیا تھا۔ اس کی طرف سے وطن نہیں تھی بابا خان اور بچہ خوف تھا کہ زلفانی کے سامنے پہاڑوں کی جگہ ساہو لو کہیں دھوکا دیکھا جائے۔ کیونکہ یہ تو اپنی لذت اور غنیمت میں بہ مشل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی بابا خان کو نہیں شہزادہ دل پر اعتماد کرنے کے باوجود اپنے آپ کو فریاد جانے سے باز رکھ کر کسی بھی شہزادہ دل پہاڑ سے لے بہت بہت رکھتا ہے۔ لیکن بابا خان میں نے شیر کوہ جگہ بھی نہیں کیا سوائے چند روز قیام کے۔ اور شہزادہ دل نے فریاد کو مات دے دی۔ یہی حال میں رہا تھا انھیں کہ دیکھ لو وہ حیرت انگیز۔ جو جو زلفانی کے اشارے پر ان پہاڑوں میں داخل ہوا تھا وہ مستعد کر کے بلا تھک پاؤں کے ایک ایک جوی کو فنی اور جسمانی طور پر تیار کر دیا جاتا تھا۔ آج ہمارے قبضے میں ہے اور اس کے لیے ہم شہزادہ دل کو کچھ قدر سہاگنا دیں گے۔

بابا خیر شہزادہ دل کو اس کے شاہی خانہ انعام دیا جانے۔ نہیں سردار گوندل خان نے دنیا کو کوئی بھی ایسا کام کسی انعام کے لیے نہیں کیا تھا اور اچھے کاموں کی تکمیل صرف جذبوں کے قوت پر ہی ہے۔ نہیں لے لیا یہ فریاد کسی انعام کے لیے نہیں بلکہ فریاد سب کو خیرام دیا ہے۔

شہزادہ دل! یہ ایک جذبوں کا کوئی انعام نہیں ہوتا۔ جذبوں کا انعام متعدد کی تکمیل ہی ہے۔ لیکن تم نے بہت ثبات کر دی ہے کہ فریادوں کے مقابلے پر ہمارے پاس بھی بہترین دام موجود ہیں۔ شہزادہ دل! اگر تم اس وقت خواہ گلاب تل میں رہو یا زردن میں۔ اپنے اس عین کو جاری رکھو۔ جب تک شیر کوہ کی مروجہ دیکھا جائے۔ ابھی راول خان اور جو زلفانی نے ہمیں سکون سے نہیں دیکھا۔

ان فریادوں سے میں جو زلفانی کے بارے میں کھل طور پر مطلع حاصل کر رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ میرے لیے انتہائی کارآمد ہوں گے۔ تم لوگ اب آرام کرو اور اس وقت تک بالکل سکون سے رہو جب تک میں تمہاری خدمت میں نہ آؤں۔ سردار گوندل نے حسب معمول اعلان میں کی غلطی کیا تھا۔

بابا خیر! اس کی حیثیت حویلی کے ایک فرد کی سی تھی۔ لیکن زلفانی کو باغ و بہار کی فضا بہت پسند تھی اور وہ جب بھی فخر کو حقائق کی دعوے دیتی یا باغ و بہار میں ہی دیتی۔ فخر بھی بڑے بڑے عالم میں وقت گزار رہا تھا۔ گو اسے اپنے ساتھیوں میں داپس جانے کی جلدی تھی لیکن محض کی تکمیل کے لیے کتابی وقت صرف ہوتا ہے اسے سکون ہی ہے۔ یہ وقت گزارا تھا لیکن اب زلفانی اس سے بے تکلف ہو گئی تھی۔ گو وہ تو نے کبھی کبھی ایک دوسرے کے اظہارِ لغت نہیں کیا تھا لیکن وہ تمام مراحل طے ہو چکے تھے۔ جو زبان سے کہیں زیادہ پڑا فریاد تھی اور یہی ہی ایک دن گوندل نے اتفاق سے باغ و بہار میں ان دونوں کی گفتگو سن لی۔ وہ کسی کام سے سرگیا تھا لیکن ایک کچھ کی آڑ میں زلفانی کی آواز سنائی تو چونک کر رہا۔ اس نے شہزادہ دل کو بھی دیکھا۔ ارادہ کیا کہ ان دونوں سے گفتگو کرے لیکن پھر دل میں جیسے پیدا ہو گیا کہ ان کے درمیان ہونے والی باتیں تو سنیں جائیں گی گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ لوگ کوئی نئی مشورہ بند ہی ہے۔ کوئی نیا پلاگرام ہے۔ لیکن جو کچھ اس نے سنی وہ کچھ یوں تھی۔

"شہزادہ دل زلفانی جانے کوئی نہیں چاہتا؟"

"چاہتا ہوں کہ اس فخریہ مردوں سے ہمارے بچے ہوں"

وہاں جاؤں لیکن کچھ زلفانی اس طرح جگڑے ہوئے ہیں کہ یہ ایک نیت ہو گئی ہے۔

"زلفانی!"

"ہاں زلفانی کسی مسئلے میں تھماؤ پھر ادا کا مادی نہیں ہوں۔ زلفانی اس کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ وہی جنگ میں گولیاں چلانے والے خمدان ہیں۔ ان کی باتیں بہت زیادہ واقفیت نہیں رکھتے اور انھیں دیکھ ہی نہیں چاہتے۔ کیونکہ انسانی لذت سے عجب انسان اس طرف مائل رہتا ہے تو مزاحمت سے نہایت آجانی ہے۔ اور پھر انسان کی کام کا نہیں رہتا لیکن دل کے کھنکھنے بھی فطری ہے جس طرح ہم اپنے دشمن کو شکست دینے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسے اپنے آپ کے قریب نہ کرنے کے خواہاں ہوتا ہے۔ دوست ہو کر چاہیں گے کہ ہمارے دل میں محبت ہوتی ہے۔"

"تم تو اچھے خاندان کے خلیفہ ہو شہزادہ دل؟"

"نہیں۔ حقیقت کے زبان کو کھلے کام دیتا ہوں نہیں ہے۔"

"لیکن ہر اے کا کچھ نہیں ہوتا ہے۔ تمہاری باتوں کا کیا مضامین ہے؟"

"میرے وجود کا ایک ہی مضمون ہے زلفانی اور میں شاد کہیں ہے زبان سے ادا کر سکوں؟"

"یہ تو بڑی ہے شہزادہ دل؟"

"اتنے سخت الفاظ استعمال کرو زلفانی! کسی کے حرم کو قہر کرنا دل کو تو بوجھ جاتا نہیں ہے۔"

"احترام اور شہزادہ خاندان کا تعلق بابا خان سے ہے۔ زلفانی نے عمارت بھرے انداز میں کہا اور فخریہ لہجے میں۔

"ہاں اس سے بھی ہے۔"

"مطلب آ زلفانی نے سوا سوا انداز میں فخریہ کو دیکھا۔"

"بس گفتگو میں ختم ہو جانی چاہیے۔ زلفانی اگر اظہار کی ضرورت تو ملنے تو جذبوں کی محنت ہاں نہیں ہوتی۔ میں اپنے جذبوں کی قوتوں میں کھنکھاتا ہوں۔ سمجھا جائے تو ایک ہے اور دوسرا ہمارے قوت کی سچائی مشکوک ہو جاتی ہے۔ فخریہ نے جواب دیا اور گوندل حیرت سے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ اس سے پہلے کچھ نہیں کہیں نہیں آیا تھا لیکن انہیں



نے اس گفتگو سے بہت سے اندازے قائم کیے تھے اور اسے شہید جیسے ہوتی تھی۔ وہاں جو مل رہا تھا سوچنے کے لیے اس کے پاس بہت کچھ تھا اور وہ ایک دل جو ایک رات سوچ رہا تھا۔ بہت سے فیصلے کرنے تھے۔ صبح فیصلے غلطی ہوئی تو حالات خراب ہو جائیں گے اور عزت و شہانہ مشکل طرز کے اتفاق سے اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ شاہ دل کے دل میں زندگی کی محبت جلتی ہے۔ زورنگاہ کے انداز گفتگو کا بھی اس پر بے نظریہ غور کیا اس کے لیے کہ شوخی و دلالت پر کیا کر کر رہا تھا کہ شاہ دل اس کی پسندیدہ شخصیت ہے۔ مگر دل نہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کی محبت کی داستان کسی اور کے علم میں آئے۔ یہ اس کی عزت کا سوال تھا۔ جلی نے چاہی کہ اپنے کاروائے نا پسندیدہ دیکھے تھے کہ اس کی شخصیت کے ساتھ جلی کا تعلق ہی ختم ہو گیا تھا۔ لیکن اب گوئل خان کو اس پر ہوا تھا کہ اس کی اوجھڑ سوچ تھی۔ غلطی کے قتل کے کس طرح روکے جا سکتے ہیں۔ اس کے عزیز و قریبوں سے دلی رشتے تھے۔ اس نے یہ بات کہیں نہ کہی کہ زورنگاہ بھی ملکی ہے اور جوانی کے کچھ ایسے قتلے ہوئے ہیں اب ایک کچھ باپ کی حیثیت سے اور بھائی کے قتل کے دو خون کو دو جوانی کی کسی بھول میں گرفتار نہ ہونے دے اور ان کے مسائل خود سنبھالے۔ بہت ہی خوشی کو سنے کے بعد اس نے چند فیصلے کیے اور ان فیصلوں کے تحت اس نے سب سے پہلے زورنگاہ کو قتل کر لیا مناسب سمجھا اور اس شام اس نے خاص طور سے زورنگاہ کو طلب کیا۔ زورنگاہ مسکراتی ہوئی باپ کے سامنے پہنچی۔ گوئل خان نے پیش کی مانتہ پر بار بھرے انداز میں اس کا استقبال کیا مگر زورنگاہ کسی خاص احساس کا شکار نہ ہو سکے اور جو گفتگو کرے اسی لکھے دل سے کہے جس طرح وہ کرتی جلی آتی ہے۔ چند لمحات دسی گفتگو کرنے کے بعد گوئل نے کہا۔

"زورنگاہ نے خرم شاہ کا لباس خایہ حیات کے پھانڈ دیا ہے۔ لیکن میں سے متفق ہوں کیونکہ انسان کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ مقصد کی تکمیل کے بعد اس مقصد کے لیے طاری ہونے والی کیفیت ہے چٹکارا پالنا چاہیے اور تم نے شاید ایسا ہی کیا ہے۔" زورنگاہ نے چونک کر باپ کو دیکھا اور پھر سنبھل کر کہہ دی۔

"باپ! میں کیا آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں؟"

"ہم اگر گوئل خان سے کسی قدر تعجب سے انداز

میں کہا۔

"ہاں! باپ! میں آپ پر تو نہیں کہتا ہوں کہ میں مستقل ہو کر چھ مئی میں ادب آپ کے کاموں میں براہ راست میرا کوئی حصہ نہیں ہے؟"

"سب سے پہلے تو میں یہ وضاحت کہوں گا زورنگاہ! میں تم پر کسی طور طنز نہیں کر سکتا۔ مجھے جرات تھی کہ کیا ہوگی صاف الفاظ میں کہہ دوں گا۔ مجھے طش کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ کہ کوئلہ کہتا ہے کہ تم مستقل ہو کر چھ مئی ہو۔ ابھی تم نے جو کیا ہے کیا اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ زورنگاہ نے کوئلہ کو زبانی کے چٹکل سے نکال کر کہاں تک لے آتا معمولی کام تو نہیں ہے اور ہم نے جتنی طور پر زورنگاہ پر اس وقت... کے بعد سے جب سے وہ وہاں آئی ہے وہ جلی بار ایک نیا لکری لکائی ہے اور اس کا زورنگاہ پر ہوتا ہے۔ پتا چلے گا کہ مستقل تو رہے ہو نہیں؟"

"میں بلاشبہ آپ کا نام نہاد سمجھتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ سب کچھ زورنگاہ دل سے لکھا ہے۔ میرا خیال ہے اس سلسلے میں میرا نام بھی لیا گیا ہے؟"

گوئل کے بونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ غلہ آدہ کہتا پتا تھا کہ وہ شاہ دل اور زورنگاہ کو ایک جگہ نہیں جیتا تھا۔ اتفاقاً وہاں جلی کیل از وقت ہوئی وہ مسکراتے ہوئے ہو گیا اور چند لمحات سمجھتے رہنے کے بعد بولا۔

"شاہ دل کے معاملے کو میں تمہاری ہی کارروائی کا ایک حصہ سمجھتا ہوں۔ تم دونوں ہی نے مل کر سب کچھ کیا۔ لیکن زورنگاہ کوئلہ نے کیا ہے خرم شاہ کے بارے میں اس کی ایک خاص وجہ ہے؟"

"کیا باپ! زورنگاہ نے کہا۔

"بیٹے! وہاں میں یہ دم شامل نہیں کہ میں باپ کوئلہ سے جگہ خاص طور سے باپ اپنی جلی سے اس کی زندگی کے اس کے مستقبل کے بارے میں سوچ کر رہے ہیں۔ لیکن میں سب سے ذرا مختلف ہے۔ بات یہ کہ خرم شاہ زورنگاہ کی ہوتی تو میں اس کی ہاں سے کہتا کہ زورنگاہ سے مجھ سے اس کے مستقبل کے بارے میں... پرچہ کرتا ہے لیکن خرم شاہ کے بارے میں مجھ میں نہیں ہے سوال کیا ہے۔ وہی اصل سوال ہے۔ زورنگاہ نے مگر۔ خرم شاہ کا لہو اٹھا کر کہہ دیا ہے تو اب اُسے زورنگاہ ہی برا ہے۔ خرم شاہ کو دوبارہ زندہ تو نہیں کیا جائے گا؟"

## محی الدین نواب کے نشتر قلم سے ایک لازوال ناول

- ان لوگوں کی کہانی جو کم سے کم وقت میں بہت کچھ حاصل کرنے کیلئے شارٹ کٹ اختیار کرتے ہیں
- ایک ایسا ناول جسے آپ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

# شارٹ کٹ

قیمت: ۱۲۵ روپے  
ڈاک فری ۲۰ روپے

براہ راست منگوانے کا پتہ:

ناشر: علی میاں پبلی کیشنز

۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: ۴۲۳۸۵۲

اسٹاکسٹ: علی بک سٹال

نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال، لاہور۔ فون: ۴۲۳۸۵۲

لیٹ باکریا سترجے کے سٹال سے طلب فرمائیں



مجاں زندگاہ کے پھر غم سے کوئی نکتہ بیاہد پھر سکے  
اس کی نگاہی مٹا دینا ہم گنہگار کا سرخ دھبہ مٹا دینا  
کی شدت سے اور بھی غم ہو گیا وہ سمجھ بھی تھی کہ کیا غم کو  
شاہ دل کے بارے میں اس کے جنابات کا علم ہو چکا ہے۔ گونل  
گہری غمروں سے اس کے چہرے کی بدلتی کیفیت کا کبائزہ لیتا  
رہا اس کے لیے مزید کہ اپنی محنت کی گنجائش نہیں رہی تھی چنانچہ  
وہ کہے دیر تک زندگاہ سے دھوا دھری کی تپتی کرتا تھا اور پھر  
زندگاہ جہت سے کھانا کھڑی ہوئی زندگاہ کے کھانستے ہوئے  
ہی شاہ دل کو اس نے سنا ہے اس طلب کیا اور یہی بل بار گہری  
نگاہوں سے اس کا بار نہ لیا۔ گونل غم کے تجربے سے  
ایک بات ہے اگلا کیا وہ کہ شاہ دل کا شہید ایک عظیم فرد  
تھا اس کے دل میں دھن پرستی کے جنابات ہیں تھے لیکن اس کے  
چہرے پر ایک عجیب سی کڑھک بھی غمی دور اس چہرے کی بنا  
باتی تھی کہ وہ ایک بہت ہی مستحکم اور غور گو فرد آدمی ہے ہر  
گونل غم ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا تھا لیکن پھر  
اس کی کوٹ کا انداز اس کے کھرتاے کی وجہ سے بدل گیا تھا۔ جس  
کے بارے میں زندگاہ نے سب کے بتا دیا تھا۔

۱۲۔ دل چاہتا ہے شاہد مل کر ہم بھی قصاری ہی طبع  
شاہد دل کا مہر کوں؟ گوئل خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”وہ مہر کوں جو اس سے پہلے ہم نے کسی سے نہیں کیا۔ بطور  
جانی قصوری دیر کے لیے بات کریم گوئل خان کے سردار بھی  
بندہ جاؤ شاہد دل بیست ہم نہیں کرتی ہیں تم سے؟“  
گوئل خان کچھ دیر تک اس کے چہرے پر ٹٹائی مٹاتے  
اُسے بھارت ہاچر پڑا۔ شاہد دل کا دل تھا اسے جڑ گسدا ہوا  
ہوئے تھے، مہر کوں خود کر کے ضرورت میں نہ آتی۔ موصیل  
کے ریس سے کریم تم سے ہمیں کرنے پر مجبور ہیں جو ایک تیلی کے  
باپ کو نہیں کہنا چاہیں، گوئل خان ایک لمبے کونڈک کر شفرل  
کے چہرے کا جائزہ لیا اور پھر گویا غماز، میرا مطلب تم اچھی طرح  
سمجھ رہے ہو اس لیے میں زیادہ گہرائی میں نہیں جاؤں گا۔ تجھے  
تم بیتاؤ کیا نہیں ہیں کی اجازت ہے کہ تم اپنے مستقبل کا فیصلہ  
خود کر سکو؟

عقلی ایک لمحے کے لیے سکتہ درمیا تھا۔ گوندل سے  
قراچی اتنی فاصلہ کی توقع تھی اور وہاں انٹالکس۔ اس کے  
ذہن میں بہت سے خیالات آئے اور گوندل۔ خلاصی تو غیر  
وہ نہ تھی جس سے نہیں کہتا تھا۔ ایک نیک گروہل گروہل کے

ہم میں گھنٹی دیا ہے تو اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ گوندل اس وقت ہست کپڑی کی طرح اُٹھار کر چھکا تھا۔ ظلی نے سمجھا تھا کہ گوندل کا سواہر راجہ۔ اپنے وطن کی تکمیل کے لیے اس سے خیر خواہی اور کوئی نصیب نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے خوشی کی نزاکت کو ذہن میں رکھتے ہوئے گوندل کی عمر کو ہی یاد دہانی کی آواز میں بولا۔

عظیم سردار! مجھ سے بزمِ شہزادہ کی تہائی میں مقبول  
 زرد نگاہ سے عواطف کی نیکی پیدا اور مان کا اسٹا ساٹھ پر چلے  
 اور ہمارے خیالات ہیں اس قدم پر آگے بڑھیں کہ مجھ سے  
 تباہی کا قاتل کرنے کی کئی دشت نہیں ہوتی اور دبی سے  
 احساں ہوتا ہے کہ ہادی عواطف کو ملک کی نگاہ سے دیکھ جائے  
 کہ اس میں کوئی ملک نہیں عظیم سردار کہ مجھ سے زرد نگاہ بہت  
 عزیز ہے۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو اس منصب کے قابل نہیں  
 نہیں پایا جس کا تذکرہ آپ نے کیا ہے۔ میں اسے خوشی دیتی کی  
 آخری حد سمجھتا ہوں کہ سردار کے ذہن میں اس عاجز کے لیے  
 یہ تصور پیدا ہوا اگر سردار اپنی (اعلیٰ دولت کے قابل نگاہ  
 شاہ دلی پر یہ کہ اس قابل سمجھتا ہے تو میں اس منصب سے  
 کچھ انکار کر سکتا ہوں۔

”فائدہ ملے، زندگی میں پہنچاؤ دے دوں گی، کی جانتے تھے۔  
 سے عزیز ہے، یہ کہیں بھی نہ ہوگا، اگر تم اس بات  
 کے لیے غماز کرو تو میں جو کہی، اس کے دیتا ہوں۔ ہاں۔۔  
 تو بتاؤ، اگر زنا کریں وہ کون لوگ ہیں جو اس شادی میں شریک  
 ہونا چاہی گئے؟“ فاطمہ کے چہرے پر غم و دل کے آثار نمودار  
 ہو گئے۔ ”کار تو کیا ان ہرگز نہیں، کیا تھا چند لڑکے خاص ہی تھے  
 تو گندل ٹوٹی ہوئی تھی۔“

”میرا مطلب نہیں تھا کہ تم آؤ گے، ہر حال میں ملے تو یہ  
 اس لیے پوچھا تھا کہ تم جیسے دل میں کسی شخص کو طلب کر لے  
 کی خواہش پر تو ہمیں اس کا انتظار کرنا پڑے گا۔“  
 ”تمی زندگی کو بوجھلاہوں کہ میری زندگی میں کوئی چیز  
 ہے چند شے سامنے کے درمیان دھتے کرانا اور بس، لیکن میں  
 میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو میری سترتوں میں شریک ہوئے  
 کے لیے وہاں اور وہاں رہے۔“

تو کوئی بات نہیں خواہ دل یا ہم سب کچھ ہمارے۔  
نئی جگہ کا ماحول کچھ عجیب ہے۔  
اسی رات قتل کی گھونٹ چمکے گئے گنگوڑا کا اٹھارہ دھیرے۔

خوار و سیر لگا ہوں سے اسے رکھو رہا تھا۔  
 "حقیقت تو یہ ہے عظیم! کہ اگر تم بقی ٹرہاؤں میں داخلہ  
 ہو تو اور یہ جو یہاں ٹکڑے سے تھک رہی ہے اس کا یہ بچہ تو  
 کیا یہ سب کہ اساتذہ اس پر اتنا سوال پیدا ہوئے ہیں عظیم! کہ کتاب  
 کو نئی کے مادہ ہی جانو گے اور عظیم نہ لگا تھک رہی ہیں تو میر  
 اس ٹکڑے کا کیا بچہ گا؟

ہنتر، جبکہ ہم دونوں چھٹی شاخ کی ٹوٹی ہوئی فوٹیاں  
 کر دیں۔ شاخیں قربان کی دم پر چند گھنٹہ نہیں چلیں گے۔  
 کھیل بہت پسند ہے۔

”آہ عظیم! آقا خاں پر تم یہ بات نہ بھولو کہ یہ جو کردار انساں  
جانور میں کچھ جسم میں کوئی کی کوئی خامی ہو قرآن کے لیے نہیں  
نہیں کیے جاتے۔ قرآن کے جانوروں کو ایسا طرح دیکھا جاتا ہے  
کہ ہر طرح سے درست ہیں وائرس جسم کے قرآن دی جاتی  
ہے۔ نگاہی قرآن سے نہیں کوئی قائلہ نہیں ہوگا چنانچہ خیال  
تو ذہن سے نکل ہی رہا۔ میرا فرض ہے کہ قصیب ہر طرح کے اصول  
سے آگاہ کر دوں۔ جاتی عظیم! آقا کہیں ایسا دیکھو کہ کچھ حشر  
حق میں جس کی اپنی عظمت کو ہر طرح ایسا ہو سکی جائے تو  
یہ اس مظلوم منکر پر کیا اثر پڑے گا لیکن تم اپنے طور پر  
کر دو۔ کر دو۔“

”تو کیا یہ مشورہ ہے کہ مجھے پر سب کچھ نہیں کرنا چاہیے؟“  
 ”نہیں، تاکہ وہاں اتحاد مشورہ میں کیوں خود کش کوئی  
 مقصد ہی نہیں ہے جس کے بعد کیا تم بقیہ زندگی میں گزار دو گے؟“  
 ”نہیں، مجھے اس سے کام شروع کرنا چاہیے کہ زبردنگی سے  
 خدای کے بعد ہم ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو سکیں۔ میں یہاں  
 جس مقصد کے تحت داخل ہوا تھا۔ وہ اس سے زیادہ تو نہیں تھا۔  
 ملازمہ بستی تھے کہ زبردنگی کا عمل اس میں ہی ہو گا میں نے  
 اسی لیے اتنی شک و دو شک ہے کہ زبردنگی کو ہر قیمت پر وہاں سے  
 ہٹاؤں۔“

تو پھر خلیفہ کا عظیم آقا میں کرو۔ جو میرے سے تعلیم  
تقدیر میں تھے جو سستی لیکن ایک بات اچھی طرح ذہن نشین  
کر لیں۔ لنگوے کی ضرورت تھی جگہ جگہ میں آسکے گی۔ چنانچہ  
جب یہاں سے واپسی کا قصد کرو تو اس لنگوے کو ساتھ لیا۔  
پھر لانا ہم بھی خوش رو لیا مری گئے کہ پہلا تعلق ایک بہت جڑے  
مضمحلہ سے ہے۔

”اگر کو اس کی ہمدردی کے لیے غم نہ ہو تو عجیب بات

یہ طور پر کہہ دیا جاتا تھا کہ گوندل کی یہ جھینس قبیلہ کی ایسی دہلیز ہے  
 ناخبر۔ ہمارے کوئی اور دروازہ کھانا نہیں کھا جائے؟  
 "مگر تھوڑی دیر لگے گی جس قدر کہ قتل کا کوئی احترام ہے۔  
 حکیم آغا اور چمر ایک بار حضور سوسا کو کہیں، جس قدر تھوڑی دیر  
 کی مراد ہے، میں جانے والی قوم کو سمجھا دو یہ قتل نے قبیلہ  
 لگایا اور پورے۔"

”نکاح ہو گا بہ و طرفہ ہوتے ہیں پر دشمنوں کے  
جال میں پکڑ جاتے ہیں۔ میرا چننا باپ سے پہلی میں ہے اور  
تہی بہنوں کے کوئی رشتہ نہیں تھا تو باقی دشمنوں کو میں کا حامی  
میں لا سکتا ہوں۔“

”جب پھر ایک جہاد کا بیلا اس میں سرچنگ لگا دیا تو  
گوندل خان نے جہاد میں حصہ لے کر دلوں کو راسخ کیا۔  
تاہم شاہ ولی کے لیے وہ اپنے دل میں بڑے ہی جھجکا  
رکھا تھا۔ اس کے علاوہ شیر کوہ سے لائے جانے والے علم گیسوں  
کے ذریعہ تمام جہاد خانوں کے مشورہوں کے باوجود اس نے جو حکومت  
طویل ہوئی تھیں، وہ بھی چھٹا کاٹھ تھیں۔ اس کا سپہا شاہ ولی  
کے سر پر تھا۔ چنانچہ شاہ ولی کے سلطان میں کہیں سے بھی مخالفت  
نہیں ہوئی۔ جہاں کے سرداروں اور قبیلے کے سرداروں نے گوندل خان  
سے شاہ ولی اور زرنگہ کا انکسار جڑی سادگی سے کیا اور ایک

مسلطہ کا کردار اور نگاہِ غفلت کی حکایت یہ گہنی غفلت کا سینہِ فخر ہے۔ غفلت کا قیام ہی سیاہ گھوڑوں کی سربراہی میں ہے۔ اس کا راستہ کھٹکے انہیں مسلط کر دیتا تھا اور اب وہ علیٰ مطلق غفلت کی حکومت تھی۔ یہ غفلت کی زبردست کاسیائی تھی۔ یہ جب تک وہ گلاب خیل میں موجود تھا اس وقت تک اعلان نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ زرد نگاہ کا دشمن ہے۔ وہ ایک خوشہریر غیبت سے بھرا گھمبہ ہے۔ یہ پناہِ محبت کا اظہار کرتا تھا اور اب زرد نگاہ کی سرکھائی کی حدود تھی۔ غفلت گلاب خیل کے سردار کی حوصلے کے ایک گوشے ہی میں مقیم تھا اور اب ظاہر ہے زرد نگاہ کے مسلطہ میں اس

ہر کوئی داندی نہیں چلی سزا دیکھ کر میں سے لے جانے کے لیے گوند خان کی اجازت کا مسئلہ بھی دقت نظر سے غور سے اس نے طور پر کیا تو اس نے کہا کہ اسے چھپا کر اگر تم زنا ق جانے کی بات کرو اور گوندل سے پوچھ کر تم اپنے چور ہمارے جان روستوں سے حقائق کرنا چاہو تو جو زنا ق میں بھی تو وہ بیت سے اچھے بھگلو سے کچھ سکرے گا جو ظریف قصا سے لے کر لاشیں کی ہوں گے۔ بیزرہ چکندرا لکھن کا حوالہ



کے ساتھ نکل کر وہ اس کے ساتھ اس پر ڈیڑھ گھنٹہ پہلے  
نکلے تو نہیں چہ بھلا یہاں اور وہی کدو یہاں ایک کھڑے  
کھلا وہ اور کون اس کے ساتھ نہیں لگتا بھی تھا۔ ساتھ  
گلاب خیل سے باہر نہیں جانے کا جو تھا اس کا تاج کدو کے گلاب  
پر کسی نے فہم کر کے آئے گا۔ میرا خیال ہے عظیم آکا ابھی  
موجود ہے۔ عداوت ہے کہ گوئل سے نہ کہہ سکتا تھا۔  
یہ کیا ہے اور پھر تھرا برا واسے جھگڑا تو دل سے تو نہیں  
تھرا دی تو نہ تو نہ رنگہ ہی سے ہے۔ غفلت کے پہلوں  
پر مسکراہٹ لکھ گئی۔

اب تو میری کھوپڑی رستہ کے پیڑ پر کاٹنے لگی  
ہے۔ رنگہ ہے؟

ہاں عظیم آکا ایک بار دم فیک ہاں نے پہنچتی  
طرہ سے سوچنا تھا ایک بصر میں اس کا اگر سوچنے  
کا انداز ہی رہا تو پھر سوچ ہی سوچ جاتی رہ جائے گی کھولے  
کدو کی نہیں؟

غفلت نہیں چلا۔ پھر طور اس نے میری غصہ اپنے ذہن  
میں لکھ لیا اور اس سے بہتر کوئی بات نہیں تھی۔ بھلا  
گلاب خیل کے سردار کو اس بات پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔  
پتا نہیں نے سوچ جاتی رہ رنگہ ہے اس موضوع پر  
بات کی۔

گلاب خیل میں خاموشی کی زندگی گزارتے ہوئے تھیں  
کسی قسم کی آگاہی کا احساس نہیں ہوتا رنگہ؟

میں نے گلاب خیل کی گلیوں میں آٹھ گھنٹہ پہلے سے اس  
میں گھٹا ہٹ لگا لیا تھا۔ اور پھر شاہ دل جیسا دل دلا گیا  
شوہر ہے چاہے میری تمام اکھاڑیں شاید بستر بستر کے لیے  
فٹا ہو گئی ہیں کیا تم کسی قسم کی اچھی مری کر رہے ہو شاہ دل؟  
"نہیں گھر میں ہی تھا گلاب میں نے بڑاؤں پر تم نے کچھ  
تو تم سوچو گی کہ ان کی صداقت میں کھوٹ ہے یہی میری  
اپنی بھی رہی کیفیت ہے۔ ہم نہیں ہیں کہ خواب دیکھتے  
جہی میں تم جیسی ایک ٹوبہ حیز جی تھی پہاڑوں سے بہتے ہوئے  
بھرتے زمین پر کچھ سے ہوئے مزار اور ان کے درمیان  
ہم دونوں۔ نیسا سوچتا ہوں کہ دتے دار ہیں شروع ہونے  
سے قبل کیا ہم ان لمحات کا اشتہا کر جائیں؟ رنگہ نے  
جیت بھری مسکراہٹ کے ساتھ شوہر کو دیکھا اور کہنے لگی۔  
"مگر تم کہیں یہ دسیاوت کے لیے پہلنا چاہتے ہو تو بھلا

مجھے کیا اعتراض ہوگا اور رنگہ مسکراتے ہوئے بولی۔  
"میں صرف تو نہ دل خان کے بارے میں سوچ رہی تھی  
اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ کر وہاں ہی کا کدو ہو جاتا  
"بابا خان نے مجھے غم شاہ کی حیثیت دی تھی شاہ دل  
بہت تم کہیں غفلت جاتے ہو کہ اس نے مجھے جھگڑا کے  
لیے چھوڑ دیا تھا اور پھر پراختا کیا تھا وہ کسی طور ہمارے لئے  
نہیں کہنے کا؟

تو پھر تیار رہ کر روز رنگہ۔ ہم کدو وقت پہاڑوں میں  
میں گزار رہی تھی۔ غفلت کا تہ نہ تھی کہ یہ مرحلہ کی آسانی ہے  
لے پر جانے کا یہ کہہ سکتا ہو کہ اسے کوئی تجربہ نہیں تھا۔  
مردم میں اس سے قبل اس کی زندگی میں اتنی سی تھیں ایک اس  
حیثیت سے نہیں کہ اس کا احترام کیا جائے کسی سٹے پر اس سے  
رہنے غلب کی جائے ایک اور حقیقت میں تھی رنگہ اس کی  
قریب میں ایک شخص ہی حیثیت رکھتی تھی اور اس حیثیت کا  
بھی اسے کوئی تجربہ نہیں تھا۔ پھر طور اس نے سوچتے ہوئے بولی۔  
اسی بارے میں اطلاع دے دی تھی۔ لہذا اس نے نہ برا نہ اذیت  
میں کرانے پڑے کہ گیا۔

"عظیم آکا میری توقعات اس کے برخلاف تھیں۔  
لہذا تیار رہنے کی ہر سب کام تیار رہیں کتنی بھگتی  
گوئل خان کو بھی اس نے اس بارے میں اطلاع دے دی اور  
گوئل خان نے نیت خراہی سے کہا۔

"اگر تم اپنے ساتھ کہہ لو کہ کوئی سہا پتا ہے تو نہیں  
انہیں تھکاتے۔ جب تک ہی چلے پیش دارم سے گزراؤ  
"نہیں بابا خان ہم دونوں تیار ہی جا چکے ہیں۔ آپ  
شاہ دل کے بارے میں بھی طرح جانتے ہیں اور رنگہ پھر  
کفر شاہ نہیں ہے یہی حکم شاہ وہ چلے گا۔ گوئل خان  
بھنے گا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جی اب ہم صرف رنگہ پر ہوا کہ بھی نہیں۔ تیار ہیں  
کتنے ہونے کے بعد وہ گھوڑے پہاڑوں کی جانب چل پڑے  
ان میں سے ایک پر غفلت سوار تھا اور دوسرے پر رنگہ۔  
قالہ غفلت کی کوٹھن تھی کہ گھوڑا اس نے اپنی سولی  
کے لیے حاصل کیا تھا اس کا رنگ کھن خور پر سفید تھا اور  
جس گھوڑے پر رنگہ سوار تھی اس کا رنگ سیاہ تھا لیکن  
کے آخری حصے سے ایک گھوڑا اور ساتھ شریک ہوا اس کا رنگ  
دسیا تھا۔ عظیم اس کی چابیت میں غفلت نے غور ہی تیار کر

کی تھی کتاب رنگوں کے اس ہتھیار میں غفلت کی کوئی حوصلہ  
خال تھی۔ ستر کے انکشافات نہایت معقول نماز میں کہہ گئے  
تھے۔ رنگہ نے غلب سے خبر کو آتے دیکھا تو کھٹک کر جس  
پڑی تھی۔  
"یہ تیس سال پہلے جا رہا ہے؟ اس نے مسکراتے ہوئے  
غفلت سے سوال کیا۔

"یہ تو کدو جیسے دلا ہے آئے دو غفلت میں  
بہن کر بولا اور اس کے بعد انہوں نے گھوڑوں کو ابڑ لگاتے

ہاتھ پھینک دیے بھی نہیں تھے۔ یہاں دال نے اسے چھپانے  
کی کوشش کی تھی۔ بستی والوں کو ایک خوش گوار تیرلی  
کا احساس ہوا تھا۔ گویا یہ سب پڑ انصاف قدم تھا۔ راول کی جانب  
سے اٹھا گیا تھا۔ غلو و غلو کی بیٹی فریاد کرنا شروع کر دال کے  
تاج میں دیا گیا تھا لیکن اس کے بعد اس کی حیثیت بدل گئی  
غتم کر دی گئی تھی۔ کسی میں اتنی بہت نہیں تھی کہ وہ اس سٹے  
میں کوئی احتجاج کرے لیکن سب بستی والوں کو یہ بات معلوم  
ہوئی کہ راول نے غم خاد کو پٹائی پر چلے دے دی ہے اور  
اسے وہ تمام آسائشیں فراہم کر دی ہیں جو سردار کی پوری کو  
میں پرستگتی ہیں۔ لہذا رنگہ اس بات سے غول ہونے  
تھے۔ لیکن وہ جن کے لیے ایک دو راجہ سا حاد تھا۔ شہد  
رہ گئے تھے اور رنگہ پھر جو زیارتی کے کھلا وہ اور کدو  
سکتا تھا جو زیارتی نے جب پہلی بار یہ پڑی تو ایک لے کے  
لے اس کا پورا وجود میں ہو کر رہ گیا تھا اسے یہ نہیں آتا  
تھا کہ راول جیسے کوئی قدم اس کی مرضی کے بغیر اٹھا سکتا ہے۔  
اس نے غصے تمام خود کو سمجھا لیا تھا۔ کیا کیا غیبات اس کے  
ذہن میں اتر کر رہ گئے تھے۔ راول کی یہ غفلت بہت سے  
خوشگ احساسات کی نشاندہی کرتی تھی جن کے ہاں وہیں  
کو کدو جانتا کہ کدو پر غلط طاری ہو رہا تھا وہ اپنے  
کہے میں بند ہو کر بیٹھ گئی۔ سوچنے کا وقت تھا اسے اس  
ہو گیا تھا کہ اس پر فراوت آگیا ہے۔ یقیناً بہت برا وقت  
اور اس بڑے وقت کی بنیاد اس وقت پڑی تھی جب اس  
نے غفلت کے قتل کا منصوبہ بنا یا تھا۔ زمین بہت دور تک  
جا رہا تھا۔ غامض کھلی گئی۔ اور راول نے جو زیارتی کے  
افلاس پر غم کو اس کو نہا سے نکال دیا۔ جو زیارتی کا انتقام  
پورا تھا۔ اس کے بعد زائد غفلت کی پوری اور لڑکیوں کو

خود کھلی کر پڑی۔ یہ بھی جو زیارتی کا انتقام تھا اس نے  
میدان صاف کر لیا تھا۔ اسے پہلے پھر اس کے عزیز آگے لے  
جو زیارتی نے سٹے ٹھیک کر کے بنیاد ڈال دی غفلت نے ٹھیک کر  
کے لئے پھر دیکھ کر سونے اور سونے کے سٹے کو یہ غلط  
کر لیا ہوتا تھا۔ پھر مورچہ حال چل دیا۔ آ۔ راول کے بارے  
میں وہ بھی طرح جانتی تھی کہ راول اس کے کھلا وہ اور کسی کو  
نہیں چاہتا اور اس کے لا تعداد غم جو زیارتی کے پاس  
موجود تھے۔ لیکن غفلت بھی پھر دوران لوگوں کی زندگی میں ایک  
ناپس مقام رکھتا تھا۔ راول نے ایک باپ ہی طرح اسے  
پر دال کیا تھا۔ گو اس کے یہی فطرت تھا۔ یہی فطرت ہے جتنا  
اچھی جذبوں کے تحت غفلت کو اس کی اصل شخصیت سے جتنا  
کہ ایک غلو در نہ بنا دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس  
غلو در نہ سے راول کو غور ہی بہت محبت ضرور ہو گی  
جو زیارتی کر انہیں پونے لگا کر اس نے داقی جلد بازی سے  
کام لیا حالات اس کے بعد سے ہی گزرا شروع ہو گئے  
تھے۔ دور دسیا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ خر گھوڑوں کا سہا  
جب تھا۔ ان سب پر جو زیارتی کو کھن خور پراختا تھا۔  
یاس کے اپنے عزیز بقا کا رعب ہی تھے۔ یہ طرح سے غفلت  
کرنے والے ہوئے اور جیل کی سوت کو کھپا لے گی۔ وجہ صرف  
یہی تھی کہ ان لوگوں کا راول یہاں سے کھٹکھا۔ لیکن جب  
بھی کسی جو زیارتی اس بارے میں سوال کرتے تھے تو زیارتی کا  
سدا کرنا پڑتا۔ شاید یہ اس سے بہت بڑی غلطی ہوئی  
تھی۔ سول اور جیل کی سوت کو کوئی اور رنگ دیا جاسکتا  
تھا۔ وہ غفلت کے ہاتھوں میں جا چکی تھیں۔ کوئی ایسی صورت  
حال سامنے لانی جاتی۔ جس سے یہاں ہر ہوتا کہ کسی اور...  
حاصل نے کا کدو ہوئی تھی۔ کم از کم وہ جیل تو نہ ہو سکتا  
تو صورت حال یہی بدل گئی تھی اور ان کو دیکھنے کی تمام  
کوششیں ناکام ہو گئی تھیں لیکن ان کے ہانے کے بعد  
سے نہانے کیوں اسے اپنے دم غفلت کا احساس ہونے لگا  
تھا۔ اور سراسر نے شہد جب بات سے مطلوب ہو کر جو  
القا راول کے ساتھ ادا کر دینے تھے انہوں نے فرمانبر  
سے جو زیارتی کو چھوٹ کر کہہ دیا تھا کہ راول ان انکشافات  
نوش سے لیتا یا ان پر غور کرتا تو نہ جانے کیا ہو جاتا جو زیارتی  
کئی دن تک اسے غم کا شکار رہی تھی لیکن جب راول  
کی طرف سے کسی رد عمل کا اظہار نہ ہوا تو اسے کسی قدر طبعاً



ہوا اور اس نے ہی سوچا کہ مادل نے ان سے ملاقات کر لی تھی  
 تو میری نہیں دی سوچیں اب مادل کی جانب سے کیا جانے  
 والے اس اقدام کے بعد میں باغیچہ علی تو اس کے فرائض  
 نام دوسرے پر سے اٹھ کر آئے مادل بھی کسی حالت میں جہاں  
 دکن ہل کر گئی اسے اس کے کندھی میں دھرتی اس کی ہاتھ پر لگا  
 سوال پیدا ہوتا تھا کہ اب کیا ہو گا۔ فریاد کیا اس نے اپنے  
 مشقہ کی تکمیل دھونے پر مدد کر دیا تھا اور مادل سے نکال  
 کر ایک شے کو ایک کدو کا قلم میں اس کے لیے چھین کر کوئی  
 بہادار تھا۔ جو زلفانی صورت بھی تھی۔ ہر چہ ایک مشقہ کے  
 لیے اس نے خود ہی فریاد دکر مادل کی زندگی میں شامل کرنے  
 کی پیکر کی تھی لیکن مشقہ کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی اور  
 جو زلفانی کوئی لکھا کہ کائنات کے قلم جو مادل کے اس  
 کے ہاتھ کسی لاد کے ساتھ لڑے تھے مگر اب اس میں  
 جو زلفانی کے دل میں فریاد سے فریاد کا باعث بنا تھا ایک  
 مشقہ کے تحت اس نے فریاد کی زندگی پر قرار دینے دی  
 تھی لیکن یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک وقت پس آئے  
 گا جب اس کے نام منصوبہ اس کے مختلف ہند کی نظر کرے  
 ہوں گے۔ وہی دل تھا اگر فریاد کیا جاتا تو مادل کے ہاتھ  
 پہاڑوں کی جڑ پٹائی کا اور قلم بھی کہہ۔ ہر چہ کہ مادل کے  
 زبانی فریاد کی ہند کی کہہ تھا تھا جو زلفانی نے چاہا تھا۔  
 لیکن زلفانی مادل ہی تھا اور اسے اگر جو زلفانی زندہ تھی تو  
 صرف مادل کی وجہ سے مادل کا لکھنا شلہ ہو جاتا تو  
 پہاڑوں کے باشندے جی جی جو زلفانی کے ہند کی تکملہ  
 لکھ کر چکے تھے۔ کیونکہ جو زلفانی ہاتھ ابھی طرح جانتی  
 تھی کہ تمام تعلات کے باوجود وہ اسے پسند نہیں کرتے  
 اس فریاد کے مروجہ حال کا متاثر کرنے کے لیے کوئی اور  
 جذباتی رومل مناسب نہیں۔ سوچا ہو گا۔ بہت جگہ ان میں  
 ہر سوچا ہو گا۔ مادل پر جو زلفانی نے اس کی  
 جرم پر دیکھ سے قاتلہ آٹھا اور تباہی خانے تک  
 سوچتی تھی۔ دل میں جن کے طرف سے ہوا آٹھ جگہ۔  
 سوچتی تھی کہ وہ تمام مشقہ کا کام ہوتے نظر آئے ہیں  
 جو کہ ترتیب اس نے کی تھی لیکن اب اپنی زندگی کے قاتل  
 بھی دیکھتے تھے کہ مادل کی طرح بے گھر۔ ہاتھ صرف یہ  
 پہاڑوں میں اس کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی لیکن زندگی  
 بھی اقدار ہو چکے گی اور جو زلفانی کہ از کم یہ سب کچھ نہیں

[illegible]

فرخاد آج باقرتے ہو مگلی مادل باپنی بیویوں پیشوں  
کی پیدوش کرے گا۔ میرا کیا ہوگا! میرے پاس کیا رہا باقی  
تو نے میری کو کھانا ڈال کر تو نے مجھے ہاتھ کے دکھام کیا  
کنگز میں میری لاش تک کو قبر سے نکال کر ملے ڈالیں تو میں مجھے  
ٹکیں نہیں ملے گی کاغذ نہیں کوئی اور انتقام لے سکتی کہیں  
... کابل۔۔۔ لیکن انتقام انتقام تو میں نے کتنے دنوں پر سے بڑا کر  
ہے مادل مانی سے سب سے انتقام لیا جاسکتا ہے۔ تم  
قابلہ فرمتے ہو۔ دیکھو ایک ملے جو دنیا میں ہی تم سب کی موت  
کا باعث بن چکی۔

وہ ایک بار پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی کیفیت پاگلوں جیسی ہو رہی تھی وہ درنگ کر رہی تھی ایک سرے سے دوسرے ملک پہنچی تھی اور پھر دھیرے دھیرے اس کا چہرہ بدل رہا تھا گید فلک باد کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اب اس کے اندام میں وہ بے چارہ جی رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لباس تبدیل کیا۔ ہال وچرہ سناٹا سا اور چہرہ گل آئی۔ ایک خادم سے اس نے راول کے پاس میں پوچھا۔

سرورِ لہائی حویلی میں جس وعلام نے جواب دیا۔  
 کہ: "جنگِ سب سے جب آجیں تو مجھ اطلاع دیتے ہیں  
 شکبا اور ایک بار پھر وہ اپنے کمرے میں جا بیٹھی بابا اس  
 کے ذہن میں وہ لوگ آ رہے تھے۔ جو اس کے لیے کار آمد ہو  
 سکتے تھے۔ اپنے جس منصوبے پر اس کا ذہن لگا تھا وہ اس  
 کے سامنے میں پھر طرح خود کر لیا جا رہی تھی مگر گھنٹہ بھر  
 طرح گزر گئے اور اس کے بعد اس نے چند کام منقلب کر  
 لیے جن سے وہ ہاتھ مار سکتی تھی۔ ان میں سے ایک حضرت علی  
 تھا ایک دولت مند شخص جو راول سے بغیر رہتا تھا۔  
 اس کا خیال اس نے کئی مرتب کیا تھا لیکن وہ حق لوگوں میں  
 سے تھا۔ جو شہر کوہ میں با عزت اور با اثر تھے۔ چنانچہ راول  
 نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ لیکن اس پر  
 نگاہ رکھنے کے لیے اس نے چند آدمی مزدور مقرر کیے تھے۔ مگر  
 بد رخصان تھا۔ لڑاکا اور ناخوش اس نے بھی کئی معاملات میں  
 راول کی مخالفت کی تھی اور جو زیانی اس کے خلاف سے پہنچا اُسے  
 سرزد نفل کی تھی۔ گو اس کے بعد اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔  
 لیکن بہر طور حالات ایسے ہو گئے تھے کہ جو زیانی اُسے اپنی  
 حرمت میں شامل کر سکتی تھی۔ فی الحال وہ دو نام ہیں اس کے

اس وقت اور دو جان سے رہا جو اس نے کھڑے ہو کر  
 یہی قہر نہ دہر نہی گزری تھی کہ اس ملام نے مجھ کو  
 نے راول کے خط میں چاہتا کہ دی قہر۔ دیکھو کہ  
 آنے کی جائزہ لیں کہ اس سے ہوتا اگر راول جو گہری ہو  
 ہے اور کہ اگر اس سے کھڑے رہا ہے۔ جو راجہ نے اس وقت  
 وہاں ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 وقت پر کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 کا اندوہ ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 میں اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 خط میں ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 کے لیے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 ہونے اس کا ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے  
 اٹھتے۔ جو راجہ کہ اس نے ہوتا ہے کہ اس نے ہوتا ہے۔

”کچھ غلطیوں نے میری موت کو کچھ دیر سے پہلے  
 مار کر لیا تھا۔ مگر میں نے اپنے دل میں یہ باتیں  
 اصرار سے سمجھ کر رکھی تھیں کہ وہ میری زندگی کو بچا رہا ہے  
 آج کل میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی کو بچا رہا ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے  
 میرے پاس رکھا ہے اور میں اس سے لیتا ہوں۔“

• راول خانی شیر کو کھاس دلوں چارو جوڑ چاناس کی لوانی  
خوام بگرنالوں نے جوڑ چاناس کو اپنی زندگی میں جی کے ملاوہ  
کوئی اور مقام دیا ہے تو یہ دم جوڑ چاناس کی خوشی جتنی جاس  
کاحن تو نہیں جتنا چاناس بلکہ کوئی قدم اپنی مرضی سے اٹھاتا ہے  
تو جوڑ چاناس کو اس پر اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے؟  
راول کے مذہب کو پھر ایک جھٹکا لگا دیا جائے یہ نہیں  
تھی کہ جوڑ چاناس کی طرح اپنے ایمان سے کھلا کر رہے گی۔

اگر یہ فیصلہ تصادم سے نہیں ہوتا تھا جو ہر فیصلہ اور توہم سے فیصلہ کے ساتھ اتنا حسد سے لکھا گیا کہ اس سے اس طرح ایک دیکھنے سے گھر میں کھڑا لگا دیا، اور اس کی خبر میری کیوں ہو گی؟ مادل کی کسی باتیں کر رہے ہو، جو دیکھنا انہی اچھی سے کوئی دیکھنا کام کر سکتی ہے، جو مادل کے مزاج کے خلاف ہے۔ شاید بہت سی باتیں تصادم سے ہی سے ہو سکتیں، درجہ سے شادی اس لیے کہ گئی تھی کہ یہ کہ مستقبل کا سہارا مل جائے اور یہ مادل ہی کی جرح یعنی کہ اگر مادل کسی بیٹے کا بھروسہ تو



اس کے بعد اسے ختم کر دیا جانے لگا وہ بیٹا جو زینا کی غول  
میں پرورش پا سدا اور جو زینا ہی اس کی سب سے بڑی غول  
تھے بچہ بعد کیسے تھے وہ بچہ کی پرورش دیا اور اس کے بعد جو زینا  
ہی کی جو زینا ہی کی زندگی دل ہا لے۔ جب کہ مادل کا دل  
اس سے بہت بڑھ گیا تھا۔ مادل کا خفقہ سب سے بڑھ گیا  
صرف جو زینا سے قطع شوق کر لیا لیکن یہ بھی مادل کی مرضی کے  
مطابق کیا گیا۔ لیکن مادل کی مرضی کا جواز کا بغیر جو زینا  
کو کوئی اور نظام نہ دیتی۔ کچھ جاب و داس میں یہ کیا تصور تھا؟  
مادل کے پاس میں مادل کا کوئی جواب نہیں تھا جو زینا ہی کی  
تو کہیں ہی تھی لیکن جو زینا ہی کیس نے جو زینا ہی کی مرضی میں  
واپس ہاتھ دے کر سر سے سنا سنا کر لیا۔ اس کے دل میں  
مادل کے خلاف کوئی بغض نہیں ہے۔ اس نے سنا سنا ہی لگا  
ہے جو زینا ہی کو دیکھا۔ جو زینا ہی کی بیٹھائی روغن تھی اور  
بہرہ ویر کون۔ تپ دہ آہستہ سے بڑا۔

"میری ملاقات سب سے پہلی شہب چراغ ہے  
ہوئی اور میرے دل میں اس کے لیے پیا جاکا تھا۔ جب  
میں نے جو زینا کے پاس میں پرچھا اور پھر اس سے ملا بہت  
کسی نہ کسی کی زندگی گزر رہی تھی ماس کا کیا تصور اس نے  
کسی بچہ کو جنم نہیں دیا۔ سب کچھ اپنے بس کی ہمت میں ہے۔  
میں نے سوچا اور فیصلہ کیا کہ جو زینا کو جو زینا ہی میں لگا کر آباد کروں  
کہ اگر کم میری بیٹھائی تو زندگی کسی ایسے مٹا ب کا شکار د  
دیکھو جو ان پر نازل ہیں پھر پناہ چاہیے تھا۔"

"تھامانہ سب سے پہلی مٹا ب سے مادل پر اور میں  
غول پہل کر تم نے جو زینا کو کو بک عزت کا مقام دیا۔ وہ جو کچھ  
بھی ہے یا بیماری جو اس سے تو خاصہ پروری نہیں ہوئی۔ میں  
بھی اس کے پاس میں بہت قہور سمیٹ کر رہی ہوں۔ میرا کام تو تھا وہ  
تھامانہ سے ملتا ہے۔ کبھی غول کر لیں۔ بات مست سوچنا کہ  
جو زینا کی آمد میرے لیے کسی فائدہ کا باعث بنے گی۔ میں تم  
سے ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہوں۔"

مادل کا کہیں بچھٹنے لگا۔ جو زینا ہی کے انکار اور روئے  
نے اس کے دل کے بہت سے پہلو بٹھا دیے تھے۔ سو اس کے  
انتظار میں نہیں بٹول سکتا تھا لیکن وہ کسی شہد پر تہ عمل کا  
انہر بپا تھا۔ مادل کی مرضی سے جانے کے بعد مناسب نہیں تھا  
جو زینا ہی پر مادل کی ساتھی رہی تھی۔ غول کی دیکھ بھال  
اس کے لیے۔

"خیر کوئی مقام ملا چکا ہے جو زینا ہی پر سرور ملے گا  
کو کھٹے مگر تم غول سے اسے ہڑائی غول میں قبول کرتی ہو تو  
پھر اس کی ذمہ داریں بھی تم پر عائد ہوتی ہیں۔"

"اٹھو میں دیکھو راول میں جیسا ہی اس ہا بیت ہے۔ ہر  
پورا میں کر دے گی۔ جو زینا ہی کے کیا اور مادل خاصہ پروری کر گیا۔  
دلہاس نے رات کی تنہائی میں جو زینا ہی کے دلہے کے پاس  
میں سوچا تھا اور دل ہی دل میں فرمنا ہوا تھا کہ اس نے اس  
مٹا ب کو کوئی اور نظام نہیں دیا تھا جو زینا ہی کو بھی اس  
سطح میں کوئی اور نظام نہیں تھا بلکہ ابتدا میں بھی جب مادل  
کی زندگی میں آئی تھی تو جو زینا ہی نے جو زینا ہی کے ساتھ بہت اچھا  
سلوک کیا تھا۔ اور یہ مادل ہی کی ہر بات تھی کہ جو زینا کو اب  
کوئی مقام دیا جائے۔ یہ ہر مادل کی حالت میں جو زینا ہی کی  
کچھ حالتوں کو بھی برداشت کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس کے  
دل کی کھنکھار نہ دھل گئی۔ لیکن وہ بھی کام جو زینا ہی تھا۔  
اتنی آسانی سے شکست ماننے کی عادی نہیں تھی ماس کا بیٹھائی  
ذہن کھٹکے مٹا ب پر تھا اور وہ دوسرے ہی مٹا ب پر  
ساز و سامان کے ساتھ پائی غول پہنچ گئی ماس وقت جب  
جرگے کا اجلاس ہو رہا تھا اور راول میں جرگے میں موجود تھا  
جو زینا ہی نے جب جو زینا ہی کو دیکھا تو اس کا چہرہ بڑھنے لگا  
مانند سید ہو گیا۔ اب تک وہ کسی غول کا شکار نہیں تھی۔ مگر  
جو زینا ہی سے برداشت نہیں کرے گی اور جیتنا کوئی ایسی  
کارروائی کرے گی جو اس کے لیے جانی بیروا ثابت ہو لیکن جب  
جو زینا ہی کے چہرے کو اس سے ملے گی تو جو زینا کو بھی اتنی ہی  
جرات ہوئی جتنی کہ مادل کو ہوئی تھی۔

تھامانہ واپس کو میری بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی  
تھی جو زینا۔ جو سکتا ہے جو زینا میں ایسی عورتیں کہ ہوں جو اپنی  
سو کن کو برداشت کر لیں لیکن میرے دل میں مادل کا کیا ہے  
اور تھامانہ مادل سے ہے چنانچہ انہوں نے ہر دوسری قسم سے  
میں مادل کے ساتھ پیار کر لیا۔ ہوں۔ جب بھی کسی کے کی ضرورت  
ہو مادل خانہ سے کہیں کی ضرورت نہیں۔ اس کے کسی خادم کو میرے  
پاس بھیج دیتا تھا۔ ضرورت پروری ہو جائے گی۔

"خام جو زینا ہی۔ میں تو اس وقت بھی خدا کے حضور نظر گزار  
تھی۔ جب اس مٹا ب کی زندگی تمام دوروں کے بغیر رہے ہو تھی  
اور آج بھی اس کے حضور رہے ہو۔ میں اس نے مجھ سے ملنے  
کا موقع دیا۔ کچھ اپنے آپ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے خام جو زینا ہی میں

یہ بچہ میری زندگی کا مٹا ب نہیں ہا تھی مادل کی ہر عزت طرح  
سے پہلو پرچیں اور اپنے آپ کے عزیز سا زندگی کے وہ  
مراحل طے کریں جو انسانی غولوں میں ملتا ہے۔

"تھامانہ میں نے اپنے لیے جو زینا ہی کی ہر باتوں  
میں ہم اچھے طور پر کو کھینچ کر رکھے۔ جگہ اس کی میں ہم  
انہیں مل کر رکھے۔ جو زینا ہی کے ساتھ مادل کی مرضی تھی۔ جو زینا ہی نے  
تینوں باتوں کو بھی دیکھا تھا اور اس کے بعد وہیں سے رہے  
ہو گئی۔ وہ ہا تھی تھی کہ جو زینا ہی کو اس کی ہر بات سے  
پتہ چلے گا کہ مادل کی ہر بات میں اس کے لیے ہے۔ مادل نے  
مادل سے کسی قسم کا اختلاف ابھی نہیں تھا اور وہ سب  
سے پہلو مادل کو برداشت کر رہا تھا۔ جو کام بھی ہو سکتا تھا۔  
مادل کے بعد اس کی ہر بات سے تھامانہ بھی اس کے لیے کچھ کھاتا  
تھانے نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے مادل کو آزاد چھوڑ دیا۔ مادل  
اب کوئی مٹا ب نہیں تھا۔ مادل کی مرضی تھا تھا مٹا ب کی مرضی  
تھانے کے ساتھ وہ ہر مٹا ب تھا۔ جو زینا ہی میں دن میں  
ایک بار ضرورت سے ملتا ہے کہ مٹا ب کی مرضی اس کے  
ساتھ ہی ساتھ اس نے کہ مٹا ب کا رشتہ مٹا ب کا آواز بھی کر دیا  
تھا۔ سب کچھ ایک منظر ہے کے مطابق تھا تھا جو زینا ہی کی  
کے لیے تھا۔ تھامانہ واپس کو میری بھی کبھی جو زینا ہی میں ہا تھی  
تھی جو اس کے لیے تھا۔ مٹا ب کی مرضی کے باوجود بھی نہیں دیکھے  
تھے۔ جس مٹا ب کی مرضی سے بڑی تھی۔ مٹا ب کی زندگی کے  
لغات کو زینا ہی کے لیے تھا۔ مٹا ب کی مرضی سے وہ سب کچھ کا  
اجلاس ہو رہا تھا۔ خام جو زینا ہی کی مرضی اس اجلاس میں بھی  
دل میں اس کا مستقبل کیا گیا تھا۔

"میں اس وقت خام جو زینا ہی کی حیثیت سے نہیں بلکہ  
خیر کوہ کے لوگوں کے ساتھ زندگی کی حیثیت سے رہا ہوں۔  
سرور مادل خانہ کے چہرہ پر مادل کے ساتھ مٹا ب کی مرضی  
ہوں گا مادل ان دنوں جو زینا ہی کی طرف سے ہے۔ مٹا ب  
رہتا تھا۔ ہر طور جو زینا ہی کو سمجھتا تھا۔ ہر مٹا ب جو زینا ہی  
نے جو زینا ہی کے لیے کسی شہد پر تہ عمل کا اہتمام کیا  
تھا۔ لیکن یہ بات مادل کے حلق سے بچے تو نہیں آتی تھی  
کہ جو زینا ہی اتنی آسانی سے اپنے منصب میں شرکت قبول  
کر لے گی اس نے گہری نگاہوں سے جو زینا ہی کو دیکھا اور  
پھر جو زینا ہی نے کہا۔  
"میں یہاں پہنچا ہوں۔ کوئی لیکن مجھ سے کسی ایک ایک

دن سے ہے۔ جنت ہے۔ میں خیر کوہ کے سپہ سالاروں کو اپنی  
اوقات کی یاد دلاتی ہوں اور سب کچھ میرے لیے  
ضروری بھی تھا۔ کہ مٹا ب سرور کی ہر بات میں نہیں  
خیر کوہ کو زینا ہی کی جنت بتانے کے لیے جو کچھ کھاتا تھا اس کے  
پہلو سے آہستہ آہستہ اس کے ساتھ ساتھ کھاتا تھا۔ مٹا ب کی مرضی  
کے کسی بھی مٹا ب کو کھاتا تھا۔ مٹا ب کی مرضی سے  
کی نالائقی کی کڑی ہوں جیسا کہ ضرورت کے ساتھ کھاتا تھا۔  
اور وہاں کے لوگ خیر کوہ کے لوگ بھی مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی  
کے ہر مٹا ب کو کوئی خیر کوہ کی مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی  
جانتے مٹا ب کو کوئی مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی زندگی کے  
کا موقع دیا تھا۔ تمام لوگوں نے مٹا ب کی مرضی سے  
جو زینا ہی کو دیکھا تھا۔ مادل نے مٹا ب کی مرضی سے کھاتا تھا۔

"خام جو زینا ہی آپ صاحب اختیار ہیں۔ سرور مادل  
خانہ میں ان باتوں میں آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ جو خیر کوہ  
کی مرضی کے لیے ہوں گی۔  
"تو پھر میں اپنے آپ کو ان باتوں میں مصروف کر دیتی  
ہوں مادل خانہ آپ کی ہدایت سے۔"

"خیر کوہ کے خزانے سے تھامانہ کی ضرورت ہے۔ مٹا ب کی مرضی  
ہا تھی کہ جو زینا ہی نے مادل نے جواب دیا اور جو زینا ہی کی  
اداکارہ کے واپس پٹھانہ۔ لوگ جو زینا ہی کی باتوں سے  
مٹا ب کی مرضی سے۔ با عہد ہیں۔ مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی  
نے دوسرے ہی دن سے مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
لیا اور خیر کوہ کے لیے مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
میں ضرورت ہے۔ مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی نے مٹا ب کی مرضی سے  
کے ساتھ مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
ہا تھی اس نے مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
جو زینا ہی نے خیر کوہ کی ترتیب مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
لی تھیں اور اس طرح اسے خیر کوہ کے لوگوں کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
کا موقع بھی ملا تھا۔ جب کہ اس سے قبل وہ بیٹھان سے  
دور رہی تھی۔ مادل میں بھی مٹا ب تھا اور اب اس کے  
دل میں جو زینا ہی کے لیے کوئی ایسی مٹا ب بات نہ تھی تھی پھر  
ایک دن جو زینا ہی نے مادل سے کہا۔

"مادل خانہ میں مٹا ب کی مرضی سے جو زینا ہی کی مرضی سے  
میں اپنے آپ کو پوری طرح ختم کر لیا ہے اور وہ تمام







جواس کی اپنی حکمت تھا اور وہ اس مملکت پر اپنی  
دانت میں کھنکھرائی کر رہی تھی۔ زرنگہ سوچتی تھی  
کہ شاہ دل بلاشبہ میدان جنگ کا شہسوار بھی ہے اور  
میدان محبت کا قابل اعتماد ساتھی بھی۔ جو کوئی خراباش  
نہیں نکالتا۔ وہ اس کی معیت میں صرف عورت بن گئی  
تھی اور اپنی فطرت کے خلاف اپنی تمام تر سوانحیت  
کے ساتھ منظر عام پر آگئی تھی۔ جب کہ خرم شاہ کی حیثیت  
بے شک بہادر اور جلیوہا ہی رہی تھی لیکن اس وقت  
اسے دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی بہتازک  
انگلیوں میں کس طرح کو لیاں چلائی ہیں اور اپنے قہر قابل کے  
لے اس کے دل میں رم کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہے۔  
اس سحر کے تین پہنے کٹ گئے اور ایک ایسی جگہ پہنچا  
جہاں سے مختلف سمتوں کو گزرتی ہیں نکلتی تھیں فطرت نے  
زرننگہ کی جانب بڑھنے کی بجائے پیازوں کے ایک دوسرے  
دوسے کی جانب خرم شاہ نے زرننگہ کو دیکھ کر دیکھ کر  
"کیوں شاہ دل بکا ابھی زرننگہ جاکے کارا رہے ہیں؟"  
نہیں! فطرت عیاری سے سکرانے ہوئے بولتی ہے  
پہنچنے کے بعد مجھے رسم و رواج اور زندگی کی وہی قیود  
میں آکر جانا پڑے گا اور پھر بھی میں تباہی کے وہ دھنسل  
لمحات دوسرے سکون کا جو بھی وہاں میں پیازوں میں حاصل  
ہیں چنانچہ ہم کیوں فطرت کی آرزو پوری کر لیں اور اس  
کے بعد زرننگہ کا رخ کر لیں؟

زرننگہ مسکرا دی۔ اس بات سے تو اسے بھی ہنستا  
نہیں تھا۔ وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ کوئی بھی اس کے فطرت  
میں دخل نہ دے۔ فطرت خان کا رخ اسی جانب تھا جہاں وہ  
اپنے ساتھیوں کو چھوڑ آیا تھا اور اب وہ کامیابی اور  
کامیابی کے ساتھ ان کے درمیان پہنچ جانے کا خواہشمند  
تھا جو مقصد دل میں نے کرکٹ بیل کی جانب بڑھا تھا۔  
اس کی تکمیل ہو چکی تھی اور خرم شاہ کی آغ بھی اس کے  
پرکھاب تھی۔ یہی زرننگہ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی  
کہ یہ سزا سے کہاں لے جا رہا ہے۔ وہ تو اس کی فکر پر قدم  
بڑھاتی پہلی جا رہی تھی جو شاہ دل اپنے ہیروں سے کہنے رہا  
تھا۔ اس نے یہ سوچنا بھی چھوڑ دیا تھا کہ اب اس کی منزل  
نہیں اور ہے۔ اب تو جو کچھ بھی تھا شاہ دل تھا اور اس  
کا شاہ دل میں سمت جا رہا تھا وہی اس کی منزل تھی جو پہلے

چہرہ آواز چہرہ شاہ دل کا نہیں تھا۔ یہ اس کا شہل  
تھی تھا لیکن اتنا اجنبی... اتنا اجنبی کہ اس کے بعد اجنبی  
ہونے کا تصور ہی غم جو جانے۔ اسے اپنا پورا وجود وہ  
ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ شاہ دل اسے دیکھ کر سکرانے لگا تھا۔  
اسے ان لوگوں کی ذرہ برابر پرانا نہیں تھی جو پیازوں کی  
بندھاؤں سے کرتے ہوئے ان کی جانب آ رہے تھے پھر  
ان کی آن میں انھوں نے ان کے گرد گھیر ڈال لیا۔ وہ  
ان کی طرف اشارہ کر کے فطرت زرننگہ ہا کے نعرے  
لگا رہے تھے۔

زرننگہ کا پورا وجود دھینکا گل رہا تھا فطرت  
شاہ دل شاہ دل فطرت خان۔ یہ کیا امر ہے۔ یہ کیا  
ہے! ایک بار اس کی بالوں نگاہیں نیچور کی جانب  
اٹھیں لیکن نیچور بھی ان لوگوں کی مانند سکرانے لگا تھا۔  
گو یوں محسوس ہوتا ہے خوفناک ڈاکوؤں کے اس  
گروہ میں وہ بالکل تنہا ہو اب تک فطرت پر احتیاج کا جو  
بہاؤ قائم تھا وہ دلکش ہی خوفناک ہو کر اہٹ کے ساتھ  
زیریں بوس ہونے لگا اور اسے جو شکل نظر آتی وہ وحشت  
شاہ دل کی نہیں فطرت ہی کی تھی۔ آہ محبت کی نگاہوں  
نے کبھی اس کے سر و دخل پر خود کرنے کا سوچ نہیں دیا  
تھا کہ وہ بھی اس کی شائستگی کیوں ہے! جب فطرت کی  
اپنی اصل شکل واپس آئی تب بھی اس نے اس پر زور  
نہیں کیا لیکن اس وقت جب اس کے ساتھی اس کے  
نام کے نعرے لگاتے ہوئے اس کے گرد گھومتے تو  
اچانک زرننگہ کو احساس ہوا کہ وہ فطرت ہی ہے۔ اس  
کا بدترین دشمن شیر کوہ کا زرننگہ ایک خوفناک ڈاکو  
فطرت۔ اب اس نے فطرت کو پہچان لیا تھا اور اسے  
پہچاننے کے بعد اس کی ذہنی کیفیت پر کچھ ہوتی تھی وہ  
خود ہی جانتی تھی۔ اتفاقاً اسے بیان نہیں کر سکتے۔ تو کوئی  
شرم اور دوسرے لوگ دیوانہ وار اس پر شہرہ ہو

رہے تھے۔ فطرت کو انھوں نے گھوڑے سے اٹھا کر  
اپنے شانوں پر بٹھالیا تھا۔ تب فطرت نے اپنے ہاتھ  
میں پکڑی ہوئی بندون کاٹنے لگائیں بندون کاٹنے اور لگانے  
کئی قارٹھ۔ اس کے بعد اس کی مڑاتی ہوئی آواز نکلی  
"تو لے! شیرم دیکھ ساٹھے کون ہے وہ بہرہ گرا  
دیو۔ یہ سفید گھوڑا ہے۔ سفید گھوڑا جس نے ان

پہاڑوں میں تھکے تھکے ہمارا تھا اور یہ وہ سیاہ گھوڑا  
ہے جس نے فطرت کا راستہ روکا تھا۔ سیاہ گھوڑے کو  
دیکھ اس کا سوا اس کا سر براہ اس کی پشت پر سوار  
ہو۔ لیکن برا حکم ۱۲ میرا غلام۔ یہی ہے زرننگہ کا گوندل  
کی جلی جو سیاہ گھوڑے کو سوار کی پشت سے ہمارا راستہ  
روکنے کے لیے میدان میں نکلی تھی۔ زرننگہ آج مجھے دیکھ  
خود سے پہچان۔ میرا فطرت ڈرنا کہ ہے دس کی اور جی  
سے نہیں فطرت ہوں۔ شیر کوہ کا فطرت خان۔ پیازوں کا بیٹے  
جس نے ہرگز کیا کہ جب تک مجھے اپنے خوشے چاہتے  
پر مجبور نہیں کروں گا۔ فطرت کی خیر نہیں سوں گے نہنگہ  
اپنی قدر پر پہچان۔ دیکھ تیرے قدموں میں سیاہ گھوڑا  
بھاڑ رہا ہے۔ یہ اس سفید گھوڑا ہے۔ برتری کے حاصل ہے۔  
فیصلہ کر۔ گوندل خان کی جلی فیصلہ کر گلاب بیل کے خرم شاہ۔  
آج تو کیا ہے۔ امانہ ہے۔ مجھے اس بات کا فطرت کے  
خود کی تنگ۔ اس کے خور و کھانے والی ایک عورت  
صرف عورت۔ فطرت خان جسے سواں پیازوں میں فطرت  
کو ایک بار پھر ایک عظیم دشمن کا سامنا نصیب ہوتی ہے  
ایک بار پھر فطرت پر فطرتی رہا ہو گیا۔ فطرت کو  
مگی۔ گھوڑے اچھلنے لگے۔ ہنستا لگے۔ وہ سب فطرت خان  
زرننگہ ہا کے فطرت لگا رہے تھے۔ فطرت گھوڑے بھی اس کے  
ساتھ شامل تھا اور زرننگہ کی زندگی تو وہاں ہو گئی تھی  
اسے پیاز گھومتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ سر جھکا  
رہا تھا اس کا پھر اس کے حلق سے ایک جلی کی چھٹل  
اور وہ اپنے گھوڑے کی پشت سے بچے آ رہی۔

جو زرننگہ نے اپنے کام کی ابتدا کر دی تھی فطرت  
ذہن ٹٹ کر بھی سوال لگا تھا۔ ایک طرف شیر کوہ کے  
پسماندہ طاقتوں کو زندگی کی آسائشیں فراہم کر کے اس  
سے شہرہ خراہی کی جتنی حاصل کر لی تھی تو دوسری  
طرف وہ بد فطرت سے رابطہ قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو  
گئی تھی اور آج اسے بد فطرت حوالے کے گوشہ خوروں  
میں اس سے طاقت کرنے آ رہا تھا۔

بد فطرت شیر کوہ میں خاصے سکون کا مالک تھا۔ پھر  
اس کا شمار مال کے پھر دوہا میں کیا جاتا تھا۔ یہی ہے  
جو زرننگہ کی نگاہ کا کمال تھا کہ اس نے بد فطرت کے



میری خاوی کی جائزہ دے دی اور دوا مل گئی  
 اس کے لیے پور کر دیا۔ راول خان نے جب بھی کہہ کر  
 باجے سامنے نہ کیا۔ میں نے چیر کوہ کے ہر شخص کو اپنی  
 دوا بھجوا دیا اور ان کے درمیان زمخسار کے ہزارے بھی بڑے  
 کیے۔ میں نے تیرہ چار دواؤں کے لیے کچھ بھجوا دیے۔  
 "میرے دل میں جانتے۔ لیکن۔ جو دواؤں کی آواز نہ ہو۔  
 "خود کو سمجھا لے خاتمہ۔ ہر دوا ہر دوی سے بڑے۔  
 "اں ہر دوا! کچھ اسوس ہے۔ کچھ بھی اس دوا  
 وقار دے سمجھا گیا۔  
 "یہ بات میرے لیے تعجب نہیں ہے خاتمہ۔  
 "یکون۔ کیوں تعجب نہیں ہے؟  
 "میں ہے ابتدا میں آپ کی مخالفت ہوئی ہوگی  
 کہ تو آپ خیر کوہ کی خاتمہ ہے۔  
 "صرف تمام ہوا خاتمہ۔  
 "خیر کوہ کے قحطان آپ کی عزت کرتے ہیں۔ آپ  
 کے محبت کرتے ہیں۔ ہر دوا نے کہا۔  
 "اور وہ جس کے لیے میں سفائی دیا چھوڑی تھی  
 "آپ راول خان کی بات کر رہی ہیں؟  
 "ہاں راول خان۔ جو دواؤں کی ہر سانس کے لیے  
 "کچھ علم ہے۔ راول خان نے اپنی حوصل میں نہ راجت  
 ہر دوا نے ابستہ ہے کہا۔  
 "انسان کا فتنہ کتاب و صحیفہ ہے۔ ہر دوا نے  
 "خاتمہ اس سے زیادہ نہیں جانتا آپ نے مظاہرہ  
 کیا ہے۔  
 "ہاں اس سے زیادہ نہیں جانتا اور جب اسے اس  
 کے دائرے میں ضم کر دیا جاتا ہے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔  
 "انسان سب کچھ کو جانتا ہے۔  
 "میں جانتا ہوں خاتمہ۔  
 "میں بھی اپنا صبر کھو رہی ہوں ہر دوا! میں بھی  
 اپنے دھڑلے میں ختم ہو رہی ہوں۔ وہاں میرے چہرے میں  
 افسانہ کشی گھول رہا ہے۔ اب میں استقامت ہوں ہوں  
 استقامت۔  
 "کچھ آپ سے ہمدردی ہے خاتمہ۔  
 "صرف ہمدردی یا کچھ کرے گا۔ ہر بھی دیکھ کر  
 ہر دوا نے اسے اس دوا کی ڈولی یا کھوں سے چھلکا

کہ وہ کچھ کہنے سے سہل گیا۔  
 "آپ نے شیریں کو کس طور پر روک رکھا ہے؟ کسی غلطی کی  
 ان کی فائنڈنگ کے لیے یہاں ہوں۔" درمیان نے جواب  
 دیا: "آپ بتائیے کچھ کیا کرنا ہوگا؟"  
 "میرا ہوگا۔ اضافہ کے لیے سنا ہو گا جو کہ تم کو ملے  
 نہیں اس کے خطے میں صرف موت ملے گی۔ برو کو نہیں ہے  
 موت قبول ہے۔" گڈ پان نے ہند بلی پیجے میں کیا۔  
 درمیان جو ریٹائرڈ کا کاپٹن ہے وہ افسانہ ابتدا  
 سے راول خان کے خلاف تھا لیکن مسئلہ تنازعہ تھا۔  
 اسے جب ایک گھر سے بھڑکی تو اسے پھلانے میں ہوا  
 اور اسے ضروری سمجھا تھا۔ یہ بھی تاثر تھا کہ ظالم جو کچھ کہہ  
 رہی ہے جذبات میں کہہ رہی ہے اس کا انتخاب بدحواس  
 تو نہیں کیا گیا ہوگا۔ وہ بولا۔  
 "شیریں کا تو کام ہی یہی ہے۔ برو ظالم ہی تمہارے  
 لیے کیا کر سکتا ہوں؟"  
 "گورنمنٹ نے موت قبول کر لی؟"  
 "آپ نے کسی گیدڑ کو نہیں لپکا رہا نہیں مرنے ہوئے  
 بھی آپ کے بہت سے دشمنوں کو مار دیا گا۔ آپ بچے  
 بتائیے کہ کچھ کیا کرنا ہے؟" وہ بولا۔  
 "جلدی دیکھو درمیان! غور کرو کہ کچھ نہیں سنے کہا  
 ہے اس پر غور کرو۔ اسے چھوڑ کر لو؟"  
 "دیکھو ظالم! درمیان بے وقوف نہیں ہے کہ مروج  
 حال کو سمجھ سکے۔ قبائلیہ انداز کی ضرورت جال اٹھی ہے  
 اور تم نے ایک خطرناک قدم اٹھایا ہے۔ کسی کو ملنا  
 جانا آسان کام نہیں ہے بدل کا بدلہ ان سے آگے بڑھ  
 جانے تو کھیل شروع کرنا ہے اور کھیل شروع ہو چکا  
 ہے۔ اب ٹوٹ کے کام دلوانیں جانتا ہر تم ٹوٹ نہ پڑے؟"  
 "ہاں نہیں تھا یوں درمیان؟"  
 "پہلے نہیں اب نہیں ہو۔ بتاؤ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"  
 "میرا سا دل دو گے درمیان! چاہے میرا حضور قبائلی  
 مرنے کے خلاف کیوں نہ ہو؟"  
 "میری درخواست وہی ہے جو قبائلی ہیں مگر قبائلیہ  
 عنصر نہیں کوئی غلطی نہ کرنا تو نہیں مٹو حضور درمیان؟"  
 "نہیں بھی نہیں چاہتی یوں درمیان؟"  
 "تمہارے خطرناک ظالم جو قبائلیہ سے دل نہیں ہے؟"



"راول خان اب فرخاد کے ساتھ رہتا ہے اس نے مجھے تباہ چھوڑ دیا ہے۔ میں اس کے اقتدار کا خاتمہ چاہتی ہوں۔"

"کس طرح؟"

"ایک ٹولی منسوب ہے۔ ایسے کام دانوں رات نہیں ہوتے۔ طاقتور ہوتے ہیں؟"

"کیوں نہیں؟"

"ہاشم خان بھی یاد ہوگا؟"

"ہاں۔ شکست خوردہ ہاشم خان؟"

"ہاں شکست خوردہ ہاشم خان۔ راول خان کا دشمن کیا اس کے دل میں راول خان ہوگا؟"

"شکست بخونے کی چیز نہیں ہوتی؟"

"وہ بھی دھجولا ہوگا۔ اسے ہتکشی کرو کر راول خان سے انتقام لینے میں تم اس کی مدد کر سکتے ہو خاتمہ جو زین خان نے کہا اور بدرخان کی آنکھیں جرت سے پھیل گئیں۔

"یہ کچھ ممکن ہے خاتمہ؟ اس نے کہا۔"

"اس ناممکن ہی کو تو ممکن بنانا ہے۔ یہاں نے ان کی طرح ہتکشاہتے ہوئے کہا۔"

"نگاہوں سے جو زین خان کو دیکھو۔ اس نے ہتکشاہ عورت سے زیادہ ہولناک ہے۔ اس نے زمین پر اور کوئی نہیں ہے۔ جنت کفر ہے تو اس جنت کو انتہا تک پہنچا دیجیے اور غرور پر اتر آئے تو اس سے زیادہ خوفناک جا اور کوئی نہیں ہوتی۔ ہر حال اسے یہ بہترین موقع مل رہا تھا اور اسے وہ نتائج نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحات خاموشی رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"معزز خاتمہ! بدرخان اپنے ذہن میں وہ قومی نہیں پاتا جو کسی ایسے پروگرام کو کامیاب بنائیں، مجھے ہر قدم پر آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہوگی۔"

"میں قبائیل سے ساتھ ہوں بدرخان! راول نے میری قدر نہیں کی اور مجھ سے ملنے کے بعد اس پر جنت کا بھوت سوار ہو گیا۔ میں اسے سبق دینا چاہتی ہوں۔"

"طاقتور کے ہاشم خان سے مجھے کیا کب ہوگا خاتمہ؟"

"سنو بدرخان! جو کچھ میں تمہیں بتا رہی ہوں اسے خوشے سنو اور اس پر عمل کرو۔ یہ بیماری کامیابی کی دلیل ہوگی۔ ہاشم خان کو جلیں کش کر دو وہ اپنی شکست کا

انتقام لینے کے لیے شہر کوہ پر تدارک سے شہر کوہ پر حملہ ہوا تو نہیں تمام تیار ہوں کے ساتھ طاقتور کے مقابلے پر آتا ہے۔ لیکن لشکر کے سالار کی حیثیت سے تمام لشکر تھکن طور پر قبائیل سے تیار ہو گیا لیکن تم خود کو محفوظ رکھنے ہونے ایک بھی گولی نہیں چلاؤ گے اور طاقتور کو شہر کوہ پر چڑھنے کا پورا پورا موقع دو گے۔"

بدرخان کے اوسلن خطا ہونے جا رہے تھے اس نے کہا۔

"لیکن خاتمہ اس کے بعد کیا ہوگا اس کا راولی کے نتیجے میں کچھ کہتے ہیں؟"

"شہر کوہ کی سرداری جو زین خان نے جواب دیا اور بدرخان پر قبضہ کر لیا۔ جو زین خان کو دیکھنے لگا پھر وہ۔ طاقتور کا ہاشم خان شہر کوہ پر فتح حاصل کرے گا تو مجھے سردار کیوں بنانے گا۔ وہ اپنی پسند کے لوگوں کا انتخاب کیوں کر کرے گا؟"

"فصل سے کام لو بدرخان عقل سے۔ بیچری کی مثال۔"

لیٹ لو اپنے بدن پر معصوم بیٹری جاذب۔ مجھے صاف کرنا۔ ہاشم خان نے اپنی مرضی سکھائی۔ دوسرے قبائل اس سے خوش نہیں تھے۔ شہر کوہ کو شہر کوہ کتنی بڑی تھی۔ اندازہ لگایا ہی نہیں تھا کہ یہاں تو ان کی پہلے والی تہذیبوں کو دوسرے قبائل اپنی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اس کا خلافت مقامی ہڈیوں سے بھی لگا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ان احمق حاکم کی شدید ترین مخالفت کی تھی اور راول نے نہایت چالاک کے اعلان قاتلوں کو زور دیا تھا لیکن یہ حالت آج بھی قائم نہیں ہوئی اور دوسرے قبائل شہر کوہ کو تسلط کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ یہاں پر انہیں بڑی تیزی سے چلی جی اور فوجوں کی جانب بہت جلد راجب ہوتے تھے۔ سنو بدرخان! تم ان لوگوں کے ہم خیال نہ جاؤ۔ تم ہاشم خان کے پاس جاؤ اور اس پر اپنے جذبات کا اظہار کرو۔ اس سے کہہ کر تم شہر کوہ کی فوجوں کے سالار ہو لیکن شہر کوہ میں جو کچھ ہو رہا ہے تم اس کے بخواس نہیں ہو۔ تم اس گندی ترقی کو روکنا چاہتے ہو اور اس کے لیے قبیلہ طاقتور کی مدد کر رہے۔ تم اپنے آپ کو پہاڑوں میں رہنے والوں کا ستارہ بدھ ظاہر کر دو کہ ہاشم خان قبیلہ کی سرداری کے لیے منتخب کرے۔

یہ قبائلی کو شہسواروں پر منحصر ہوگا کہ تم قبیلہ کی سرداری حاصل کرو اور مجھ کو تم شہر کوہ سے ان گزائیوں کے ساتھ کے سطلے میں ایک سبیل میل کا کام کرو گے چنانچہ تم سے بہتر اور کوں ان کی نگاہوں میں ہوگا۔ نہیں ہونڈی سی منت کرنی چرسے گی بدرخان! لیکن اس ایکم میں کامیابی کے ساتھ اسے سو فیصد سے بھی زیادہ ملے گی۔"

بدرخان کے چہرے پر ملیتان کے آثار پھیل گئے۔ اس نے گردن ہاتھ پوٹے۔

"یہ بات تو آپ ٹھیک کہتی ہیں خاتمہ! مجھے یہ سطلے میں پہل کر دوں تو پھر میرے علاوہ بیٹا اور کسی کو شہر کوہ کا سردار کیسے بنایا جاسکتا ہے لیکن اس میں بھی چند مشکلات ہیں۔"

"وہ کیا؟ جو زین خان نے پوچھا۔"

"خاتمہ! میں نے لشکر کی سالاری قبول کی ہے اور اپنی ذمے داری قبول کر رہا ہوں۔ اتنے عرصے کے لیے فوجوں کو چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہے اور کیا یہ بات مستویں کی نگاہ سے نہیں دیکھی جائے گی؟ انکا یہ نہیں سوچا جائے گا کہ اتنے عرصے کے بعد میں نے ایک غنیمت ڈور کہاں کا کیا؟"

جو زین خان کے ہوتوں پر سکڑا ہٹ پھیل گئی۔ وہ اس سے کہنے لگی کہ تم نے یہ مرد بدرخان! اس کی قبائلی فوجیں تباہ کی ہیں اور اس کے بعد تم ایک معمولی سی بات کے سطلے میں مجھ سے مشورہ کر رہے ہو۔ چلو میں قبیلہ ایک اور نام پیش کرتی ہوں، بسے جعفر خان۔ کیا خیال ہے اس بارے میں؟"

"جعفر خان! بدرخان! اجمل پٹا۔"

"ہاں۔ میرے جعفر خان! کیا وہ راول خان کا حاکم نہیں ہے؟"

"یہ خاتمہ ہے خدائی قسم ہے۔ بدرخان نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔"

"تم گھر جاؤ تو اسے اپنے ساتھ شامل کر سکتے ہو۔ اس کے کاروباری مفادات راول خان کی دھج سے بڑھ جائیں گے۔ تم گھر آئے اپنے ساتھ شامل کرنا چاہو گے تو وہ خوشی اس بات پر آمادہ ہو جائے گا کہ یہ دشمنی جعفر خان کو سونپ دو اور اس سے کہہ کر وہ طاقتور کے ہاشم خان سے ملے۔"

بدرخان نے دونوں باتوں سے سر پکڑ لیا تھا۔

جو زین خان نے اسے دیکھا اور پھر ہست سے بولی۔

"خوف زدہ ہو جعفر خان!"

"نہیں خاتمہ! خوف کا میرے دل میں کوئی گور نہیں ہے۔ میں تو آپ کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ ہاں میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرا انتخاب آپ نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ آپ کو یہ اندازہ لگانے کے لیے کتنی مشکل پیش آئی ہوگی کہ میں راول کے غفلت کام کر سکتا ہوں اور دوسرا وہ نام جو آپ نے لیا وہ بھی اس مقصد کے لیے سو فیصدی درست ہے۔ جعفر خان! راول خان سے عاجزا کا ہونا ہے۔ جگہ چند روز پہلے وہ کہہ رہا تھا کہ اگر میری حالات بہت تھیں شہر کوہ چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے گا کہیں اور آباد ہونے کا۔ شہر کوہ میں اب اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے لیکن مجھے آہائی وہ جس کو چھوڑتے ہوئے اسے بہت دکھ تھا۔ اب حالات گھراس کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں تو دوبارہ وہ اس سطلے میں کیوں جہد نہیں کرے گا۔ میں جانتا ہوں صرف آپ کے ذہن کی رسائی پر کہ آپ نے کس طرح کام کے لوگوں کا جائزہ لیا۔"

"بدرخان! ساری باتیں سوچنا ہے مقصد ہے۔ نہیں صرف مل کرنا چاہیے۔ طاقتور سے مقصدی ہوتے ہیں اصل چیز مل ہے۔ تم گھر اس کام کا بیڑا اٹھاؤ گے اور تمام قبائلی اعتبار سے کرو گے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ شہر کوہ کے آٹھ ہزار فوجی ہو اور یہ بھی سنو راول خان کی کوئی ترسہ اور دانی نہیں ہے۔ چنانچہ اب ضرورت ہے اس بات کی کہ قبیلہ کی قیادت میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ میرا خیال ہے مستقبل کے لیے تم سے بہتر اور کوئی نہیں ہوگا۔"

بدرخان کے چہرے پر سرت کی غرضی پھیل گئی تھی۔ چند لمحات خاموشی کے بعد وہ بولا۔

"لیکن خاتمہ! راول خان کی شکست کے بعد آپ! آپ کیا ہوگا؟"

"نہیں۔۔۔ میں خوشی راول کے ساتھ باقی عمر قید میں گزارنے کے لیے تیار ہوں جب تم قبیلہ کے سردار چلاؤ تو مردانہ بن جانے کی فوجی میں بھی ہر مقام سے دینا کہ کہیں موت کی ترس لا دینا۔ راول کا اپنی تحویل میں لے لیتا۔ فرخاد کو آزاد کر دینا یا ایک کر دینا۔ یہ تمہارا کام ہے۔ میں اس میں مداخلت نہیں کروں گی۔ مجھے راول کے ساتھ ہی قید خانے میں ڈال دینا۔ میں راول خان کو چاہتی ہوں۔ میں اس کے ساتھ ہی بقیہ عمر گزار۔۔۔ میں ہوں تکلانے







ہیں بجز کی کمی ہوئی دعا سے میرا کر سکتے تھے۔ وہ دونوں کام لوگوں کو بہترین تربیت دے رہے تھے اور انھیں بتا رہے تھے کہ شہادت اور زندگی کیا ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو شہید کیا گیا تھا اب وہ فطری خاتون کے طور پر مارنے کے لیے نہایت سوزوں ہو چکے تھے اس وقت بھی وہ دوسری عریض خاتون فطری اپنے دونوں دوستوں تو لائی اور شہید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ انزل خاتون ابھی ماں کے درمیان ہی تھا۔ بولے حال خاتون نے اپنے پیش کی تکمیل کر دی تھی اور اس کے بعد وہ اٹھی کے ساتھ پہنچے لگا تھا۔ دلچسپ بھی زاری خاتون کا اور یہ خاتون تھا اور فطری سے بھی لگاؤ رکھتا تھا۔ وہ دوسری بات ہے کہ فطری کی شخصیت اسے تاحسب تھی اور وہ بھی اس کے اس کا ہر لحاظ سے کرتا تھا جو خیر فطرتی کر رہا تھا۔

شہید احمد تو لائی کی پہلی بار فرحت ملی تھی کہ وہ سکون سے باہر چیت کر رہی اس سے قبل فطری کی نگاہوں کے درمیان مگر ادا تھا اور ان کی تمام کارمدائیوں سے روختا تھا۔ ہوتا رہا تھا جو فطری کے بعد وہاں آ گیا تھا۔ اس لیے صوبہ جیل کا کمانڈر فطری اس کے لیے بہت ضروری تھا۔ تو لائی خاتون نے اسے بتا کر کہیں کہیں کو لائی نظر آجاتی ہیں۔ جوان قیدیوں کے طرز و رسوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ ہر اس ماں کا نام کرنے کے خواہاں ہیں اور بہانوں کی نگاہ سے کرتا چاہتے ہیں۔ تو لائی کہنے لگا۔

"خاتون! ہم نے تمہارے جانے کے بعد غور و فکر کی کسی زندگی اپنا ہے اور اس کی خیالی وجہ یہ ہے کہ فطری خاتون کو فطری عام پرانے کے لیے جن جہیزوں کی ضرورت ہوگی ان کے بارے میں میں معلوم نہیں تھا اب ہم آگے ہو جس طرح بھی ہوا۔ نئی زندگی کا آغاز فطری خاتون نے یہی کرنا شروع کیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد حاصل کر لیا تھا۔ وہ زندگاہ چوسا کر سوا لائی کی سہراہ تھی اب اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد فطری نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک وہ زندگاہ کو صحت پرستی سے دھماکے گا۔ سکون کی زندگی نہیں سونے لگا۔ فطری خاتون کی بولیں تھیں اور اب اپنی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے اس نے اپنے ان دوستوں کو فطرت

دی تھی اس وقت ایک چھپ چھپنے والا کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ باہر سے باہیں کر سکی آوازیں سنائی دینے لگیں تو زندگاہ جو ایک خاتون کی طرح تھی۔ غار کے دہانے پر آگئی اور اس کی نگاہیں باہیں خاتون کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ چند ہی لمبات کے بعد اسے فطری خاتون کی آواز سنائی دینے لگی۔ "تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ فطری کس طرح پہنچا گئیں۔" فطری نے جواب دیا۔ "زندگاہ! گوئل خاتون کی بیٹی ہے۔" فطری نے جواب دیا۔ "خاتون! یہ سارا درویش نے ان لوگوں کو چلا کر سے زیر کیا اور تم دیکھ لو کہ اپنی خوشی سے چلتی ہوئی میرے ساتھ رہا ہے۔" فطری نے جواب دیا۔ "اب میں چاہتا ہوں کہ اس کے قتل کا جتن کرنا چاہئے۔" فطری نے جواب دیا۔ "اس کے خاتون سزا دیں گے۔ سیاہ گھوڑے والی۔ سیاہ گھوڑے والا ختم شام۔" فطری نے جواب دیا۔ "خاتون! یہ شہید خاتون نے لگا لیکر تو لائی خاتون شہیدہ کی یاد دلا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"خاتون! تم سے سوال کرنے کا حق تو نہیں رہتا ہے۔ ایک ہر قسمی سے تم سے کسی مجھ سے یہ نہیں کیا کہ میں تمہارا غلام ہوں۔ تم نے مجھ سے اپنے دوستوں کی نصرت کیا اور یہی بات ہے اس کے لیے مجھ کو رکتی ہے کہ میں تم سے کہہ دیتا ہوں۔"

"اوتے تو لائی! اتنی زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی! جو کہتا چاہتا ہے کل کر کہہ۔"

"تم نے جس چال کی کا کر دیا کہ خاتون! میں اس کے بارے میں تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا تفصیل معلوم کرنا چاہتا ہے تو؟"

"خاتون! زندگاہ اپنی خوشی سے بیان کرتی ہے کہیں؟"

"اب دو گے اس کا؟"

"اوتے تو لائی خاتون! تو کسی صورت کے بارے میں حال کر رہا ہے۔"

"ہاں خاتون! اس کی وجہ بہت جلدی وجہ ہے اس کی۔"

"کیا وجہ ہے؟ فطری خاتون نے سوال کیا۔"

"اگر وہ تو لائی کو لائی تو ہم لوگ خوشی سے اس کے قتل کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں تک میرا نقطہ ہے کہ فطری خاتون نے اسے شہید ہونے کا سبب فطری کو کہہ

معاذ خرونگا ہوگا شہید اور اس کے دوست ہیں۔" اوتے تو لائی! ہمیں نے اس سے شادی کی ہے۔ گوئل خاتون نے اسے یہ دیکھ کر بتایا ہے۔

"یہی میرا خیال تھا۔ فطری نے جواب دیا۔ تو کیا فطری خاتون اب تو اپنی بیوی کو قتل کر دے گا؟"

"کیا بھروسہ کرتا ہے تو لائی! کیا بالکل یقین ہو گیا ہے؟"

"یہی کیا چاہتی ہوئی ہے؟ کیا ہمیں اس کے بارے میں ہلکا سا نہیں ملتا؟ ہم میں سے کوئی اس کے بارے میں کہہ نہیں جانتا۔ لیکن ایک بات ہم ضرور جانتے ہیں۔"

"کیا؟ فطری نے سوال کیا۔"

"ہماری ماں! ہمارے باپ کی بیوی ضرور تھی۔"

"تو لائی خاتون! فطری نے جواب دیا۔"

"اس میں بڑا مانتے کی بات نہیں۔ کیا تم سے انکار کرے گا کہ فطری ماں شہیدہ کی بیوی نہیں تھی؟"

"تو لائی! تو میری بیوی کر رہا ہے؟"

"ہاں خاتون! دوست کے ہم پر آج اس بدترین کی اجازت دے دے۔ مجھ سے کہیں کہ نہیں مانگا تو لائی چاہتی ہے؟"

"مگر تو کہیں باہیں کر رہا ہے؟ ہمیں نے اس سے صرف گوئل خاتون کو دھوکا دینے کے لیے شادی کی ہے۔ تمہاری اسے لے کر تمہارے سامنے آؤں اور یہاں آئے کے بعد اس سے اپنا انتقام لوں۔"

"نہیں فطری! شادی دشمنوں کے نہیں دوستوں سے کی جاتی ہے۔ اس انتقام ہی لیتا تھا تو اسے زندہ رہتی اٹھاتے! کیا وہ شہیدہ کا لڑکی چیز نہیں تھی؟ اور اگر نہیں تھی فطری تو پھر یہ بزدلی ہے کہ اسے دھوکا دے کر یہاں لایا جائے اور قتل کر دیا جائے۔"

"تو تو کیا چاہتا ہے؟"

"کہہ نہیں فطری خاتون! وہ جبری بیوی ہے۔ ہم سب کے لیے قابل احترام۔ جس طرح ہم جبراً اختتام کرتے ہیں۔"

"اس طرح اس کا احترام کریں گے۔ کیوں کہ وہ ہماری حق میں ہے۔ ہمیں ہم قیدیوں سے ٹوٹ کر ہارنے پڑے۔"

"وہ میری دشمن ہے۔ اس نے میرے ہاتھ لگائے تھے۔"

"مکھلے تو اب نہیں لگائے گی۔ کیونکہ اب ہماری



دوست ہے۔ وہ شہیدہ کی بیوی ہے۔"

"تو لائی! تو میرے ہاتھوں مارا ہٹے گا۔ میں ایک حد تک دوستی کا قائل ہوں۔ جسے لگے بڑی بہن بات

لے بھی پسند نہیں آتی۔ تو کیا کہہ رہا ہے اس کے پاس سے لگے تو لائی! ہمیں نے یہ محنت صرف اس لیے کی تھی کہ وہیں

فرز سے لگائے۔ بھوکا گا! وہ میری بیوی ہے۔ جی اور اپنے پیدا کرے گی۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ یہ میری زندگی کی کتاب میں نہیں ہے۔ تو لائی خاتون!

"میرے بھائی! اسے سامنے۔ بڑا تو لائی! اور اس کی کام کو لہجہ سے ہمیں تارکوتا لکھنے کی ضرورت نہیں رہ سکتا۔"

"فطری خاتون! لگائے۔ تو لائی! تو میرے ہاتھوں لگائے۔ تو لائی! خاصا شہیدہ آدی تھا۔ وہ فطری جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شہیدہ فطری کے خاتون کو کیا فطری

ہاں لگتا تھا۔ دوستی کی بات کہہ اور یہ لیکن اس سے خوف نہ وہ کہیں نہیں تھا تھا۔ شہیدہ بھی حیرت سے

تو لائی کو دیکھ رہا تھا اور خوف زندہ بھی تھا کہ تو لائی نہانے کیا کہہ دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ فطری نے پتہ چلا ہو جائے۔ تو لائی فطری کی صورت دیکھتا رہا۔ پھر وہ

نے بولا۔

"فطری خاتون! زندگاہ میری دشمن ہے اور اسے دھوکا دے کر پہل صرف اس لیے کیا ہے کہ اسے قتل کر دے گا۔ جبراً اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس



خادی کو خاطر میں نہیں لیا جو تیرے ساتھ ہوئی تو میرا کیا  
 یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ ظفر نے اس طرح ہم فیصلوں کی طرف  
 لو کیوں کہ ان کے لیے اس سے اٹھارے گئے تھے اور  
 یکے بعد دیگرے اپنے پاس رکھتے تھے زندگی بھی نہیں  
 دے دے اور اس وقت تک اسے قتل کر دیا جس  
 کہ پادول اس سے نہ بڑھ جائے۔  
 چنانچہ تو لائی کے لیے اس طرح پادول کے کسی کو  
 میں پوچھتا ہوں کہ زندگی کی قیمت کا اس طرح ظفر کو  
 کیا۔ وہ دواؤں کی طرح اٹھ کھڑا تھا اس سے اس کے  
 کہ تو لائی کی گولہ پکڑا اس کی فریادیں سن کر آواز نہ  
 کرتے۔ اس کے تو میرا دل سے ہے۔ تو اپنے آپ کو  
 میرا دوست سمجھتا ہے۔ تیری بے پرواہی تیری بے  
 تو لائی کے کوئی جواب نہیں دیا۔ ظفر اس کی  
 پر تیری قوت موت کر رہا تھا لیکن تو لائی کے اٹھنے  
 کے لیے کہنے لگا اس نے مزاحمت بھی نہیں کی تھی اور  
 اس کی اس خاموشی ہی نے ظفر کا دل بے خود کر دیا  
 کہ وہ اس کے ظفر کی کھٹیاں بھی پکڑ لیا تو ظفر نے  
 وقت تک اس کی گردن دھوڑا جب تک اس کی کھٹیاں  
 اور زبان بھی باہر نکل پڑیں لیکن تو لائی کے چہرے پر  
 کچھ ایسے تاثرات تھے کہ ظفر کے دل پر خود اس کی  
 گردن سے ہٹ گئے۔ تو لائی کا چہرہ شہر ہو گیا تھا۔ وہیں  
 پھول لگی تھیں لیکن اس نے اپنی گردن بھی دھسلی بالبد  
 اس کے ہر تھل پر مسکا ہوا تھا۔  
 "ہاں ظفر! یہ تیری ہی ہے۔ جیو لکھ لکھو ہے  
 اس سے اور تیری اس چہرے سے آپ کی ہر تھل اور  
 تیرا ہر تھل لگتا ہے۔ وہ عام مرد نہیں ہے اور انہیں  
 دوسروں کے گھرانے نہیں کیا جاتا۔ میں پہلے ہی کہتا تھا  
 کہ تیری ہی ہے جو اس کی حیثیت سے وہ میری بھالی ہے۔  
 میرے لیے میں نے اس کا نام بھی لیا۔ ہم نام تو ظفر کی ہی  
 ظفر زاد کو بھی پڑی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے ہم تیری  
 کسی بہو کو بھی پڑی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے اس لیے  
 کہ اس کا خلق مجھ سے تھا اور زندگی کا خلق بھی مجھ سے  
 نہ تھا۔ ظفر! یہ سمجھا زندگی کا تھل نہیں ہے۔ اسے  
 ہم نے جو حواس سے منظور کیا ہے۔  
 "تو لائی نے اسے اگے سے دیکھا۔ وہ اسے دیکھتا تھا

یوڑھا تھا کہ وہ سب کچھ اس وقت اس کی مدد کر کے  
 اس نے ازل خان کے شانہ بہ شانہ رکھا اور اسے  
 ساتھ لے کر ایک جانب چل پڑا۔  
 "ازل خان ایک بڑی عقل مند آدمی تھے۔ ایک  
 عورت میں کا ظفر خان سے نکاح کیا ہے۔ کل ہونے جا  
 رہی ہے کیا تم اس سلسلے میں کہہ دو کہ مجھے یہ میری اہل خانہ  
 نے گہری نگاہ سے دیکھا اور پورا۔  
 "کیا تم اسے پہچانتے ہو؟  
 "نہیں نہیں جانتا۔ اسے تو زیادہ پہچانتا ہے کہ میں  
 کا نکاح ظفر سے ہوا ہے۔  
 "بھئی! اس کے بھٹے میں کھانسی کی باتیں کرتے ہو  
 بیٹے۔ نکاح کیا چیز ہے تمہاری نگاہ میں؟ بیٹا! انسان انسان  
 سب سے بڑا گناہ ہے تمہارا۔ تمہارے لیے کھانسی کی بات ہے  
 کہ ایک ایسی عورت کو قتل کر دو تو تمہارے سوا کسی بھی چیز  
 کے دھڑکتے ساڑ۔ مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں ان  
 حالات میں؟  
 "کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس تھل سے مل لوں؟  
 "وہ سامنے والے فارم میں موجود ہے۔ جاؤ اس سے  
 ازل خان کو کہہ دو کہ میں تمہارا انتظار کروں گا۔  
 ازل خان اندر چلا گیا۔ ظفرم باہر آیا تھا۔ تو لائی  
 لگا رہا تھا۔ ظفر۔ ظفرم باہر نکل کر بیٹھ گیا اور  
 پادول کی طرف نگاہیں ڈالنے لگا۔ ہر شخص مصروف کے  
 کاموں میں مصروف تھا اور کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ظفر  
 شاید کسی اور فارم میں چلا گیا تھا۔ تو لائی بھی موجود نہیں تھا۔  
 کافی دیر گزرنی اور اس کے بعد ازل خان باہر نکل آیا۔  
 ظفرم خان اس کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ ازل خان اس کے  
 فریب پہنچا اور راستہ سے پڑا۔  
 "اسے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ اسے قتل نہیں کیا جاسکتا  
 ظفر کہاں ہے؟ ہم اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔  
 "آؤ اسے تلاش کریں۔ یوڑھا ازل خان ظفرم کے  
 ساتھ چل پڑا۔ ظفر ایک خاصے کے عقب میں نظر آیا۔  
 کی دوا کے پٹت لگانے کسی سڑک میں گم تھا۔ ازل خان  
 اس کے سامنے پہنچ گیا اور ظفرم سے دیکھنے لگا۔ ازل خان  
 نے نرم لہجے میں کہا۔  
 "زارق خان کے بیٹے میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں



"پارٹو سوچ دنا سوچ میرا کہتے۔ میرے جیسا گل ٹل  
 پھوٹے پھوٹے اٹھ پاؤں ٹھٹھکیا ازل خان وہ میرا پتہ  
 برکات ۱۹  
 "سو فہم قیسری نسل قیام جہاں  
 "بکواس نہیں رہتے انہیں اپنے چراغ خود جلتا ہوا  
 بکری گول شول چمٹے۔ طفل خان پس چرا اور شیر مٹے  
 قیسری اس کا ساتھ دیا اب طفل نے قیام شاپس رہا  
 تھا اور شیر مٹے اس کا ساتھ دے رہا تھا پھر تو وہ بھی  
 آگیا اور اس کے بعد ان کے قیام خدائیں کو بچنے کے طفل  
 نے ہی کرکھا۔  
 "شیک ہے شیرم خلد اسے زندہ بندہ ذرا  
 دیکھیں تو سہی میرا کہتے کیا ہوتا ہے طفل خان کا پتہ  
 شیک ہے۔ شیک ہے جاؤ شیرم خان اسے زندہ چھوڑ  
 دو اسے زندہ رہنے دو طفل نے کہا اور تونانی کے  
 چہرے پر سکون کے خدشات نظر آنے لگے نہالے کیوں  
 وہ زندہ سے متاثر ہو گیا تھا۔

جسٹین ایک گول راستہ اختیار کر کے قلعہ پہنچ  
 گیا وہ سوار کی حیثیت سے طارقی میں داخل ہوا تھا دلچسپ  
 یہ حقیقت بھی تھی وہ سوار تھا اور کثرت تھارت سے کر  
 کھی بھی گور و دار کی استیلا میں بھی جا کھٹا تھا ہاتھ  
 اس پر کوئی مسلح نہیں کیا جا سکا۔ وہ اپنے ساتھ خاصا  
 سلاخ و سلاخ لے کر آیا تھا طارقی کے قلعے سے داخل  
 ہو کر وہ ایک جگہ فروکش ہو گیا اب اس نے باطمینان  
 سے ملاقات کی تیاریاں شروع کر دیں طارقی کے حوالوں  
 پر کڑی نگاہ رکھی جاتی تھی چنانچہ اس کی آمد بھی باطمینان  
 کی نظر میں سے اوچل رہ رہ سکی اور لوگوں نے اسے  
 اطلاع پہنچا دی کہ ایک چنی تاجر کہ سلاخ و سامان لے  
 کر چل آیا ہے۔ کیونکہ ان دنوں طارقی گورنل خان  
 کے پورے کام کے مطابق عمل کیا جا رہا تھا۔ گلوب خیل  
 کی بہت سی فوجی ڈیوڑھیاں تربیت دے رہی تھیں۔  
 چنانچہ چنی لوگوں کی آمد کا خاص طور سے خیال رکھا  
 جا تھا۔ اس سے پہلے کہ جعفر خان خود باطمینان تک  
 پہنچتا۔ باطمینان کے آدمی اس کے پاس پہنچ گئے اور  
 انھوں نے جعفر خان سے کہا کہ وہ یہاں کس قسم کے

کارروائی کا آغاز کرنے سے پہلے سردار باطمینان سے  
 طاقت کو ملے۔ جعفر خان کے گورنل کی خداداد پوری ہوئی  
 تھی۔ طارقی سے باطمینان کی طرف چل پڑا اور باطمینان  
 نے پہاڑوں کی رسم کے مطابق سے دودھ کا گلاس ہار  
 تار کی کے ٹکڑے پیش کیے۔ جعفر خان نے یہ چیزیں سے کر  
 سرائے انھوں سے لگائیں اور اس کے بعد باطمینان  
 سے پوچھا۔  
 "معزز سردار! میں تنہائی میں آپ سے کب باتیں  
 کر چکا ہوں یا نہیں؟ یہ کہیں کہہ سکتی ہیں غرض آپ  
 سے ملاقات کے لیے اختیار کیا ہے اور یہاں یہ سلاخ و سامان  
 لے کر آئے کہ قصد تجارت ہاں نکل نہیں تھا۔ تو کیا آپ  
 اس بار پر بھی نہیں کریں گے؟  
 "اگر تم مجھ سے پورا اپنی سلاخ و سامان کیوں دیتیں  
 کریں گے۔ میں تمہیں تنہائی دیتا ہوں۔ باطمینان نے  
 دوسرے تمام گورنل کو وہاں سے چل جانے کے لیے کہا  
 اور پھر جعفر خان کو سامنے بٹھا کر اس کی صورت دیکھا۔  
 "میرا نام جعفر خان ہے اور تعلق شیرکوہ ہے۔  
 شیرکوہ کے تاجر باطمینان جو تک چلا تھا۔  
 "تو کیا اس وقت تم شیرکوہ سے آ رہے ہو؟  
 "ہاں! باطمینان نے  
 "لیکن تم تو طارقی کی قلعہ سمت سے آئے ہو؟  
 "میں نے جان بوجھ کر یہ راستہ اختیار کیا ہے کیونکہ  
 میں اپنی آمد کو چھپانا چاہتا تھا اور معزز سردار سے بھی  
 یہ درخواست نہیں کر سکتا تھا۔ میرا کہہ کر آپ کو بتایا ہے وہ  
 عام نہ ہونے والے تو گھر کے واسطے نہیں کر میں شیرکوہ  
 کا کوئی تاجر ہوں۔  
 "شیک ہے۔ شیک ہے۔ کہو کہ ایک ہاتھ پتہ ہو جعفر خان  
 باطمینان نے نرم نرمی سے کہا۔  
 "میں جانتا ہوں کہ معزز سردار کی مصروفیات میں  
 دخل اندازی کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ وہ سب کچھ  
 میں جملہ از جملہ کہہ دیتا ہوں۔ جس کے لیے میں شکر  
 طویل سطر اختیار کیا ہے۔  
 "ہاں کہہ دیجئے میں رہا ہوں۔  
 "معزز سردار کو یہ بات معلوم ہوگی کہ راول خان  
 نے کس طرح قبضہ جانا ہے اور کس طرح وہ شیرکوہ کے

اطراف کو گتہ آور کر رہا ہے۔ یہ تمام باتیں لوگ سردار  
 کی حیثیت سے باطمینان کے کانوں سے اوچل رہی ہیں  
 گی۔ چنانچہ باطمینان! راول خان کی تیاریاں جب حد سے  
 آگے بڑھ گئیں تو وہاں ایک ایسا بندہ پیدا ہوا جو اب  
 راول ہی کے خلاف ہے۔ یہ چند کہ ہم نے ابھی اپنا حلقہ  
 اڑھایا ہے۔ کیا دیکھو وہ بزرگ ہمارے ساتھ ضرور ہی  
 جو شیرکوہ کی روایات کو اس طرح زندہ رکھتا ہے جیسے  
 جس طرح اب بیکار ہوا ہمارے یہ روایات زندہ رکھتا  
 معزز باطمینان! میں اس وقت بیٹھا ہوں۔ شیرکوہ کے  
 سالار پر طفل کا۔ قیام آپ پر طفل کے ضرور واقف  
 ہوں گے۔ ہر طفل نے ذاتی طور پر مجھ سے درخواست  
 کی کہ اگر شیرکوہ کے حلقہ کے لیے میں یہ پیغام لے کر باطمینان  
 تک جاؤں۔  
 "کیا پیغام ہے ہر طفل کا؟ باطمینان نے تعجب  
 سے پوچھا۔  
 "عظیم سردار! شیرکوہ کی سرحدی طارقی کے جنگ  
 لشکر کی چرسائی کی منتظر ہیں۔ ہم لوگ اپنے تمام فوجیوں  
 کے ساتھ جہاڑوں کی روایتوں کو پاؤں ہونے سے  
 بھلا کر رہے ہیں۔ شیرکوہ میں طارقی کے سردار باطمینان  
 کی آمد کے منتظر ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ طارقی شیرکوہ  
 سے بڑی جنگ کرے اور اس وقت صورت حال بالکل  
 مختلف ہوگی۔ ہر طفل نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں وقت  
 شیرکوہ طارقی کی فوجیں حملہ آور ہوں گی تو ہر طفل اپنے  
 تمام فوجیوں کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار ہوگا لیکن جب  
 حملہ آور نہیں شیرکوہ کی سرحدوں سے اندر داخل ہو کر  
 شیرکوہ پر ہر ری طرح بلغار دیں گی تو ہر طفل کی فوج ایک  
 بھی گولی نہیں چلائے گی اور طارقی کی فوج کے ساتھ ہتھیار  
 ڈال دے گی۔ یہ ہر طفل کا وعدہ ہے۔ یہ چوکش ہے۔  
 اس طرح طارقی شیرکوہ فتح کرے گا۔ ہر طفل نے اسے  
 بوش دھاس کے ساتھ یہ پیغام آپ کے پاس کو بھیجا ہے۔  
 عظیم سردار! اور اس کا جواب لگا ہے۔  
 "کیا کہہ رہے ہو جعفر خان؟ یہ کیا کوئی سازش تو نہیں  
 ہے؟ کیا تم نے کوئی اور مشورہ تو قریب نہیں دیا طارقی  
 کو نقصان پہنچانے کے لیے؟  
 "اس پیغام پر خود کر لیا جائے عظیم سردار! میں ابھی

آپ کا سہیل ہوں اور اس وقت تک آپ کی خدمت میں  
 حاضر رہوں گا۔ جب تک آپ اپنی تمام تر معلومات کے ساتھ  
 یہ فیصلہ نہیں کریں گے کہ آپ کے خلاف کرلی سازش نہیں  
 کی جا رہی بلکہ یہ ایک ایسی چیلنج ہے جو شیرکوہ کے جعفر  
 لوگوں کی آواز ہے اور جب تک کہ یہ فیصلہ نہیں ہوتا ہے تو  
 دلیبی کی اجازت دے دیں۔ باطمینان کے ساتھ باطمینان  
 خان نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحات سوچتا رہا تھا۔  
 پھر آہستہ سے بولا۔  
 "شیک ہے جعفر خان! کیا میرے خودی طور پر قیسری کوئی  
 جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے تم اکام کھاتا سامان  
 تھارے خدمت کو۔ اس وقت ہر قیسری طور پر دریں  
 پہنچ جائے گا۔  
 جملہ کے زحمت ہونے پر باطمینان بہت خود غرض  
 کیا اور اس کے بعد فوراً اس نے اپنے ہاتھ آدھیں کھینک  
 دفتر تیار کیا اور اسے گلاب خیل کی جانب روانہ کیا اس  
 نے سردار گورنل خان سے دھواست کی تھی کہ وہ زحمت  
 کرے اور طارقی پہنچ جائے۔ ایک تنہا ہی بہم مشہور جس  
 پاس سے لشکر گزرتی ہے۔ وہ جیسے ہی ہندس نے  
 سکون کی سانس لی۔ گورنل خان اس سطر میں کوئی بہتر  
 مشورہ دے سکتا تھا لیکن وہ سب کچھ اس کی سمجھ سے باہر  
 تھا کیا واقعی شیرکوہ کا سالار وہ سب کچھ کر سکتا ہے؟ آنا وہ ہے  
 لیکن اس کے عوض کیا ہوتا ہے؟ یہ سوال ہندس میں بھی  
 کیا جا سکتا ہے۔ یہ بہت بڑی دل خوشی تھی کہ طارقی کو  
 اس طرح فتح حاصل ہو جائے۔ باطمینان کے دل میں باطمینان  
 خواہش تھی کہ وہ ایک ہر شیرکوہ کی سرکوب کرے اور اپنا پورے  
 قائم کر دے جس کے شکست کے سلسلے میں کھر لگا تھا۔  
 جعفر خان اپنے دل کی فزولتیں مصر و فٹ ہو گیا تھا اور  
 باطمینان گورنل خان کا انتظار کرنے لگا گورنل نے طارقی  
 پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ باطمینان نے اس کا استقبال  
 کیا اور پھر ظہور میں اس نے گورنل خان کو جعفر خان کے  
 بارے میں تمام تفصیلات بتادیں اور گورنل خود بھی جہاں  
 رہ گیا۔ اس نے جعفر خان سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تھی  
 جعفر خان نے وہی تمام باتیں گورنل خان کے سامنے ڈھرائیں  
 اور گورنل خان نے آہستہ سے کہا۔  
 "لیکن ہر طفل کو اس سے کیا حاصل ہوگا؟ وہ خود کیا







میں سے کہ نہیں دے سکتا۔ میں چلتا ہوں ہاٹھل  
 اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھ گیا۔ زرنگاہ پتھر کے  
 پاس کھڑی رہے دیکھتی رہی تھی پھر اس نے کبھی ہاتھ  
 نہ کر لیا۔

• فضل خان ہندو کی رشتی دروازہ ہے۔ سزا پھر شخص  
 کو ملتی ہے۔ ضرور ملتی ہے۔ جس وقت کا پھر کسی کو  
 جلدی سزا مل جاتی ہے اور کسی کو دیر سے جبر وقت  
 بھی آئے گا اور ضرور ملے گا یہ فضل زرنگاہ کے پاس  
 سے پہلے آیا اس نے تو لائی کو دیکھا جو کہ سوچ رہا تھا  
 اور پھر اگلے کے اشارے سے اسے قریب بلا لیا تو لائی  
 اس کے نزدیک آکر بیٹھ گیا تھا۔

• تو لائی نے کہا کہ یہ پال ہمارا قبیلہ بن سچا ہے، کیا  
 ہم بھی نہ لگے؟ میں نے پال تو میں نے فکرم پھر کرنا نہیں  
 گئے؟

• نہیں فضل خان! ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟  
 • تو ایسا کیسے ہو رہا ہے؟

• ہم سب قبیلے سے منظر ہیں۔ تم نے اپنے جیسے جیسے  
 منسلک کھیل کیا اس میں یقیناً تیار وقت اور تیار  
 تو جس وقت ہمیں ہوں گی۔ میں نے بھی ایک دن قبل  
 شرم سے اس موضوع پر گفتگو کی تھی تو شرم نے مجھ  
 سے کہا کہ اس وقت تک جب تک فضل خان کو کچھ سوچے  
 ہمارا فرض ہے کہ اسے پریشان نہ کریں۔ ہم سب قبیلہ  
 ہی انتظار کر رہے ہیں فضل! تم جب اور جس وقت لو لگ  
 کے آئندہ راستوں کا انتخاب کرو گے۔ ہم اسی وقت ضرور  
 عمل پر جائیں گے۔

• میں چاہتا ہوں کہ اب کچھ اور سوچو تو لائی! کوئی ٹری  
 بات ہو۔ میری نگاہیں ابھی میرے دو دشمن اور میں تم  
 سمجھ گئے ہو گے۔ راول خان اور جوز یفان کو میں نے ملان  
 نہیں کیا۔ وہ میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں  
 بات اتنی سی نہیں کہ انھوں نے مجھ کو اپنی فریب نہیں  
 پاک کرنے کی کوشش کی تھی اور ان کی کوششوں کے  
 نتیجے میں میرے دو ساتھی مارے گئے۔ بلکہ بات اس سے بھی  
 کچھ آگے ہے۔ راول خان نے اپنی ہی کو قتل کیا میرے ساتھی  
 کو مارا میری بیٹیوں کو چاک کر دیا۔ گویا اس نے میری زندگی  
 سے ہمارے رشتے ختم کر دیے ہیں سے دشمنوں کا حضور

ہو رہا ہے اور جوز یفان اس سلسلے میں اس کی قیادت  
 والی تھی۔ دونوں میرے حساب سے نہیں کیے گئے  
 لیکن میں انہیں اس لیے نہیں مارتا چاہتا ہوں کہ  
 وہ میرے خوف میں جکڑ جائیں۔ یہ پیغام تو انھیں دے  
 آیا تھا کہ میں مذکر ہوں اور چھانل سے پھر باہر صاحب  
 کروں گا لیکن اس کے بعد میری خاموشی نے انھیں یہ  
 احساس دلایا ہو گا کہ شاید اب میں ان کے راستے میں  
 آنے کی جگہ نہیں رکھتا۔ اب میں چاہتا ہوں تو لائی!  
 کہ پوری قوت سے سامنے آؤں اور وہ لوگ میری پیشانی  
 سے کاٹنے چلیں اور جب ان کے جسموں سے خون کا ایک  
 ایک قطرہ خشک ہو جائے تو میں موت کی طرح انھیں چلیج  
 لوں اور ان سے اپنا پورا پورا حساب کدوں گا۔

• بہت عمدہ خیال ہے فضل خان! پھر بتاؤ اس  
 سلسلے میں کیا چاہتے ہو؟ فہم و! میں فہم خان کو بھی بلا  
 لوں تاکہ ہم تینوں کوئی فیصلہ کر سکیں۔ فہم خان آگیا۔  
 اور تو لائی خان نے اُسے قلم حقیقی بتا دیں تو فہم بولا۔

• اس سلسلے میں سب سے بہتر راج فضل خان  
 کا ہے خان ایک بار تم نے کہا تھا کہ فہم کو کھینچ کر  
 بلکہ ان ہاتھوں کے سردار بنا چاہتے ہو۔ ہاتھوں کے  
 شہنشاہ کی حیثیت سے منظور ہوتا چاہتے ہو۔ میرا خیال  
 ہے اب وہ وقت آگیا ہے جب تم اپنے اس مقصد  
 کا آغاز کرو۔

• واہ فہم! واہ! اڑنے تو میرے دل کی بات ہے کہ  
 اس تو لائی! ابھی سوچ میرے ذہن پر سلسلے ہے۔ ہم قتل  
 کریں گا اور پھر گم کر دیں گے۔ ڈاکوئی پھر سے  
 شروع کر دیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی اب یہ  
 بات منظر عام پر آجانی چاہیے کہ سرداروں کا سردار  
 فضل خان کسی ایک قبیلے کی سرداری کا مستحق نہیں بلکہ جیسے  
 جیسے قبیلوں کے سردار اسے خراج ادا کریں گے۔ ایک  
 منصوبہ ہے میرے ذہن میں۔ غور سے منو! اب اسے پاس  
 اس وقت جو افراد موجود ہیں۔ یہ ملک ان کی تربیت ہو  
 چکی ہے لیکن کام کے لوگوں کی تلاش جاری رہنی چاہیے۔  
 ہمیں ابھی اور ساتھیوں کی ضرورت ہے۔ ہاتھوں کا  
 شہنشاہ بننے کے لیے ہر گز وہ اتنا چھوٹا ہے جو کافی نہیں ہے  
 بلکہ جتنے زیادہ سے زیادہ افراد ہمیں شامل ہو سکیں

شامل ہونا چاہیے۔ ایک چھوٹے سے گاؤں کا آغاز انھیں کرانے  
 ساتھ کر کے۔ فہم نے فہم خان کی نگاہیں اٹھائیں  
 بستلی میں جو ابھی تک فضل کے گھر کے دل کی دھجک سے  
 ٹھوکر لگتی تھی۔ یہ کہ بعد دیر سے بلکہ گھر کے ٹوکے تک  
 رات میں وہ دو بیٹوں کو تار مار کر دیکھیں اس کے ساتھ  
 ہی انھیں ایک پیشکش بھی کی جائے گی۔ کیا ہے؟

• یہی پیشکش فہم! فہم نے سال کیا اور فضل  
 آہستہ آہستہ اسے کچھ بتاتے لگے اس کی نگاہیں وہاں  
 سے ہلک دی گئیں۔ پھر فہم نے کھڑے ہو کر فضل خان  
 کے ہم کے غرے لگائے اور خوشی سے منہ بولے۔

• سوچو فضل! کی نہیں تھی بلکہ جیسے سردار ملکا  
 جو فضل کا مندر تھام بنایا تھا اس قسم کے کاموں کا  
 ہم تھا اور یہ ساری چیزیں اس کی دی ہوئی تھی۔ وہ  
 یہاں بیٹے جیل سے زندگی گزار رہا تھا۔ تم اسے بھی  
 اسے حاصل تھیں۔ بس فضل کو جب کوئی مشکل نہ تھی  
 ہوتی تو وہ نکلے کر لگتا تھا اس سے مدد کرتا اور  
 جی کھڑی سے جو کچھ برآمد ہوتا وہ کچھ حیرت انگیز  
 ہوتا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ فضل اسے اپنے تمام  
 کے ساتھ منسوب کر دیتا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی کسی طرح  
 نہیں تھا کہ فضل کو یہ راستہ نظر نہ آئے ہو۔

• جوز یفان! کھیل جاری تھا۔ پانچ بیٹیوں کی حالت  
 بدل رہی تھی۔ تو نے پلوتے مکا سے خلیج کا کھانہ تیار  
 ہو رہے تھے اور کام میں اسے پہلے پر ہوتا تھا جس  
 تیار ہو کر شہنشاہ کی تیار ہو کر کام ہوتا تھا۔ جوز یفان خود  
 ان تمام کاموں کی نگرانی کر رہی تھی اور فہم کو کھانے  
 اس کے لیے کھلے ہوئے تھے۔ راول بھی خوش تھا۔ منجانب  
 کے ساتھ اس کا وقت اچھا گزر رہا تھا۔ بیٹیوں بیٹیوں  
 کی معصوم معصوم باتیں سے اس کی روح میں نئی زندگی  
 جاتی تھی اور اب اس کے احساسات کچھ تبدیل ہو رہے  
 تھے۔ جو دیکھنے والے اس کے ساتھ بھر پور فکروں کا تھا۔  
 لیکن کبھی کبھی جب تنہائی ملتی اور وہ اپنے آپ پر غور  
 کرتے بیٹھا تو اسے عجیب و غریب احساسات گھیر لیا کرتے  
 تھے۔ وہ اپنے بھائی زارن خان کے پاس میں سوچتا تھا  
 مل کے پاس میں سوچتا اور فہم کا احساس اس کے دل

میں فہم تر بہر تاج تھا۔ ایک ایک جہاں فہم کے  
 خود اپنے فہم کے گھر میں کھانا کھاتا تھا اس کا منہ  
 بھی اسے صاف نہیں کرتا۔ محنت کھانے والی اس کے  
 اپنے ہاتھوں میں لگی تھی۔ زارن خان کو اس کی وجہ  
 سے فہم کوئی کرنی پڑی تھی فضل! مگر وہ جوتا جوتا  
 دیا تھا تو فہم نے کیا ہوتا۔ راول سوچتا تھا کہ خود اس  
 کا بھی کہہ دیتا اور سرداری آئے دنے وقت میں اس  
 کے ہاتھ سے بھی نکلے جاتی ہے۔ یہ سب کچھ جوز یفان  
 کے افسانوں پر ہی تو بھجوا تھا۔ اچھے لمحات میں اسے  
 جوز یفان سے نفرت کا احساس ہونے لگتا تھا۔ لیکن  
 فرخاد کا وجود ہی اب ایسا تھا جس کے باعث اسے  
 احساسات کی شدت کچھ کم ہو جاتی تھی۔ دوسری طرف  
 جوز یفان اپنی نگاہیں مجلس میں تھیں اس کا جو ر  
 انتقام یہ تھا تھا راول خان کے پاس میں اسے بھی  
 طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ اب وہ اس کے جیل سے نکل چکا  
 ہے۔ اپنے فہم کے لیے یہی ایک ذریعہ نظر آیا تھا جس پر  
 اس نے عمل کا آغاز کر دیا تھا۔ لیکن اس عمل کا مقصد  
 کتنا گہرا تھا۔ راول خان کے منہ سے بھی اس سے  
 تھے۔ وہ اپنی بیٹیوں کو اور فرخاد کے ساتھ اپنی دنیا  
 میں گھس گیا تھا۔ جوز یفان نے اس پر بھی اسے نظر نہ لگایا  
 کیا تھا اس پر نگاہ رکھنے کے لیے اور حالات پر قابو پانے  
 کے لیے وہ اکثر بھائی کوئی میں جاتی رہتی اور وہ جب  
 بھی بھائی کو مل جاتی۔ اس کے ساتھ تھا فہم کے کنار  
 ہوتے۔ یہ محنت راول کی بیٹیوں کے لیے ہوتے۔ فرخاد  
 کو بھی وہ نئی نئی چیزیں دیا کرتی تھی اور فرخاد اس کی  
 فہم تھی۔ وہ فہم کو ایک صورت تھی یہی وجہ تھی کہ کبھی  
 جوز یفان کے لیے اس کے دل میں کوئی بھائی نہیں آتی تھی  
 جو دیکھتا اس دوران میں وہ بار بار گوشہ نشین رہتی  
 میں بد نظمی سے فہم کے گھر لگتی تھی۔

• جعفر خان کی واپسی کا انتظار تھا۔ باغریک دن  
 جعفر خان واپس نہیں آئے تھے۔ پہلے اس کی ملاقات بھائی  
 سے ہوئی اور اس کے بعد پھر بھائی اسے ساتھ لے  
 ہوئے جوز یفان کے پاس پہنچ گیا۔ بھائی کا ہوا تو فہم  
 کی آماجگاہ بنا گیا تھا۔ جوز یفان کو پیغام مل گیا تھا کہ  
 جعفر خان اس سے گوشہ نشین رہیں ملاقات کرتا تھا



ہے۔ چنانچہ وہ وہی عزیز و پیارا گئی جس کی اس کے پاس  
جس زمانہ کو دیکھ کر خود چٹانیں سکھ جیسے پر بھی گھسنے  
کے اندر چل گئے۔ اس نے کہا۔  
"اور جس طرح غلاموں نے گئے؟"

"ہاں خاتم اور میری اہلیا اپنے ساتھ ہی یہاں  
واپس لے آئے۔ آپ کے سامنے لنگر پر چائے جس طرح  
غلام نے کہا اور پھر اہم غلام سے ہونے والی گفتگو تفصیل  
سے بتا دی۔"

جوزیفانہ کے ہوتوں پر سکرا ہٹ پھیل گئی۔ اس  
نے ہر غلام کو دیکھا اور دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"ہاں خاتم بہت چالاک ہے اور مجھے قسم ہے  
کہ وہ چالاک آدمی ضرور کامیاب ہو گا لیکن کیا اس نے  
یہ بات تسلیم کی ہے جس طرح غلام کے بعد میں ہر غلام کو  
کا سر ہر بتا دیا ہے؟"

"ہاں خاتم میں لوگوں کا مقصد صرف مادی غلام کی کوئی  
ہے۔ مگر کہہ کی سرداری حاصل کرنا نہیں چاہتا تھا جس میں  
اسے ہر اعتراض نہیں ہے کہ مادی غلام کے بعد ہر غلام  
کو شیر کوہ کا سردار بنا دیا جائے؟ جو خاتم نے سکھائے  
ہوئے ہر غلام کی طرف دیکھا اور بولی۔

"ہر غلام سردی کے حصول کے لیے کیا نہیں غلاموں  
لے کر تیار ہو؟ ہر غلام کو جس طرح ہر غلام کو لگا رہی  
تھی اس نے آہستہ سے کہا۔

"خاتم ہر غلام آپ کا وقت دے گا اور آپ کی عبادت کے  
ساتھ سب کچھ کرے گا۔ اگر تیار ہے تو ایک خاتم آپ کو فیصلہ  
کرے گا آپ اپنے شوہر مادی غلام کے خلاف اپنی اس  
انتہائی کیفیت کو برقرار رکھ جائیں گی یا نہیں مگر میں وقت  
پر آپ کو یہ خیال پائے گا کہ میں مادی غلام کو کوئی تصانیف نہیں  
چاہتا اور ضرور یہ حال میں کوئی تبدیلی دیکھ رہی تو میرے  
برو پنے دو ہاں جو تک کسی نہیں دیکھا ہوگا۔"

جوزیفانہ کے چہرے پر عجیب سے آواز پھیل گئے وہ  
چند لمحات خاموش رہی پھر اس نے کسی قدر کثرت سے  
میں کہا۔

"تم لوگ کہتے ہو کہ مادی غلام ایک ہوتی ہے میرا تجربہ  
اس سے بالکل مختلف ہے ہر غلام اول نے مجھ سے کہہ  
دیا ہے کہ مجھ پر وہ خاتم دورہ سکا اور یہ بات غلام بتا

ہو گا کہ مادی غلام کو کوئی بلکہ جو خاتم نے تم سے کہہ دیا ہے  
کہ جو مادی غلام ایک ہوتی ہے میں بھی اپنے عہد سے  
مستخرج نہیں ہو سکتی۔ پہلے ہم لوگ قتاری کی یاد اس لیے  
کہ جو خور کے زبان ہے ہر غلام نے جس طرح غلام کی طرف  
دیکھا اور جس طرح غلام سے ہوا۔

"مجھے قسم ہے جس طرح غلام جو خاتم نے بتا دیا ہے  
میں وہ بالکل درست ہے۔ قسمی تشویش نہیں کرنی چاہیے  
اور وہی کرنا چاہیے جو غلام نے کہا ہے کہ کسی سے  
ہمارے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے؟"

"میں جو غلام دیکھتا ہوں اس بات کا اعتبار کرو کہ  
کہ تم اپنی بروی اور غلام کو سب سے کم تر مانتے ہو  
جو غلام! اپنی بروی کو بھی اس بات سے کم تر مانتا ہے  
اس سے بھی کم تر مانتا ہے بلکہ میں سب سے کم تر  
ہوں۔ بعد میں اسے اور جو حال ہے آگاہ کر دیتا ہوں جس میں  
اس سے یہ بات کہی تو شاید وہ ماز میں نہ رکھ سکے میں  
یہ بات ایک لمحہ کی حیثیت سے کہہ رہی ہوں؟"

"میں جانتا ہوں خاتم! میں جانتا ہوں ہر غلام نے  
جواب دیا۔

"تو پھر کب تم اس کی تکمیل کر رہے ہو؟  
"بہت جلد غلام! اب مجھے کوئی تشویش نہیں ہے ہر غلام  
نے جواب دیا اور اس کے بعد وہ دونوں خاتم سے رخصت  
ہو کر چلے آئے۔

غلام کا طرفان اس وقت کے بعد سے عزم ہو گیا  
تھا۔ جب سے اس کی موت کا اعلان ہوا تھا اپنی سنجید  
گھر سواروں کی داستانیں اب غلام پر ہی مبنی تھیں۔  
لوگ جب خوفناک کہانیاں سناتے دیکھتے تو یہ تازہ ترین  
کہانیاں ضرور کہہ دیتی جاتی تھیں لیکن بقیہ نوشابہ  
پر نصیب ہوتی تھی جہاں سے غلام ایک بار پھر زندہ ہوا۔  
وہ ایک بڑے سکون چاہتی رات تھی جب بڑے بڑے کمالات  
پر مشتمل بستی سکھائی گہری زیندہ سو رہی تھی کہ غلام اور  
اس کے ساتھی قہر کی اس پر ٹوٹے۔ پہا کیسے ہی رہ گئے  
دھماکے کو گئے اور وہ بے خبر سونے والے جڑا کر اٹھ گئے پھر  
بھی باہر نکلا ڈاکوؤں کی گولیوں کا ٹھکر ہو گیا اور مرنے  
والوں کی تعداد مستردہ اٹھارہ کے قریب پہنچ گئی اس کے

بعد غلام کو راج اور اس کے اور راج کی رہ گئی تھی  
کہ وہ اپنے گھماری، مرنے کے ساتھی نہیں رہے تھے  
حاصل ہو گئی کوئی آفت سے بھی قریب ہونے کا شائبہ۔۔۔

تجاری مدد کے علاوہ یہاں یہاں کی بستی تیار ہو  
گئی تھی۔ بستی بستی بن رہی تھی۔ زندگی چانے کے خواہش اس بات  
سے آواز نہیں بھرنے لگی۔ زندگی چانے کے خواہش اس بات  
کو قسمت بچھڑے کہ کھلے سے عجب غلاموں اور جیتندہ

اس کے نام دوسرے تھے۔ چنانچہ سبھی نے اس پر مادی کا حید  
کر دیا اور غلام نے اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر بے یار و مدد  
جس کام آواز دہنا چاہتا تھا۔ اس کا غلام، تجاری سکون  
سے ہو گیا تھا۔ بستی نوشابہ کے بعد دوسری بستی جس کا نام

گل سنور تھا۔ غلام کے غمزدوں تکہ زندگی تھی اور جب  
بستی کے لوگ غمت میں کر رہے تھے انھوں نے ہر آئے  
تو انھیں صاف کر دیا گیا۔ ان کے دل واسپا ہیں سے  
کہہ دیا گیا لیکن اس شرط پر کہ وہ ہاں نہیں کے شیشہ کو

تسلیم کریں۔ گل سنور کے بعد بستی خب نور اور پھر باقی  
تمام بستیاں جن کا فیصلہ پہلے ہی کر دیا گیا تھا۔ ہاں  
کے شیشہ غلام خان کی باجگزار بن گئیں اور غلاموں  
اس طویل معرے واپس آئے۔ تو وہ بے پناہ خوش تھا اس

کی مسرتوں کا تھا کہ نہیں تھا۔ کسی نے اس سے کہا تھا کہ  
وہ شیر کوہ کی سربراہی نہیں کرے گا۔ اس پر اس نے انکار  
کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ شیر کوہ کا نہیں بلکہ ہاں کے شیشہ  
سے اور اس کے آگے کسی کا ہمارا نہیں مل سکتا۔ آج اس

کی ابتدا ہو گئی تھی لیکن صاحبان آ غلامیوں تک یہی  
تھی غلام بھی تو ان چوٹی بھوتی بستیوں کے بعد میں  
بڑی بستیوں کا محسوس کرنا تھا تھا تھا آپ کو بہت غمزد  
سمجھتی تھیں اور اس کے لیے زیادہ افراد کی ضرورت تھی

جن کی بغیر شروع ہو گئی۔ نو جوانوں کو اٹھا کر کیا گیا۔ مختلف  
بستیوں سے اپنے لوگوں کو تلاش کیا گیا جو جڑ گئے کے  
کافروں کے ہاتھ یوں اور ان تمام لوگوں کو ہاٹوں میں  
جسے کیا جانے لگا۔ ان کی تربیت کی جانے لگی اور پھر ایک  
رات غلام خان کا آواز ایک اور بہت بڑی بستی کی جانب  
ہو گیا۔ اب بستیوں کی شام سے آگئی تھی۔

ہاں وہ بھی بستی کے چہرے میں نے حکم کی کہ غلام کی بستی  
آگے لے کر غلام کے ساتھیوں نے غلام کی خاموشی کر دیا  
اور اس کے بعد وہ چلے کے ہاں ایک پر ساتھیوں کے لوگوں  
کو ایک چڑے میدان میں جمع کرنے کے جوڑ میں سرور ہوا

اور پھر آواز دہا کر رہا تھا۔ ایک آواز میں چاند صاف  
سے ابھر رہی تھی اور پھر ان کا آوازوں میں خیر کی آواز بھری  
"نوشابہ کے بچے والو اسید گھوڑے والے قہر سے  
سامنے آگئے ہیں غلام خان کے دشمنوں نے یہ خبر ڈال دی تھی

کہ غلام خان اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ دیکھ لو  
ہاں لوں کا شیشہ قہر سے سامنے ہے۔ چلے صرف پانچ  
گھوڑے بستیوں کو تیار کرتے تھے لیکن آج ہاں گروہ  
بے شمار افراد پر مشتمل ہے اگر ہمارا اس بستی کے پروردہ

کو غمزد رہی لیکن غلام خان نے اپنی نکتہ میں رہنے والوں  
کو بتا دیا ہے۔ ہاں نوشابہ کے باخندہ تجاری قہر سے  
یاد رہے کہ غلام خان تم سب کو چالاک نہیں کرنا چاہتا۔  
تم میں سے کون ہے جو اس وقت اپنا مال واسپا بچا

کے اپنی زندگیاں چاہے۔ تم سب ہمارے رحم و کرم پر ہو  
لیکن خوش خبری ہو کہ تجاری زندگیاں غلاموں میں ہوں  
تم صرف ایک خبر آج کے بعد ہمیشہ کے لیے رہنا غمزد  
کر سکتے ہو یا دیکھو آج کے بعد ہمیشہ کے لیے رہنا غمزد

نہیں ہو سکتے۔ نہیں اپنے آپ کو قریب سے دوست  
کیاں ہے؟ تجاری ہر سا بچہ مل کر ہے آگے نہیں بٹھا  
اگر غلام خان چاہے تو تجاری اس بستی کا ہم دشمن بنا  
دیا جائے لیکن کیا تم غلام کی پناہ میں نہ پسند کرو گے؟ کیا

اسے ہاٹوں کا شیشہ تسلیم کرو گے؟ اگر اس بات پر تیار  
ہو تو ہمیں یہاں دی جا سکتی ہے۔ میں نوشابہ والوں کی بستی  
بستی وہ پہلی بستی ہے جس میں خبر دی جا رہی ہے کہ آپ  
ہاٹوں میں کوئی قبیلہ قبیلہ نہیں رہے گا۔ کوئی جڑ نہ رہے

انکس مات صادر نہیں کرے گا۔ ہاٹوں کا شیشہ غلام خان  
تم سب کی تقدیر کا مالک ہے۔ وہی تجاری ہے ہاٹوں میں  
فیصلہ کرے گا۔ وہی تجاری وادری کرے گا اور تم سب  
اُسے غلام اور کرے گا۔ اس طرح کی امانتیں کے لیے ہم

بات تقابلی نہیں تھی۔ گو غلام خان کی آنکھیں میرت



# جرم وفا

کمدار کی کمزوریاں لمبیاں نظر آتی ہیں۔

قیمت :- 2000/-

اپنے ہا کر یا قرعہ بک شل سے طلب فرمائیں

## علی میاں چہلی کیشنر

20۔ عزیز مارکیٹ داروں بازار لاہور۔ فون: 7247444

علی بک شاہ

عک میو میٹل، نسبت رولڈ کلاہور۔۔۔ فون: 7223853

تشر

## اشاکسٹ

سے پہلی گئیں۔ لیکن تا حال لوگ نامزد قطر رو رہے تھے۔ ان کے اسرود کے درگم سے تھے انھوں نے وردناک اخلاقی مبنی تباہی کی داستانیں شانی قص اور گوندل خانہ برطانوی کے عالم میں کھوا ہو گیا تھا۔

"مگر خلیفہ فرنگی ہے۔ تم لوگ یہ بات کیے کہ کچھ ہو کر وہ خلیفہ اور اس کے ساتھی ہیں تھے؟"

"تم یہ بتاؤ کہ اگر اپنے خوف کو چھاپا ہوتا ہو تو دیکھتا ہے۔ دردمم لوگ جس کے ہاتھوں سے تاراج ہوئے وہ خلیفہ ہی تھا۔ چم میں سے کیا لہجہ ملا ہے یہ پتہ ہے۔ خلیفہ کی موت کا افساد مادل خان کی اس سازش میں عین ہو سکتا ہے۔ جو وہ پہلوؤں کے خلاف کر رہا ہے۔ خلیفہ کا نام یہ ہے کہ سب کے لیے ایک مصیبت بن گیا تھا اور اس کا تعلق خیر کو ہے۔ تھا چنانچہ مادل خان نے طوطی کو پراپتی نہ دے دیا۔ جس سے جان بچانے کا یہی ایک طریقہ درپا ہے کیا کہ خلیفہ کی موت کا اعلان کر دیا جائے اور اگر تم سر مار ہو کر حملی ہی بات نہیں سمجھ کے گوندل خان قلم نہیں بتاتے ہیں کہ کیا یوں کیا گیا؟"

"مادل خان رو دنا اول ہی سے خلیفہ کا پشت پناہ تھا اور اس کے کاپر خلیفہ کے ڈاکے ڈالتا تھا۔ یہ سب فرنگی کارروائی تھی جو مادل خان کے خلاف کر رہا تھا ظاہر ہے کہ خلیفہ اس کا خون ہے۔ وہ اپنے ہی خون کے خلاف کیسے ہو سکتا تھا۔ اس نے اپنی چٹائی سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے خلیفہ کی موت کا اعلان کر دیا اور اسے کہہ کر یہ خاص عمل بننے کے لیے کہ وہ دردمم خود تاراج گوندل خان کو فریاد کہتا اور اس میں بدلتی بدلتی کہاں سے آگئی اور وہ خلیفہ ہاتھوں سے نکالی جا رہی ہے۔ یہ سب بے وقوف بنانے والی باتیں تھیں اور فرنگیوں کا تربیت یافتہ مادل خان اپنی اس کو طوطیوں کی سیاب ہو گیا۔"

گوندل خان کو یہ پریشانی نہیں تھی کہ خلیفہ میرے زندہ ہو گیا اور مادل کیا کر رہا ہے۔ اس کے منہ میں تو کہہ اور یہی نصرتا عجب رہے تھے۔ اس وقت اسے اپنی بیٹی یا ناری تھی۔ جس نے خلیفہ کا لہجہ پیرا دیا تھا۔ یہاں سے جانے کے بعد اس سے بچاؤ تک رابطہ قائم نہیں کیا گیا تھا اور اب گوندل خان کی قریب برداشت جواب دہی جا رہی تھی۔ اس نے وہ لوگوں کو روکا سادہ ہوئے کہ کچھ گھر سے کہہ دیے جیسا کہ وہ



مگر میں قیام کیا اور پھر اپنی آہ کی اطلاع وہاں کے سردار کو بھیجائی۔ سردار کو کوئی خاص کام نہیں تھا تو وہ اپنا قیام اس نے شکایت کی کہ گلاب پیل کا چشم سردار زرنہ دہم یا تو اس نے سردار داؤد کو اس قابل دیکھا کہ اس کے ہاں قیام کرے۔ مگر محل خان نے مسکرا کر کہا کہ مٹی کے کسرال کو وہ بڑی اہمیت دیتا ہے۔ سردار داؤد ویران رہ گیا تھا۔

”زردناشا اور گلاب خیل کے سردار کی بیٹی کا سنسہا؟“  
 ”ہاں دادا دھانی کیا تم شاہ دل کو نہیں جانتے؟ اس  
 عظیم فرخوان کو نہیں جانتے جس نے شیر کوہ میں داخل ہو کر  
 داخلہ پر ضرب کاری لگائی اسی تو ہماری بیٹی کا شوہر ہے  
 کیا زردناشا تو نہیں اس کی داہی پر رتوں میں مٹا گیا؟ کیا یہ  
 بات نہیں آج تک نہیں معلوم کر شاہ دل ہماری بیٹی کو  
 نے کہاں آچکے ہے۔ وہ بھانا داماد ہے۔“

”اتوس اتنی جڑی خبر مجھ سے پوشیدہ رہی۔ میں اس کے لیے غر مسار ہوں اور حرم بھی کرگلاب شیل کی مود لڈولی کو اس کے خالانہ غلن احترام دے سکا۔ تمنا ابھی معلوم کرتا ہوں کہ شاہ دل کون ہے اور کیوں رہتا ہے؟ میں اس سے باز پرس بھی کروں گا کہ اس نے، باہر مجھ سے کیوں چلپائی؟

لیکن راز و دخان کی انتہائی کوششوں کے باوجود

خواہ دل تابی کوئی ایسا نوجوان دلا جو زرتار سے سبق  
گلاب خیل گیا ہو اور گلاب خیل کے سردار کی جی کو زلزلت  
کے گہو پہن لے آیا ہو جب یہ اطلاع کو نعل خانہ کو پہنچی  
تو اس کے سارے چہرے نے پید چھوڑ دیا اس کا دل  
خلف دھڑکنے کا شکار ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی  
دھوکا کھڑا کوئی فریب کھایا کوئی چال پہنچی اور گلاب خیل  
کو زلت کی خبر پہنچوں میں دھکیل دیا گیا لیکن وہ کوئی نہ سکتا  
تھا اس نے داؤد خان سے کہا کہ پورے علاقہ  
پر زرتار سے معلوم کرے کہ شاہ دل تابی یہاں کوئی نوجوان

پاشا خان اچھے طرح بھی ممکن ہو سکے در ابد خان سے اچھے طرح ممکن ہو سکے کہ کوٹش کر کے کھڑی کی گوت کا انداز حقیقت پر مبنی ہے یا یہ صرف افسانہ طرازی قلمی نہیں اس وقت تک مزید کوئی قدم نہیں اٹھا

مکتبہ حبیب اللہ کے لیے یہ نیک نیت کا ہر جہت سے  
 "میں خودی جیسا کہ میں کرتا ہوں اور اپنا قاصد خیر  
 فریخت سے فریخت کو پہنچاتا ہوں" اہم مقام نے گونڈا  
 کو لکھا ہے دیکھتے ہوئے کہا۔

جوزیتان کو اہم خاندان کا پیغام مل چکا تھا اور وہ  
جوزیتان سے ملاقات کی تیاری کر رہا تھا۔ نئی حوصلی  
کا گوشہ فردوس مان کی ملاقات کے لیے نہایت موزوں  
تھا۔ اول خانہ دین میں نئی حوصلی آجاتا تھا۔ سردار کے  
فرائض انجام دیتا تھا اور جو مسائل پڑتے تھے ان کے  
حل کے لیے کوششیں کرتا تھا۔ اکثر اوقات معمول کے  
ملا جی جوزیتان بھی اس کے ساتھ ہوتی تھی اور وہ

"نہیں، بعد خلی وہ طفل کی ہے۔" ہر رختان چیر تنہا  
 ہو کر جوڑ بٹان کی صورت دیکھنے لگا تھا تب جوڑ بٹان کا  
 "جب اسرار مالدہ بیاں آنے کے بعد جب لوگوں کی  
 فزقوں کا شکار تھا اس کے چہرے میں ہنسی کی ایک جھلک  
 اٹھی اور اس گلی میں چلتے ہوئے اس نے اپنے اچھے برونک  
 اقدامات کے کرٹوگے تردگم جاؤ گے، طفل کو اسی نے  
 عزت بنا لیا۔ رول خان نے ہی اسے ڈکوتا بنا لیا۔ آج  
 بات قبلہ سے سامنے کہتے ہوئے مجھے سخت طرس لگی ہو رہی  
 ہے کہ زارقی طفل کی موت کا سبب مادل خان ہی ہے۔  
 پھر جب اس نے اپنے مقصد کی تکمیل کر لی تو طفل کو  
 راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا، طفل کی تکفیر میں کامیاب  
 ہو گیا۔ پانچ سفید گھوڑے مالوں میں سے دو کم ہو گئے لیکن  
 وہ لیکن میں تھا کہ طفل خاموش دھمکے چلتا تھا۔ اس نے  
 اپنا گھونگلی دیا اور اس کے بعد اب وہ دوبارہ  
 منظر عام پر آ گیا ہے۔

دیکھتی ہے کہ کوڑا تو اس کی ہڈیوں پر رخنوں نے جوڑ لیا ہے  
لوہات تو ہمارے جوڑ لیا ہے شکر مٹے ہوئے اس کا  
خیر مقدم کیا۔

”کہو بد رشتہ اور کوئی خاص بات؟“  
 ”ہی خاتم ایک بنا ہوا شخص تھا کھڑا تھا۔ آپ  
 اس سے لاکھ روپے نہیں ہوں گی۔“  
 ”تمہارا اشارہ فطری کی طرف تو نہیں ہے؟“  
 ”ہی خاتم اس فطری پر فطری کہتا ہے ایک ہی بات

مکتا جب تک کہ میری تکفلات ہو جائے۔  
 "میں خودی عیاروں کرتا ہوں اور اپنا کام نہ  
 فریج سے فریج کو پہناتا ہوں" اہم قلم نے گونڈا  
 کو قتل کیا دیتے ہوئے کہا۔

جہان کو ہم مل کے اپنا مل چکا تھا اور وہ  
 جہان سے لوگوں کی تیار ہو کر رہا تھا نئی جہان  
 کا گوشہ فردوس میں کی ملکات کے لیے بنات کر دیں  
 تھا۔ راول خانہ وں میں نئی جہان آباد تھا۔ سردار کے  
 فراموشی، انہماک دینا تھا اور جو مسائل ہوتے تھے ان کے  
 حل کے لیے کوششیں کرتا تھا۔ اکثر اوقات معمول کے  
 مطابق جہان میں بھی اس کے ساتھ ہوتی تھی اور وہ  
 راول کے معاملات میں پوری پوری دلچسپی لیتی تھی۔  
 راول اس تبدیلی پر حیرت زدہ تھا وہ جہان کی  
 فطرت سے اچھی طرح واقف تھا لیکن جہان نے  
 اپنے آپ کو اس طرح ان معاملات سے واقف کر لیا  
 تھا کہ راول کسی بھی بات میں جو اس کو دیکھتا تھا جہان  
 جیسی صورت میں کہے بہت پر راحت کہے ہوئے ہے  
 اس کو چھتا تو ہر اپنی دوسری بیوی کے ساتھ مل  
 ہی کر گیا ہے۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ جہان اس معاملے  
 کا نئی آسانی سے برداشت نہیں کر سکتی لیکن وہ یہ دیکھ  
 رہا تھا کہ جہان کی بڑائی پر کوئی شک نہیں ہے چنانچہ  
 وہ جس کے دوسرے بھی آجائز تھے جب کوئی بات سمجھ  
 پر نہیں آتی تو پھر جہان کی نیت پر شک نہ کرتا بلکہ  
 علی چاہتا تھا اس نے خود بھی جہان کے ساتھ پانچ روز بہتر  
 کر لیا اب یہاں رہتا ہے اس کے ذہن سے نکلتا  
 جہان تھا کہ جہان اس کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ  
 رکھتی ہے گوشہ فردوس میں بددعا نے جہان سے  
 ملکات کی اور جہان نے شکر ادا ہونے اس کا  
 شکر ادا کیا۔

”کہو بد رفتاری اور کوئی خاص بات؟“  
 ”ہی خاتمہ ایک نیا وطن! آٹھ کھڑا تھا۔ آپ  
 اس سے لاعلم تو نہیں ہوں گی۔“  
 ”جہاں انشاء ظفر کی طرف تو نہیں ہے؟“  
 ”ہی خاتمہ اس طرح ہر شخص کی زبان پر ایک ہی بات



















کس کس کو بے نیاز کرنا مقصود میری نہیں میری اصل کا تھا جو ایک سرخ رخن کے بال میں چسپاں گئی تھی۔ کاش میں تعلیم حاصل کر کے دیس شیر کوہ آجاتا اور اپنے بھائی ذوق خان کا دست راست بن جاتا کیا کچھ نہ فرما لے؟ یہ سب کچھ... سب کچھ نہ تھا۔ اس نے کچھ طرف مڑ کر کے تلواری۔

”فرخانہ؟“  
”کیا بات ہے خان؟“ فرخانہ نے مستحکم سے کہا۔  
”بچیاں سو رہی ہیں؟“  
”اں۔ چھب کی بات ہے ان کی نیند بڑی گہری ہے۔ وہ اگر اسے سو رہی ہیں۔“

”اگر تمہیں کوئی خاص وقت نہ ہو تو میرے پاس پہلو“  
”میں آ رہی ہوں خان۔“ فرخانہ نے کہا اور راول خان نے گھولنے کی زنگنه لنگل سست کر دی۔

فرخانہ گھوڑا گاڑی سے باہر نکل آئی اور راول خان نے آئے سہلما دے کر اپنے نزدیک بٹھا لیا۔ فرخانہ ذات کی آگئی میں بھی پاک رہی تھی۔ پہاڑوں کی بیٹی کسی بھی اور جو زیارت میں شکل و صورت سے کم نہیں تھی اور اس وقت بھی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اس کے لیے بھال خفا میں آ کر رہے تھے۔ شرمیلی آنکھیں نیند کے غار میں کھلی ہوئی تھیں۔ وہ خوبصورت شہسبزی تھیں۔ فرخانہ کو دیکھ کر اسے ایک گونہ سکون ہوا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

”طہان سے چلے جاؤ فرخانہ۔ مجھ سے کدنا تو چوٹی سی چڑھائی چڑھے گی۔ میں جلد از جلد ویرنگل جا رہی ہوں۔ اب سکون سے چلی چلی ہوں خان تمہارے نزدیک چلے کر تو ہر تکلیف دور ہو جاتی ہے؟“

”فرخانہ ایک بات پوچھیں تم سے؟“  
”نہو خان۔ جس میں سوال کرنے کی کیا بات ہے؟“  
”تم بہت خوبصورت ہو فرخانہ بہت خوبصورت۔“  
”جنا نے کیوں میری اندھی آنکھیں پتہ تھا میرے اس سن کا بازہ نہیں لے سکی تھیں۔“

فرخانہ کی گردن شرم سے جھک گئی۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ ”میں خان کا دل آپ کی نظر کی خوبصورتی ہے۔ آپ نے جس قدر مجھے بہاؤ کی نظر سے دیکھا میں خوبصورت ہو گئی۔“  
”فرخانہ میرے پاس میں تمہاری کیا دے رہی ہے؟“

”آپ کے پاس میں... آپ... آپ...“ فرخانہ کے منہ سے الفاظ نہ نکل سکے۔  
”میں فرخانہ میں سنا ہوا ہوں۔ مجھے ضرورتاً جو تمہارے دل میں ہے۔“  
”ایک جوں کی حدت سے خان آپ شیر کوہ کے سب سے خوبصورت جوان ہیں۔ میں نے جب آپ کو پہلی بار دیکھا تو مجھے اپنی خوش قسمتی پر ہنر ہوا۔“

”میں نے اپنے لیے ایک فرقی صورت کا نہیں چھوڑا۔“  
”مجھ سے کہا گیا خان کہ کیا تم راول خان کو بحیثیت شوہر قبول کرتی ہو تو میں نے آپ کو بحیثیت شوہر قبول کر لیا۔ میں نے یہ مانگ نہیں سوجھا کہ آپ کسی اور کے بھی شوہر ہیں۔ ہم پہلی ہی عورتوں کو یہ سب سوچنے کی ضرورت نہیں نہیں آتی۔ کوئی کچھ ہمارے دھولے ہمارے لیے جو کچھ چاہتے ہیں وہ بہتر ہو سکتا ہے اور خان اس کے اندر میں اپنی خوش فہمی پر شک کرتی رہی۔ بد قسمتی کے ساتھ تو ہر انسان پر کچھ نہ کہ اثر اٹھاتا ہے کہ دن آپ مجھ سے قدر رہے۔ میں آپ کو بلا کر کسی دوسری نیند میں چھوڑ دیتی ہوں۔ رول خان کوئی اور آپ کچھ میرے ساتھ ہیں۔“

”راول خان نے انکھیں بند کر لیں۔ آنسوؤں کے کنارے اس کے گالوں پر لڑکھانے لگے لیکن رات کی تاریکی کی وجہ سے فرخانہ ان آنسوؤں کو نہیں دیکھ سکی تھی۔ چند لمحوں کے بعد وہ بولا۔ ”تم نے نہیں پوچھا فرخانہ کہ رات کی تاریکی میں اس طرح مجھوں کی مانند میرے شوہر کو کچھ نہ دیکھ سکتا مگر تا ناہم نہ کرے تو خود ہی مجھے بتا دے اور جو بات راول خان کو ناہم نہ ہو میں وہ بھی نہیں کر سکتی۔ راول خان خدائے بعد سر اٹھان سے میں اس پر مکمل اعتماد کرتی ہوں۔ اس نے جہاں میں جانا ہے کا فیصلہ کیا ہونا میرے لیے اور میری جگہوں کے لیے بہتر ہو گا۔ اس میں یہ کیوں پہچان لیں کا فیصلہ کیا ہے؟“

”آپنا اعتماد کرتی ہو مجھ پر؟“  
”ہاں سے بھی کہیں زیادہ خان شاید میرے پاس اپنے ہدایت کے انہماک کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔“  
”کاش میں اپنی تم بھلی ہو تو میں فرخانہ جو میری قدریر کا سویر آسمان کی بلندیوں پر کھڑا ہو گا۔ میں نے اپنی ہر قسمی سنے بچے انہماک کرنا تھا۔ کاش میں تم سے کہہ سکتا کہ ہرانی

تمام ایسی شہزادہ کے ساتھ کرو۔“  
”کیسی ایسی کرو رہے ہیں خان۔ میں اپنے ان کو گواہ کر کے کہہ رہی ہوں کہ میرے دل میں تمہارے لیے بڑی کما ایک فتنہ نہیں ہے۔ میں سب کچھ قبول کر چکی ہوں۔“  
”اور یہی وہ رہ کر فرخانہ کو جو کہ میں نہیں بتاؤں گا اس سے تم بدل نہیں ہو گی۔“

”میں خان سے وعدہ کرتی ہوں۔“ فرخانہ نے جواب دیا۔  
”فرخانہ میں نے آپ میں تعلیم حاصل کر لی۔ خان راول خان نے مجھے بتایا اس حوض سے جیسا تھا کہ میں اپنی تعلیم حاصل کر کے واپس آؤں اور شیر کوہ کا نظام دوبارہ چلاؤں۔ یقیناً میرے بھائی کے دل میں کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن پھر آپ میں تعلیم کے دوران تکفیت اور غرضت دیکھ لی اور میری فہمانی اس کی چھائی سے دھوکہ کھا گئی۔ میں اس سے دل لگا دیتا اور اس سے شادی کر لیتا۔ جب میں شیر کوہ واپس آ کر راول خان سے سوچا کہ میرا استقبال ایک سواری کی حیثیت سے ہو گا۔ میرا بھائی زارنگ خان میرے لیے زمین پر بدل چکا ہے۔ گائیکین ایک سرخ رخن کو میرے ساتھ دیکھ کر سہاڑ کے معصوم ہونے سے آہستہ آہستہ گرجنے لگے۔ میرا بھائی بھی انکھیں میٹھاں میں نے اس بات کو بہت زیادہ اہم اور دینی دیکھ کر میرے لیے میرے بھائی کی عزت کا دل میں کیا اس کے بعد میں نے ان لوگوں سے صرف عزت کی باتیں کر رہی تھیں۔ ساتھ ساتھ ہوتیں تو شاید مجھے سمجھ میں کہ عزت ہے معنی ہے میں جس کا تھا فرخانہ اور میری فہمانی مجھے زیادہ یاد رہی تھی۔ میں میری فہمانی کے افکاروں پر پتہ چلا اور میں نے اپنے لیے گناہ کے کوئی عہد نہیں کر سکتا اور آج ان گناہوں کی سزا میرے ساتھ تم اور میری بیٹیوں کی بھگت رہی ہیں۔ فرخانہ میں کس زبان سے نہیں بتاؤں کہ میں نے کیا کیا کیا ہے۔“

”مجھ کو تم سے سرزد ہوا ہے خان رہے تمہارے ان کے درمیان سے کسی اور کو اس کا شریک نہ چناؤ۔ اگر وہ صحیح فیصلہ کرے گا جہاں تک فرقی صورت کا مسئلہ ہے۔ میں اس کے بارے میں کہ نہیں کہوں گی کہ وہ بھی فہمانی کی ہے۔ خان میں اٹھتے دھاروں کی کریم نے اگر ننگل میں کوئی نیکی ہے تو اس کے پاس نہیں معاف

کر دے۔ ہاں خان میں یہ پس عورت نہیں اور کہ نہیں دے سکتی لیکن اگر ان کو قبول کرے تو میں اپنی نیکیاں نہیں دینے کے لیے تیار ہوں تاکہ تمہاری گردش ختم ہو جائے۔“  
راول خان نے بے اختیار فرخانہ کو اپنے پیٹ سے لگا لیا۔ دیکھ کیا اس نے لگا تھا۔ اس سے زیادہ کسی اور کو کیا دیا جاسکتا ہے۔ فرخانہ دینے والے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ تو نے میری زندگی بھر جاری ہے فرخانہ۔ تو نے میری تاریکیاں روشن کر دی ہیں۔ تو نے مجھے وہ دیا ہے جو مجھے نہیں دنا چاہتے تھا۔“

”میں آپ کے تدبیروں کی خاک ہوں خان میں آپ کے چہروں کی وصولی ہوں۔“ فرخانہ کے ان الفاظ سے راول خان کو کچھ لہجہ اس ہو گئی تھی۔ اس نے سوچا کہ جہنگ میں گناہ گار ہوں لیکن ان کا ایک معصوم بندہ اپنی نیکیوں کے حوض میری کشش کا رہا ہے تو ہو سکتا ہے میرے گناہوں کی سختی میری کئی واقع ہو جائے۔ سفر جاری رہا۔ بچیاں سو رہی تھیں۔ صبح کی روشنی آہستہ آہستہ فضا کو توڑنے لگی۔ گھوڑے بڑی طرح جھک گئے تھے۔ رات بھر کے سفر نے اس بات کی رفتار فطری طور پر سست کر دی تھی۔ راول خان نے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب وہ کس طرف ہے۔ اور یہاں اس کا پاس کوئی سستی بھی ہے۔ یہ نہیں۔ یہ حال تھا اور آگے بڑھنے کے بعد اس نے گھوڑا گاڑی روک دی۔ ایک ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ کر ادھر ادھر نظریں ڈالتا تھا۔ دور دور تک کوئی ذی روح موجود نہیں تھا اور نہ ہی اس کا پاس ان کوئی غلطی کسی بھی کے آثار تھے۔ گھوڑا قیام کے لیے بے حجب موزوں تھی جتنا پھر اس نے فرخانہ سے کہا کہ مجھے آگے اور پیچھے کو بھی جگا دے میں ہو گئی ہے۔ گھوڑا گاڑی میں ضرورتاً زندگی کی ایک چیزیں راول خان کے لیے مہیا کرنا ممکن ہو سکتی تھیں۔ بارگلی گئی تھیں۔ اس نے گھوڑے کو سول دیے اور ہاتھ سامان اٹار کر ایک سمت دیکھ کر بچپن کی بچیاں ہانگ گئی تھیں۔ بچپن نے سوال نہیں کیا کہ راتوں رات یہ کیا مہیا کیا کر لیں۔ چھوڑ کر ان جگہوں میں آگے فرخانہ نے پانی کا برتن اٹھا لیا اور بچپن کا مٹہ دھلا لے لگی۔  
”گھوڑی رہ کر بہ فرخانہ نے کھانے کا سامان۔“



اُس کے سامنے دیکھا تو اُس نے مسکرائی دکھا ہوں سے پہلی  
 بیویوں کی جانب دیکھا۔  
 آہاؤ شہ پر جاتے آؤ دھنشاں۔ آؤ بیٹی دھنشاں  
 میرے ساتھ ہی بیٹھ جاؤ۔ فرماؤ تم بھی آہاؤ  
 فرماؤ زمین پر بیٹھ گئی اور شیر کوہ کا سر وار لایا  
 کی فٹلاں میں پرورش پانے والا مفور انسان زمین  
 کے اس ٹکڑے پر بیٹھ کر بیت کا افسانہ بھرے لگا رہا  
 کے ہاتھ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔ نیپل بیٹیاں ملتی  
 انداز میں اُس کے ساتھ ناشتے میں مصروف تھیں۔ اُنہی  
 سے تار جاتے ہوئے کے بعد دھنشاں کہنے لگی: آہاؤ خان  
 گر بہت دور تو ہم اس بڑے بڑی گلی پر کھیل گئے۔  
 "ہم بیٹے شہر۔ شہر جاتے گئے۔ ہلاؤ دھنشاں  
 بچوں کا خیال رکھنا۔ اُس نے بڑی تیزی سے کہا اور نیپل بیٹیاں  
 دوڑتی گئیں۔  
 گھوڑے اور آدمی گلیوں میں مصروف تھے۔  
 راول خان فرماؤ کو دیکھنا گھر لو۔  
 "فرماؤ قوتی ویر نام کو لو اس کے بعد ہم یہاں سے  
 ہی آگے بڑھیں گے۔" جگہ جگہ سے تھوڑے سے  
 "میں ٹیک بھل خان کوئی ایسی کیفیت نہیں ہے۔  
 بچے نہیں پیدا رہی ہے۔" فرماؤ نہ جواب دیا۔  
 "اس کے باوجود بہتر ہے کہ گھر لگاؤ لگاؤ میں بیٹھ کر  
 قوتی ویر نام کو لو۔ میں بچوں پر نگاہ رکھوں گا۔ ہاؤ جو کہ  
 میں کہہ رہا ہوں کہ۔  
 اس کے بعد ہلاؤ فرماؤ کے پاس کیا گئی تھی کہ  
 وہ راول خان کے پاس دھنشاں۔ راول خان فرماؤ کو گھر لگائی  
 میں دیکھ کر خود گھٹنوں کی مٹائی کہنے لگا۔ اُس نے اب  
 اپنے آپ کو ایک سٹے انسان کے روپ میں نکالنا شروع  
 کر دیا تھا حالات کا اتنا خیال ہی تھا۔ وہ ہاتھ کاٹا کہ صورت حال  
 تبدیل ہو گئی ہے اور اس وقت صرف یہی بچت ہے کہ اپنے  
 آپ کو بھل کر ایک نام آدمی کی حیثیت سے زندگی گزاری  
 جائے ورنہ وہ بڑی بڑی باتوں کی گنجائش نہیں کر  
 سکے گا۔ ورنہ وہ گھٹنوں کی مٹائی کرتا رہا اور گھوڑے  
 تانہ دم ہو گئے۔ اُس کے بعد اُس نے اوجڑا دھنشاں کی  
 اطراف میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جسے خود اس کے  
 لیے منتخب کر کے اُسے ذریعہ کیا جاسکتا لیکن بات اس

کے ذہن میں خود ہی کہہ رہا تھا کہ اس کے پاس کوئی چیز  
 نظر آئے تھے حاصل کر کے اُس کا ذریعہ کر لیا جائے تاکہ  
 آگے بڑھ کر مشکلات سے بچ سکیں۔  
 صورت جب خاموش رہا تو راول خان نے گھٹنوں  
 کے سلاخیں اٹھائیں اور وہ گھڑا گاڑی میں بیٹھ دیا  
 پھر نیپل بیٹوں سے گھڑا گاڑی میں جانے کے لیے کہا  
 اور اُس کے بعد کچھ دن کی جگہ سنبھال لی۔ پرچہ کر  
 اُس نے آگے جانے والی راہوں کا تعین کر لیا تھا۔ نیپل  
 ہی کہ بہت ہی سنا سنا ہے۔ اُس کے پاس کافی  
 ہتھیار وغیرہ موجود تھے۔ میں نے سوچا کہ آہستہ آہستہ  
 کیا جاسکتا تھا۔ اُس نے یہ سب سنا کر گھر کی طرف  
 پہلائی تو وہ اس ہی رگوں میں گرتا رہا تھا۔ چنانچہ کسی  
 ہی چیز سے نہایت نہیں تھا۔ گھڑا گاڑی چلنے لگی کے بعد  
 جنگوں میں داخل ہو گئی۔ یہاں سفر کو نہ ہوئے گھٹنوں  
 کو وقت کی پیش آمد ہی تھی لیکن راول خان ہاتھ کاٹا  
 یہ غورہ جگہ سے اُسے فیر کوہ سے غورہ تھا۔ قوتی ویر نام  
 ہی اُس کے گھر کے بعد کہ اُس کی کوشش نہ کر کے کی بہت  
 صورت فی حال قوتوں کی مانگ تھی۔ اور اُس کا ذہن بھل  
 تھا۔ راول خان اُس کی ایک ایک بات یاد کر کے، جہر  
 غور کر رہا تھا کہ کون سا چیز ہے کہ اُس کی وہ بھت موٹا  
 مانتی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ اس وقت کیا کیا جاتے تو...  
 صورت حال اُس کے حق میں ہو سکتی ہے۔ اُس نے فیر کوہ  
 کا سونا بشار میرا بہ کر دیا۔ دوسرے اسی سے غفلت خان  
 کی موت کو نہ دھت ہی کر لیا۔ چھوٹی بات نہیں تھی اور اب  
 اُس نے دیکھا کہ راول خان فرماؤ کی جانب مائل ہو کر آئے  
 پڑنے لگے۔ اُس نے اپنے آپ کو کسی بری کامیابی کے بغیر  
 نے خود ہی فرماؤ کو اس حیثیت سے قبول کر لیا اور راول خان  
 کو یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ وہ راول خان کے اس  
 اقدام سے غیر مطمئن نہیں ہے۔ دوسری جانب اُس نے  
 کسی سے چھپائے بغیر فیر کوہ کے پس منظرہ مٹائی کوئی باز  
 بنانا شروع کر دیا تاکہ وہ اُس کے لوگ اُس کے چہرہ پر  
 ہائیں اور اس طرح وہ راول خان کے گھٹنوں کے ہاتھ  
 کا آواز کر کے۔ وہ اپنے خود پر بھی قوت حاصل کرنے کی  
 خواہش تھی اور پھر کثرت نے حکم کے اطمینان اور  
 گلاب میل کے گونہل خان کا انتخاب کیا کہ وہ فیر کوہ کو فنا

کر دیں۔ چنانچہ اُس کی اپنی حیثیت کیا ہو رہی ہو۔  
 راول خان ہاتھ کاٹا کہ وہ اپنے کو فنا کرتا ہے اور اگر  
 گلاب میل اور طاقہ کے فیروز کو فتح کر لیا تو یہ دونوں  
 قیدی بنی ہوئے رہیں۔ یہاں سے خوف نہیں ہوں گے اور  
 اس کے بعد چوتھا بھائی آسانی تمام حالات معلوم خان  
 کے شانوں پر گر کر کہنے لگی کہ اصل فرم وہ اور اس کا بھتیجہ  
 فضل خان تھا۔ ایک تنہا اور رت کس طرح پورے قیدی  
 کو ان کی دیکھ رہا تھا کہ وہ صرف بڑی کی حیثیت رکھتی  
 تھی۔ جو زبان بھتیجہ سارے معاملات چھوڑ کر لے گی اور  
 بزم یعنی راول خان کو تلاش کیا جاتے گا۔  
 راول خان کا سفر جاری رہا اور ہر رات ہو گئی۔  
 گھوڑے چوک چوک کر چلے آئے۔ اُس نے اُس کے پاس  
 تھوڑا سا کھانے کے بعد اُن کی رات کو چھوڑ کر گئی۔  
 چنانچہ ایک مناسب جگہ منتخب کر کے اُس نے اس رات قیام  
 کیا۔ رات کو وہ سو رہا کہ ایک فرماؤ اپنی زندگی پر قابو  
 نہیں پاسکتی تھی۔ نیپل بچیاں ہی سو گئی تھیں۔ میں گھڑا  
 سو رہا۔ اور اُس کے بعد راول خان نے یہ دن گھڑا  
 گزارنے کا فیصلہ کیا تاکہ گھوڑے چوں گے کہ اُس سے  
 ہاتھ جو بند ہو جائیں۔  
 دوسری رات اُس نے غصے سے غصے سے موسم میں  
 سفر شروع کر دیا۔ یہاں بھی چوک چوک رہا اور رات رات  
 آرام کرتی رہی تھیں۔ اُس نے اس وقت فرماؤ خانہ قیس  
 خوش قسمتی سے سفر کے دوران اُن کا واسطہ کسی دور سے  
 سے بھی نہیں پڑا تھا اور نہ ہی کوئی ایسا حادثہ پیش آیا تھا  
 جو اُن کے لیے باعث پریشانی ہو تا۔ بہر حال رات بھر اس  
 سفر کے بعد وہ صبح اُٹھنے لگا۔ اُس نے اپنے آپ کو ایک ایسے  
 پُر ذہن مقام پر پایا جہاں تین اطراف پہاڑیاں تھیں اور  
 اُن کے دامن میں وسیع میدان۔ راول خان کو یہ جگہ  
 بہت پسند آئی۔ یہ غلغلہ تو بچہ ہی میں نکلا جاسکتا  
 تھا کہ اس پاس کوئی آبادی ہے یا نہیں لیکن اگر تمام  
 کے لیے پہاڑوں کی ان تینوں اطراف کے درمیان  
 بندوبست کر لیا جائے تو یہاں نہیں ہوگا۔ سارے کی سمت  
 تو لگا ہوں کے سامنے ہی تھی۔ پہاڑیوں میں غار وغیرہ بھی  
 بنے ہوئے تھے لیکن کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں موجود بھی  
 جہاں بہر کیا جاسکتا ہے۔ راول خان نے اسی جگہ گھٹنوں

کو لگا دی۔ یہاں پر رہا۔ گھڑا گاڑی کو اُٹھانے لگا۔ اُسے  
 پہاڑی کٹاؤ میں داخل کر دیا جہاں وہ بڑے اطمینان سے  
 شہر پر چڑھ کر غور کر کے گھڑا گاڑی کے لیے درستی لگا دیں  
 سوچیں۔ پھر اُسے چوتھے وقت میں گھر پہنچا۔ اُس نے  
 اگر ہاتھ لگاتے تو پھر سارے شہر میں چل پھرتے ہیں  
 چنانچہ راول خان فرماؤ اور نیپل بچوں کو غور کر کے اشارہ  
 کر کے ہاتھ کی تلاش میں چل نکلا۔ اُس نے ایک رات ہی  
 فرماؤ کو دے دی تھی اور ایک پستول بھی اُس کے کالر میں  
 لٹائی تھا۔ اُس میں موجود تھے اور اسے وارنٹ کر دی تھی کہ اگر  
 کوئی خطرہ ہو تو چوں چوں پھلے گا۔ راول خان کو پشیمان  
 کرنے کی کوشش کر کے اور اُسے غور کر کے ہاتھ لگا دیں۔ اُس  
 سے متاثر کر کے۔ پہاڑوں کی بیٹی کے لیے رات ہی چھوٹی  
 نئی چیز نہیں تھی۔ فرماؤ نے اسے استمال کرنا بھی اُسی گھٹنوں  
 نے خود ایک رات ہی شمالی اور پہاڑی دیوار کے ساتھ ساتھ  
 چل پڑا۔ کافی دور پہنچنے کے بعد اُسے زمین میں ایک کٹاؤ  
 نظر آیا اور ایک جگہ اُس نے اپنی سے جگہ ایک گھڑا گوا  
 دیکھا۔ راول خان کی نگاہیں خوش سے چک اُٹھیں۔ یہ تو  
 تانہ بی بی تھی۔ اپنی مہارت و شہادت تھا۔ راول خان نے بیٹی میں  
 اپنی بھر کر اسے خوشگوار اور صبر چکنا۔ بھل ہوا، برف کا پانی تھا  
 اور وہ گھڑا اُسے زمین پر نظر آ رہا تھا۔ وہ کوئی برسان ہاتھ کاٹا۔  
 پانی کی مقدار اتنی تھی کہ اُسے بہت سونے میں کیا جاسکتا تھا  
 بس اس گڑھے کو گھسیٹنے سے غور کرنا ضروری تھا چنانچہ اُس  
 کے لیے اُس نے اپنے ذہن میں کچھ فیصلے کیے اور پھر وہ  
 سے واپس چل پڑا۔ اُس نے یہ خوش خبری فرماؤ کو سنائی تو  
 فرماؤ بیٹی کو ساتھ لے کر اُن کے گڑھے کے قریب پہنچ  
 گئی۔ ہاتھ کے برتن میں ہاتھ لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 بیٹیوں کو بٹھایا اور پھر خود بھی پہاڑی راول خان نے اس  
 دوران کلاہانی کا ذخیرہ اپنی ہی ہاتھ میں لگا کر ایک کٹاؤ  
 دیا تھا۔ جسے وہ آباد کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ زندگی یہ  
 تبدیلی راول خان کی بہت عجیب سوس پوری تھی لیکن  
 فرماؤ قدم بہ قدم اُس کے ساتھ تھی چنانچہ راول خان نے  
 پھر کوڑے کے کوڑا رکھے اور ایک کٹاؤ سا غار نکلا  
 بنانے میں جہد کیا۔ پہاڑوں کا حضور لڑنے پھرنے کے  
 سامنے تھا۔ فرماؤ کے غلغلہ بچیاں بھی جتنی تھیں وہ اُس کی مدد  
 کر رہی تھیں۔ کئی دن کے عین وہ دن کہ ایک ایسا ہوا







کے پیچھے چلے تھا اور اس کے بعد منہ مل کے جانے لگا۔  
 رعدا ہو گئے۔ تاکہ راول خان کو گرفتار کر لیں۔ بعد میں ان  
 دونوں سرداروں کو ساتھ لے کر مل میں داخل ہوا اور  
 پھر چاروں کے ساتھ چلے گئے۔ رعدا نے راول خان کو دیکھا تو  
 شہر کے فوجیوں کے ساتھ چلے گئے۔ رعدا نے راول خان کو دیکھا تو  
 کو اس شخص کی اگلاں پہلے ہی دیکھی تھیں۔ راول خان  
 راول خان اسی ایک اس کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ رعدا نے  
 بہت قدر اختلاف میں ملتی ہوئی اس جیسے سے دربار میں  
 پہنچی جہاں حاکم اور گلاب خیل کے سردار اس کا انتظار  
 کر رہے تھے۔ گوئل خان نے عزت بھری نظروں سے  
 جوڑیاں کو دیکھا۔ اس شخص کی اگلاں پہلے ہی دیکھی تھیں۔ رعدا  
 تھا لیکن جوڑیاں کو ان کی نگاہوں کی پوری توجہ تھی۔ رعدا نے  
 بدھن کم از کم اسے غور کرنے کا ارادہ کیا۔ رعدا کے بعد وہ  
 بدھن سے یہ درخواست کرے گی کہ راول خان کو قیدی  
 لکھتے ہیں اس کے ساتھ لے جائے اور بھیجے گی کہ  
 فرغانہ اور اس کی بیویوں کو انتظام کا لحاظ بنایا جائے۔ بدھن  
 سے اس نے پہلے ہی بات کر لی تھی لیکن اس کی مصلحت  
 خود بدھن کے اہم کاموں میں تھی۔ گوئل خان نے  
 عزت بھری نگاہوں سے جوڑیاں کو دیکھا۔ رعدا نے  
 پہلے ہی دیکھا۔ رعدا نے جوڑیاں کو دیکھا۔ رعدا نے  
 کو شہر کی قس اور رعدا کے بیویوں کا وہ چار شروع کر  
 دیا تھا جو اگر قائم نہ رہتا تو رعدا نے رعدا کے بیویوں کی شان  
 بھی بلی جاتی۔ رعدا کے لوگ رنگ ریلوں میں مصروف  
 ہو جاتے اور رعدا کو بھی عزت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔  
 یہ غصہ سازش پہنچنے لگی۔ رعدا کے کام بنادی اور آج  
 دیکھنے لگے کہ رعدا کے ساتھ ایک عورت کی عزت رکھتی ہے۔  
 راول خان کہاں ہے؟ راول خان کو سامنے لے کر اس کے پاس پہنچتے  
 کہ اس کے پاس ہیں۔ رعدا نے تیرے اختلاف سے پہلے ہی شہر کو  
 کو ایک قبضہ بنا ڈالا۔

یہ کہتے ہوئے راول خان پہلے ہی کا ہاتھ نہیں ہے۔ کیا تم  
 کہتے ہو کہ یہاں جو کہ جتنا ہی میری مرضی ہے۔ ہو گا۔ اگر  
 تھا ہے۔ رعدا نے اسے غور سے دیکھا۔ رعدا نے راول خان کے لیے دلوں  
 بات اپنے ذہن سے نکال دوں۔ راول خان کی بیوی  
 ہیں۔ رعدا کے ساتھ کی بیوی رعدا کے ساتھ نہیں گئی۔ رعدا نے  
 اس طرح بات کی کہ اسے کیا کرے۔ راول خان کو پتہ  
 گیا اس نے وہاں تعلیم تربیت حاصل کی اور وہ پتہ  
 کا دل سے کہیں نہیں دیکھا۔ اس نے اپنی حکمت کو  
 یورپ کی شکل دینا چاہی۔ میرا دل اس میں کیا ہے؟  
 میں کیا کرتی تھی۔ پہلے شہر کے خیالات سے اطراف کر  
 کے؟ تم لوگ مجھے غم قرار دیتے ہو۔ صرف اس لیے تاکہ  
 راول خان تم سے ہے۔ تم خود سوچو کہ کیا تھا۔ تمہیں  
 میں تمہاری عورتیں ملوان ہوئی ہیں۔ تمہیں تو اس مقام  
 کا راول خان میں یہ کوئی قصہ نہیں۔ قصہ صرف راول خان کا  
 ہے۔ لکھتے ہو کہ رعدا اور میرے ساتھ ہے۔ آؤ۔  
 راول خان کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا۔  
 سوہنے ملنے میں اس شخص کے ساتھ رہے۔ رعدا نے  
 رعدا کے پاس کی بیوی نہیں رہی۔ ہاؤ آسے کرتا کرتا۔  
 اس شخص نے بدھن کی طرف دیکھا اور پتہ۔  
 بدھن نے ہمارے کام میں نہیں ہی تمام دیا ہے۔ ہاؤ...  
 راول خان کو یہ دیکھ کر کہنے لگے۔ رعدا نے اسے غور سے دیکھا۔  
 تم اپنے آپ کو چار عورتیں کہو۔ تمہاری عورتیں غم ہیں۔  
 راول خان کو گرفتار کر کے تھا۔ رعدا نے اسے اپنے لیے  
 جس کے بعد تم دونوں کے لیے سزا جوڑ کر دے گا۔  
 بدھن نے رعدا کے مل رعدا ہو گیا۔ اسے حیرت تھی کہ  
 راول خان نے اسٹیک کی اس کا دعائی میں براہ راست  
 کوئی حیرت نہیں دیا۔ جوڑیاں کو پتہ نہ چلے کر دیا گیا اور  
 نے مل پر اس شخص کا قبضہ ہو گیا۔ گوئل خان اس وقت  
 صرف اس کے دستوں راست کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ  
 لوگ راول خان کا انتظار کرنے لگے۔ رعدا نے بدھن کو شہر  
 دربار میں مل دیا۔ اس نے رعدا کو راول خان  
 کو دو دن سے پرانے مل میں نہیں دیکھا گیا اس کی بیوی  
 اس شخص کی فحش ہے۔ یہ تمہیں کہہ  
 ہے۔ رعدا نے اس کے عورتوں کے عورتوں کو دیکھا۔ وہ جھلنے  
 ہوئے اختلاف کھڑی ہو گئی۔ کیا کہتے ہو بدھن؟

شعور میں رہی۔ عشق و محبت میں کیت بدلتا ہے؟  
 محبت کی روح، سمجھنے والوں کے ایک دہ زول

# عشق کا عین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے آپ اپنے گھر میں  
 رکھنا اور دوستوں کو تحفہ میں دینا پسند کریں گے  
 خوبصورت گہرے ویش اور عمدہ طباعت کی کتاب

قیمت: ۱۲۵ روپے  
 براہ راست منگوانے کا پتہ:

ناشر: علو میاں پبلو کیشنز  
 ۲۰۔ عزیز مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون: ۲۲۳۴۳۱۳  
 اسٹاکس، علو بکس سٹاکس  
 نسبت روڈ، چوک میوہسپتال، لاہور۔ فون: ۲۲۳۴۸۵۳











فوجان مان نے چونک کر منزل مان کو دیکھا اور پھر  
آہستہ سے پوچھا: ”یہی کہی منزل مان! ابھی تو ہم سیر پہلے جڑان  
جی نہیں پورے تم نے، قصور کیسے کرایا؟“

اس لیے کہ طرز و روشوں سے متالی ہو چکا ہے۔  
 ہر ایک کو کسی تہذیب کو متعلق نہیں کیا کہیں جس نے  
 اپنے لیے کوئی بندوبست نہیں کیا، تم کو کچھ گئے ہو گئے؟

بھی مرے فضل خان اچھے مرے بیٹے جیال ہے جو کام  
 بہت کر چکے ہیں اس کے بعد میں کوئی نئی کوئی کوٹا  
 ضرور کرنی چاہیے۔ وہ اصل بیٹا ہوں کے شہنشاہ کا نظریہ

تہذیب پر پورا ہے اب وہ اپنی نکستہ قیامت کو رہا چلا  
صوفیہ کی نہیں رہا اور جب اہل شاہ کی کو اپنی شاہ  
میں سے جانتی تو کہہ وہ اس کی کہان دلی اور آہو کے

علاقہ جوتے پر امن و ترقی کے لیے ہمارا ایک بڑا مقصد ہے۔  
 کہ وہ ایک ایسا علاقہ ہو جس میں راجہ لکھنؤ کے لیے تیار ہیں۔  
 یہ سب کے سب نہیں ہے۔ جو کہ لکھنؤ کے لیے تیار ہیں۔

تو ای بی تو چاری کاسه دیون کا قدر پوچھ پتا کر  
خیر و شر ضرر و نفع کیسے سمجھ کھانڈ کر رکھ لے  
خیر و شر چاہے تو توئی تان میں بھی طرح

جاں کا ہوں کہ تو کوئی دکانی راستہ نکال بیٹھا ہے ہل گیا  
کہہ رہا ہے جہیں جی کہتا ہے جہیں نہیں کیا شہرِ خان کی دھڑ  
کا اندھ لگا جاتے۔ مجھے مر ہوا ہے کہ اسے لکھو نے

کافی دن گزر چکے ہیں اور اس سب سے ظہر آئے گا۔  
 ہرگز سچا غزل خان کہ ہم اس کی دلچسپی کا انتظار  
 کریں۔

ہفتا چھ شخص میرے لیے جے جی کلاؤں اور قتل خان اور  
میرے تھک سکتا ہوتا ہوں؟

ہمارے ساتھ چلے بھی لوگ ہیں ان میں ایک ایسی  
 عورت نہیں ہے، میرا خیال ہے کہ اپنی روایات کے مطابق  
 وہ لوگ کوئی مذہبی یا سماجی نظام کو گمراہ کر رہے ہیں اور ان

آراشوں کے پھل خاں میر کے دکان میں ایک اوٹھو رہے :-  
کیا :-

سائنس دانے جنگل میں مارچ درختوں کے پتوں  
چھوٹے چھوٹے ککات، بلاریں اداں میں غرت

پچھلے ہفتہ پارلیمنٹ میں: قاضی خان نے کہا کہ اس وقت کے وزیر خزانہ نے سچا کہا ہے کہ اس کیلئے کوئی نوٹس کر رہا ہے۔

فعلی خان ہندوستان کے شہزادوں میں سے ایک تھے۔ ان کی  
آنکھیں دیکھ کر یہ کہتا تھا کہ ان کی آنکھوں نے کچھ  
نہایت عجیب و غریب چیزیں دیکھی ہیں۔

گوئیں خان نے دل کھینچ کر ہر موکریا اور فاسق کی حیثیت سے شیعہ کو ہم کو قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن غزلی خان یہ دعوات طے کے بعد شیعہ کو ہینچا اور انہماں خطرات کے باوجود میں

نے وہاں پہنچ کر تمام قسمیہ دست و پا کر کے پس منظر میں شکرہ کی فوجوں کا سالار تھا۔ اس نے غلامہ اور غلامہ شکیل کے ساتھ مل کر ایک گولی چھڑے بغیر زمین شکرہ کو رستہ چھڑا دیا۔

میں نے کہا کہ یہ سچ ہے۔ لیکن یہاں پر ایک اور مسئلہ ہے کہ

فیروز کو مدد فراہم کر کے یہ ایک بھی گولی نہیں چلائی۔  
گنتی۔ فیروز کو اب سڑک اور گلاب نیل کی حکایت ہے۔  
فروز خان کے چہرے پر آگے ہی لگنہ آ رہی

[illegible]

فیروز خان نے ہم تک کو لنگڑے تھوڑے پردے دیکھا  
اور پھر خدا سانسے ڈانک لہلا تیری! ہمیں بھی میری گھر  
نہیں اور شاہ کس کی لڑائی ہے جس کے کورسے سلنے

مظفر خان نے آہستہ سے کہا: جی خاموش رہاؤ! وہ خاموش رہا۔ وہ تو شہرِ رشک کے جو مسکراتے ہوئے

”نہیں! اہل خانہ میں جو بھی بات نہ کہے میں مصروف ہو گیا تھا۔“

تو کیا تو یہ کہتا پایا ہے کہ اب اسٹم خان خشیہ کو کا  
سرور ہے؟  
نہیں ایسا، اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا

شیر کوہ کی سرحد پر کون کرے گا؟ یہ بات زیادہ تر انہیں  
ہے جیسا کہ وہ، لوگ شیر کوہ کے چوتھے چوتھے گوشوں میں

چہنے والے ہذا توں سے منت رہے ہیں :-  
 "ماہل خان کا کیا بتا؟"  
 حلیو کوہ کے لوگوں کا کہہ رہے کہ ماہل خان گزشتہ

ہمیں چوسکا۔ وہ تین لوگوں کے قبضے میں بیٹھ چکا تھا۔  
 مجھ پر تین کتے کی نظر پڑ گئی۔  
 منزل خان نے چند لمحے شرمِ ناز کی حسرت دیکھی اور

پھر قبیحہ بزرگ نہ ہو۔  
 - زندگی صحت جنس محبت اور پیانٹوں کا مریضہ...  
 مرد و عورت کے کتابوں راول فغان استاد ہیں

کہ ان لوگوں کے منہ میں اپنی جہانے نیکوں پر ہنس  
گیا اور کہا کہ اس کے پاس سب سے زیادہ

ابن خاتم اب قیام کی حیثیت کے تحت کرہ میں مطلقاً ہیں  
والہ - شرم خان پتا نہیں ہے کسی کھڑے میں کچھ گولہ میس مار دیا کہ  
اگر ضرورت ہو تو اس سے فائدہ لیں۔

اس قبول کی گئی ہے کہ نیک انسان کو جس سے کچھ نقصان ہو گیا ہو اس سے کچھ عفو کر دینا چاہیے۔ ایک بات خود ہے..... فی کس کو ہم میں کسی کی فتح قبول نہیں کر سکتے۔ فی کس کو ہر ایک سے کچھ کچھ انصاف ہے۔ ہر ایک کو کچھ کچھ انصاف ہے۔

خداوند نے میری بی بی خاتون جو بی بی کی بیوی تھیں۔ وہ بپ نہ بن سکیا  
میر کی بی بی کا کہ وہ اپنے شوهر کا نام نہ لے سکی۔

جس کے لئے وہاں کوئی کام نہیں ہے۔  
 لیکن، تبدیلیاں کہ ہیں نہیں کہہ سکتے ہیں۔  
 جس کے لئے وہاں کوئی کام نہیں ہے۔  
 لیکن، تبدیلیاں کہ ہیں نہیں کہہ سکتے ہیں۔

[illegible]

تجربہ کرنے والے ایک شخص کے کہنے پر حکومت نے اس کا جواب بھی شرمندہ  
 نہیں دے سکا۔

تو ۱۲ اکتوبر کو اہل غلطی خان کا اس وقت گھر اس

سفرِ یمن مستر۔ میں اس وقت خلاق بالکل اپنے  
تئیر کو دیکھا۔ عقلِ خلق نے کہا۔



”میں ذوق نہیں کر رہا، عظیم آقا۔ یہ تو اتنا بڑا کھانا ہے  
 اقدار میں دوسرا اور تم سے درخواست کروں گا کہ صرف  
 دس چوتے اس کو کھائیے۔ یہ دیکھو۔ کجست جیسے لفظ لکھوں  
 پر لفظ بائیں سوچتی ہے مگر کبابوں میں کاسو جازبان پر  
 آئے بغیر نہیں رہتا۔ میں عظیم آقا میری کھوپڑی پر دس  
 جوتے لگا دو۔“

خزل خان نے جبکہ کراہنے چڑھنے کے لیے  
 میرا تیمور کی گردن پکڑی اور آٹھ سبھا کھڑا کر دیا پتلیا  
 آپا ہے کھوپڑی میں؟ کیا بھاس کرنا چاہتا ہے تو؟“  
 عظیم آقا نے کھانے کے لیے سبھا پر ہاتھ رکھا تو خزل خان  
 کی فوج میں دس سو سواروں کی فوج کوئی دیکھتا ہی نہ تھا جو  
 شیر کوہ میں داخل ہو کر آٹھ خان کو قتل کر کے تمام خزانوں  
 کو قتل کر کے تو اس وقت لاوارث رہا۔ یہ سنا سن کر کباباٹے  
 لاوارث رہ گئے۔ خزل خان کی فوج میں ہنگام اور نہ  
 وہاں کے لوگ کسی مقابلے کے خطر کو نہ سمجھتے تھے۔  
 آٹھ خان اس وقت خارج کی حیثیت سے شیر کوہ میں تھا جو  
 کوسر آٹھ خان کو شیر کوہ مار کھیل کیوں کیا ہلے کیوں نہ  
 ہم طرہ مار کھیل و قتل کی کا ہمارا گرم کر رہا۔ اس وقت  
 طرہ چلا خضر سے دیکھ لیا کہ خزل خان کا لہجہ  
 خزل خان ہاتھوں کی طرح تیمور کو دیکھ رہا تھا۔ خود  
 تو لائی خان اور عظیم خان کا مشرقی اس سے مختلف نہیں  
 تھا۔ دفعہ خزل خان آگے بڑھا اور اس نے دھڑلے ہاتھ  
 پھوٹے اور تیمور کے ہاتھ سے جان کو ہانپنے کی کوشش میں  
 پیش کر پڑا۔ وہ لایا۔ اوئے تیمور! کھینچو تو مرد  
 کیوں ہو! صورت کیوں نہ ہو! تو تو مجھے کشتی کو نہ کے  
 قابل ہے کہ تو میرے... جرم لینے کے قابل ہے۔“  
 خزل خان نے تیمور کی پیشانی پر دم مارا۔

تو لائی خان اور شیرم خان غیب سے نکلیں  
 تیمور کو دیکھ رہے تھے خزل خان نے ان دونوں کی طرف  
 دیکھ کر کہا۔  
 ”میرے دوستو! میرے بھائی کے ساتھیوں کو اب  
 اس سنگھ سے بڑی کھوپڑی کے باسے میں تہااری کیا  
 رائے ہے؟“  
 اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کھوپڑی میں  
 آئل نشان قید ہے۔ اس نے جو کہ کہا وہ دنیا کی عظیم

ترن بات ہے۔  
 تو لائی خان اور شیرم خان نے اس کی تصدیق کر  
 دی اور خزل خان جنتا ہوا بولا۔ اس عظیم کھوپڑی کو  
 محفوظ رکھو جاؤ جو کہ کتبے کے ساتھ ہے۔ ہم اس خضر  
 کو سولہ تیمور خان کو مقرر کرتے ہیں۔  
 تیمور نے مسکرا کر گردن کھڑکی گھمائی اور وہ آہستہ  
 سے وہاں سے نکل چکا۔ اس میں سبھا جو کہ کی ضروریات سے  
 نکلا گیا۔

تو تیمور خان تو..... بس ہا میں میں تمہے قتل  
 نہ کر دوں۔ اتنے ذوق آدمی کو تیرے دیکھتے ہیں بعض  
 اوقات مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کھڑا  
 ہو گیا ہوں۔“  
 ”میں عظیم کا فکرمند ہی رہتا ہے۔ پاس ہی وہ بیڑی  
 رہا۔ یہ سختی ہی بڑی بات کہیں نہ لگے۔“  
 تو لائی خان اور شیرم خان تیار رہا کہ کس کے لیے  
 چلے گئے وہ اس سلسلے میں دیر نہیں کیا۔ ہاتھ کے چانچ  
 مسل تیار ہونے کے بعد تقریباً آٹھ گھنٹے صرف کر کے  
 فکر عظیم کے قاتل خزانک وراثت کے ساتھ پہاڑوں  
 سے نکل آیا اور دوسرے گھانٹاں پہاڑیاں دیکھ کر  
 آہستہ آہستہ چلے گیا۔ یہاں آٹھ خان کے جتنی جتنے میں  
 پہنچ گیا۔

طرہ کے لوگوں کو یہ اطلاع مل گئی تھی کہ آٹھ خان  
 نے شیر کوہ فتح کر لیا ہے۔ پہاڑوں میں خوشیاں منائی جا رہی  
 تھیں۔ خزل خان اور اس کے ساتھیوں نے دیکھ لیا کہ  
 شیر کوہ کی تو ان کی نگاہوں میں خون خرابا۔ یہ شیر کوہ کی فتح کے  
 سلسلے میں خزل خان کا ہمارا قاتل خزل خان جتنی منہ دولا  
 کو کبھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔ جتنی جتنے سے گواہوں کی  
 آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی قاتل خزل خان کی فوجیں  
 ہرا گئیں۔ یہ گواہیاں ہوائی فائرنگ کی آواز تھیں۔ جگہ جگہ  
 کے دہانے سلسلے کی سمت کر دیے گئے تھے اور پھر تو  
 ایسی بارش ہوئی کہ خزل خان کے انارنگ گھٹائے اور اس  
 کے ساتھ ہی پہاڑوں کے شہنشاہ خزل خان کا انہماک  
 گونجا۔ فوجیوں کی آوازیں مدم جو گئیں۔ فوجیں اور آوازوں  
 کی آوازیں ابھرنے میں شیرم خان اور اس کے ساتھی  
 جنگی کھیلوں کے خول کی مانند طرہ پر ٹوٹ پڑے۔

ٹوٹ لی گئی۔ جہاں سے جو کہ ہاتھ لگا آئے حاصل کر کے  
 جمع کر لیا گیا اور خزل خان کی گواہی گئی خزانوں  
 میں جس نے بھی سامنے آنے کی کوشش کی۔ اسے گولیوں  
 کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اس دور جو کہ کھنڈوں میں دیکھوئے  
 تھے۔ آٹھ خان کے معاف کر دیا گیا تھا۔ کبھی ایک تو  
 طرہ کے آٹھ خان کا خزل خان کی خبر دینے والے تھے۔  
 طرہ کو اس طرح خالی کر دیا گیا جیسے کسی سبیل خوشحال کی  
 ہی نہ ہو۔ خزل خان نے اپنی ساری زندگی اپنی دولت تک  
 ساتھ کسی نہیں لٹی تھی۔ طرہ کی بے خبری صورت دیکھ کر  
 بھی تھکی بنا لیا گیا۔

خزل خان نے تھکا چڑھ گئے۔ وہ اس ٹوٹ مار قتل و  
 قتل مری کر آ رہا۔ طرہ کے سوار ہاتھوں کے گل کو ہوا  
 کر خاک کر دیا گیا جس نے چلتے ہوئے گل سے لٹک کر کھیل  
 کی تھ گولیوں سے خزل خان دیا گیا۔ طرہ جب گل اور پیر  
 قبرستان میں تبدیل ہو گیا تو خزل خان نے اپنے ساتھیوں کو پاس  
 لا کر دیا۔ انھوں نے قتل کی گواہی دیکھ کر ہرگز نہ  
 انکار کیا۔ جتنی جتنی سبیل زخمی وہ طرہ کی کراہت  
 چلا آئے تھے۔

پانی کے برنگ۔ یہ نے سولی پر لٹا کر چارہ کو  
 اٹھ کر دے دے۔ طرہ اس طرح اٹھا کہ آٹھ خان  
 راول خان نے سولی پر لٹا کر قاتل خزل خان کی گواہی  
 کر دی تھی۔ پانی کے برنگ ہمارا قاتل راول خان دھشتندہ  
 انداز میں اپنی گواہی کو کراہ رہا تھا۔ اس نے شب چراغ  
 کو اپنے کندھے پر ڈالا۔ چرخاں اور خزل خان کا آٹھ چڑا اور  
 چھتے پر سے پھریں ہوا۔

”فرخزاد..... فرخزاد میرا ہاتھ پکڑو..... مجھے پکڑو“  
 راول خان میں موجود تھی پانی میں تیرے ہاتھوں  
 سے محارم تھیں۔ خزل خان سے پھر کھاتا اور اب وہ وقت  
 زیادہ دیر نہیں تھا کہ پانی کے کھنڈوں سے جہر چھڑا۔  
 راول خان نے اس طرح پانی سے لڑا تو پانی کے  
 باہر نکلا۔ ہار و لڑا پانی کا سمندر موجیں دیکھ کر اس کے  
 ہونٹوں کو اس گم ہونے کے فرخزاد نے سبیل سے کھینچے  
 ہوئے تھے۔ چرخاں اور خزل خان اس کے ہاتھوں سے نکلی  
 چلی تھیں۔ یہ ہوش شب چراغ کو نبھاتا رہا۔ کھنڈوں کی شکل

کام تھا۔ راول خان انکل خنوش تھا اس کے کانوں میں  
 ایک آواز ابھر رہی تھی۔ خزل خان کی دراز ہوئی ہے۔ خزل خان  
 لیکن جب اس کو ہند گردن پر تنگ ہوتا ہے تو خنوش ہے۔  
 سے ہمارے طرف دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کرتا۔ سزا ملتی ہے۔  
 ضرورتی ہے۔ دوسری بات ہے کہ اس میں دیر ہو جائے  
 وہ اس آواز کو اپنے کانوں اپنے ذہن اور ہمت۔ اسے  
 وہ دس گویا سوس کر رہا تھا۔ ایک اس کے قدم پانی کی  
 قوت کو جوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اس نے خنوش کی  
 کھڑکی ایک ایسی جگہ پر لگا دی تھی جہاں سے پہنچنا  
 سہل ہو۔ شکل کا تھا لیکن وہ اگر دس پہنچتا تو ان کی  
 زندگی بچ سکتی تھی۔

راول خان کو اس میں نہیں ہو سکا کہ اسے اس جگہ  
 تک پہنچنے میں کتنا وقت صرف ہوا۔ ابھی ہوائی پٹانوں  
 کو پھیر کر آٹھ خان میں سی بات تھی کہ کدو سلا جاتی ہے  
 شراہ تھا اور خنوش کی بین تین تین تھکی کے وہ حالت  
 ابھی پورے نہیں ہوئے تھے جو موت کا آغاز کرنے لگی  
 وہ چنانچہ چڑھ گیا اور اس کے بعد فرخزاد کو ساتھ لے کر  
 آہستہ آہستہ بائیں طرف گرا۔ یہاں تک کہ وہ اس کٹاؤ  
 تک پہنچ گیا جو خاموش اور دیکھ تھا۔

فرخزاد نے شب چراغ کو اس کی گردن سے لے لیا اور  
 پھر اپنے باس کے کھنڈوں سے پھار کر اس کی پیشانی پر گس  
 دیے جہاں سے خون بہہ رہا تھا وہ دھشتندہ انداز میں  
 راول خان کو دیکھ رہی تھی تب راول خان نے کہا کہ کھنڈوں  
 کی صورت نہیں سوت اور زندگی کا کھیل اسی طرح جاری  
 رہتا ہے۔ فرخزاد بھی ہم اس کھیل میں جیت جاتے ہیں اور  
 کبھی ہار جاتے ہیں۔ آؤ ابھی ہیں بلبلوں کا سفر چکا ہے  
 ہمت سے کام لیا کہ شب چراغ کو آٹھ خان پر مل سکیں چا  
 ”اے! میں ہر جگہ تھکا ہوا ہوں۔ اسے سکتی ہوں خنوش چلو“  
 فرخزاد نے ترستہ ہوتے ہوئے کہا۔

دو خنوش تھیں اس وقت سہمی ہوئی تھیں کہ ان کھنڈوں  
 سے تو ابھی نہیں نکل دی گئی۔ راول خان نے سبیل فرخزاد  
 کو اوپر اٹھنے کے لیے کہا۔ دراز خنوش اور جہاں اس سے بھری  
 پڑی تھی اور ان کے درمیان سے گزرتا تھا۔ پانی کی شکل کام  
 تھا لیکن کھنڈوں کی سطح میں انداز میں جہر ہوئی جا رہی تھی  
 اس سے یہ انداز ہوتا تھا کہ کھنڈوں کے بعد وہ ان



جنگلوں کو بھی ملے کہے کا پانچہ لوہے پینا خدوکی تھا  
 فرخان نے خدا کا نام لیا اور کانٹوں پر دوڑا تو اسے گولیاں چلی  
 اور چڑھنے لگی۔ راول خان نے ہڈیاں اور دھڑلے کو  
 جس حد تک پہنچ سکا تھا اپنے بدن کی لوث میں چھپایا  
 اور اس کے بعد وہ بھی دروازہ کا سرے کو بھاگ کر گئے۔ راول  
 زیادہ جلد نہیں آئی لیکن اس بدن کی کوئی حرکت نہ ہوئی تھی  
 اپنی زندگی کے سب سے خشک دور سے گزرا اور  
 ہاتھ بٹک کر تمام لہانے کتنی دیر کی منت کے بعد وہ پور  
 پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ پانی کا ان کچھ پینا تھیں  
 نہیں تھا۔ وہ مناسب جگہ پر گر پڑا۔ غیب چرخ کو  
 زینت پر لٹا دیا گیا۔ درخشاں اور ہڈیاں کو بھی راول خان  
 نے بیت چلنے کے لیے کہا تھا۔ دونوں پہچانیں نہ ہو سکی  
 کی کیفیت میں نہ رہی پریشانی۔

راول خان ساکن لگا ہوں سے تھکے ہوئے ہو کر دیکھ رہا تھا  
 اور فرخان اس کے شانے سے مرگنے بھی ہوئی تھی ان  
 کے پاس اب کچھ بھی نہ رہا تھا۔ راول خان نے اپنی ہڈیوں  
 سے پانی میں لٹول کو کرتے گولیاں کو دیکھا تھا۔ یہ تھا اب  
 ان کی زندگی کی نکل نہیں سکتا تھا۔ گولیاں سے لگا ہوں سے اچھل  
 ہاتھوں کو کچھ نہیں سکتا تھا۔ گولیاں سے لگا ہوں سے اچھل  
 ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہڈیوں کا اندر بھی کم ہونے لگا۔ ہڈیاں  
 ہڈی کی قیامت خیزی آہستہ آہستہ ہونے لگی۔ ہڈیاں اپنے راستے  
 پر چل کر رہ گئے۔ وہ ہڈیاں ہڈیوں میں ہڈیوں کی شدت اختیار کر گئے  
 ہونے لگا تھا۔ اسی پر قدرتی سے کم ہونے لگا اور  
 اس کی سطح بھی ہوتی تھی لیکن وہ اپنے ساتھ ہر وہ شے  
 بہانے گیا تھا۔ ہڈیوں میں غیب نہیں تھی۔ راول خان  
 خاموشی سے اس منظر کو دیکھتا رہا۔ اس کی روح کی مدد کرنی خود  
 ہو گئی۔ شب چرخ چل رہی تھی اگر آہستہ آہستہ گزرتی رہی تھی۔  
 اس کا بدن تپ رہا تھا۔ فرخان نے اسے پیچھے سے چٹایا  
 تھا۔ دونوں پہچانیں البتہ اب بہتر حالت میں تھیں۔ راول خان  
 کے پاس کمال ہوتے جا رہے تھے۔ ہڈیوں نے محسوس  
 کیے۔ راول خان سے سوال کیا۔

ابا خان کرب و بھر میں گئے؟ ہیں ڈرگ رہا ہے  
 مل رہی ہیں ابا خان۔ مل رہی ہیں پلیس۔  
 راول خان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اب جب  
 مل میں جیش و فطرت کی زندگی برکھانے کا وقت آیا تھا

مصاب کا یہ سفر ہادی پر پہلوں کی کافی مقدار  
 راول خان نے تھک کر کے سر پر رکھ کر کچھ تھکے تھے۔ فرخان  
 کی اواز صحت سے اچھل تھی۔ جس سے خفا ہو گیا۔ یہ سنواری  
 راول خان کے کچھ ہڈیوں کا سہ سے ختم ہو گیا۔ یہ سنواری  
 میدان میں کے اسے ہی کہہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اس  
 آگے گیا ہے۔ ان کی نگاہوں کے ملنے سے قبل اس میدان کو  
 جو روکتے ہوئے ہی کافی وقت تک گیا اور جب وہ وہاں  
 سے پہنچے تو انہیں وہ چوتھے چوتھے پہاڑی پہنچے نظر آئے  
 رات ہڈیوں نے سر پر رکھی اور صبح کو سفر کا پہلا آغاز کر دیا گیا۔  
 اب ایک بار ہڈیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ دروازہ  
 تھک رہا تھا اور ہڈیوں کی مدد سے گئے۔ اس دور میں پہلے ساتھ  
 ساتھ رہے تھے۔ اب راول خان نے وہ چار چل کر گولیاں نکال  
 کے تھے۔ جنگلوں کا سلسلہ بھی چور کر دیا گیا اور اس کے  
 بعد راول خان کی ہڈیوں کا ایک ایسی جگہ نظر آئی جہاں وہ قیام  
 کے لیے منتخب کر سکتا تھا۔ یہاں ایک چھوٹا سا چشمہ آبل  
 رہا تھا جس کا پانی ایک چوڑے تھلے کی شکل میں بہتا تھا  
 وہ ایک نکل ہاتھ تھا۔ یہ رسانی کا چشمہ تھا۔ اطراف میں  
 خٹا تھا۔ اس کی کہیں کہیں درخت بھی چھوٹے نظر آ رہے تھے  
 راول خان نے یہاں کا جائزہ لیا اور فرخان سے ایک پتھر  
 لے کر اس کے لیے کہا۔ غیب چرخ کی حالت میں کافی  
 پتھر چھوٹی تھی۔ خون سوکھ کر درخت میں لپکا تھا۔ وہ محسوس  
 آواز میں رہی تھی کہنے لگی۔ راول خان اب پہلی ہڈیوں  
 سے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے رہے۔ یہاں وہ ایک گڑھا دیکھا  
 اسے کیا گڑھا ہے۔ ہڈیوں کی دران اور کچھ سنسن سا رہی  
 لگتا تھا جس ایک ہڈی تھی جو اسے خوف زدہ کر رہی  
 تھی۔ اس گڑھ کی گہرائی اس کے لیے ایک نشانیات پائے گئے  
 جس سے یہ اندازہ ہوا کہ لوگ یہاں سے گزرتے رہتے ہیں  
 اب یہی حال پیدا ہوا تھا کہ اس کے پیچھے سے کتنی دیر  
 کی جائے کہ وہ ہڈیوں کے گزرنے سے ہڈیوں کی نگاہوں سے  
 غور رہ گئے۔ اس کے لیے بھی وقت دیکھ رہا تھا۔ اطراف  
 میں محسوس کر رہا تھا کہ قیام سے وہ جی بات ہے۔ یہ کہ  
 یہاں پہلے مل گیا تھا اس کے یہاں تھے تھے ہاتھوں کی ہڈیوں  
 میں لپکا ہوا کرتے تھے اس کا قصد تھا کہ یہاں تک کہ اس  
 بہت تھک چکے تھے کہ ہڈیوں کی ہڈیوں کی ہڈیوں کی ہڈیوں  
 نظر آ رہی تھیں۔ اس سے راول خان کو یہ اندازہ ہو گیا کہ کم از کم



تعلق خان۔ بابا تعلق خان۔  
 گھوڑے پر بٹھا ہوا اٹھ چلا کہ فرخا نہ کو دیکھے  
 لگے تھا ہر وہ گھوڑے سے سزا یا اور اہت آہستہ آہستہ چلا  
 فرخا نہ کے گھوڑے پہنچ گیا۔ کون ہے تو؟  
 تعلق خان میں فرخا نہ ہیں۔ تعلق خان کی بیٹی فرخا نہ۔  
 فرخا نہ تعلق خان کون تعلق خان؟  
 کیا تم؟ بابا تعلق خان نہیں ہو؟ کیا تم فریکوہ میں نہیں  
 رہتے تھے؟ میں نے تو قہیں بہت دیکھا ہے بابا تعلق خان  
 میں تو قہیں جانتی ہوں تمہیں آپ تعلق خان کو نہیں جانتے؟  
 "فرخا نہ کو تعلق خان۔ تعلق خان تو رانی؟  
 "ہاں میں اسی کی بیٹی ہوں۔ فرخا نہ نے مجھ سے کہا۔  
 سمرادی کے گھر سے پر میرے کے آگیا۔  
 اس نے اپنے گھر سے گھوڑوں سے کہا۔ یہ تو فریکوہ  
 ہی کی لڑکی ہے لیکن..... لیکن؟  
 "تمہیں اس کا نام ہے؟ بابا تعلق خان آپ اس کا نام  
 دیا تو اس سے تمہارا نام لگے ہوا؟"  
 "اس سے زیادہ میری بات پر نہیں ہے لڑکی کو تو  
 میرا نام تعلق خان کے ساتھ ہو گا۔ کون نامی؟ بیچاں مادر۔  
 اور..... اور ایک بات بتاؤ گی تیرا نام فرخا نہ ہی ہے؟  
 "ہاں بابا خان تعلق خان کی بیٹی فرخا نہ۔  
 "اور تیری شادی راول خان سے ہوئی تھی؟  
 "ہاں۔ فرخا نہ نے گریں تم کہہ کیا۔  
 "یہ لڑکیاں کون ہیں؟  
 "میری بیٹیاں ہیں بابا خان۔ راول خان کی بیٹیاں ہیں۔  
 عیا راول خان بھی نہیں کہیں معذور ہے؟ تعلق خان  
 نے سوال کیا۔  
 "وہ جہاں نہیں ہے کہیں فقیر گیا ہے۔  
 مگر تم لوگ یہاں ان دیرانوں میں کیوں ہٹک  
 رہی ہو؟  
 "راول خان کے دشمنوں نے راول خان کے خلاف  
 سازش کی تھی۔ وہ اسے چلک کر تاراج کر رہے تھے راول خان  
 کے اور اپنی بیٹیوں کو لے کر فرار ہو گیا۔ اس کے بعد ہم صاحب  
 کی زندگی گزارتے ہوئے یہاں جمے ہوئے ہیں۔  
 "تعلق خان کی بیٹی۔ فریکوہ کی رہنے والی کا دل  
 تو راول خان کی بیٹی کے ملائے کوئی اور بیٹی تو نہیں ہے

میں اپنی مثال آپ نہیں گے۔ میرے ہاتھ لگا راول خان  
 کو بتا دیتا۔ اس سے کہنا کہ تعلق خان نے اپنا انتقام لے  
 لیا ہے۔ کبھی فرخا نہ اس سے کہنا کہ تعلق خان مجھے کسی  
 طور کم نہ تھا۔ وہ میری دوستی میں ملا گیا اور آج تو اسے  
 اس حالت میں پہنچا ہوا کہ وہ مجھے انتقام لینا اپنی زندگی  
 کا اولین مقصد سمجھتا ہے؟  
 تعلق خان نے اپنے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کو نشانہ  
 کیا اور ان سے کہا کہ وہ درخشاں اور درخشاں کو کچھیں ہاں  
 کے ساتھی لڑکیوں کی طرف دھڑے فرخا نہ انکس نمودار تھی  
 اس کی نگاہیں قریب سے گئے ہوئے اس ٹیڈ سے ہوتی ہوئی  
 نہیں اور اس کے ہاتھ آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہے  
 تھے پہاڑوں کی بیٹی زندگی بھر موت کا کھیل کھینچ رہی تھی  
 راول خان اپنی لمانت اس کے ہونے کے کیا تھا۔ کیسے جو  
 سکتا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں یہ امانت لٹ جانے والی  
 ڈنڈا اس کے ہاتھ میں آگیا۔ لڑکیاں ان سے بچنے کے لیے  
 ہٹاگ کھڑی ہوئیں۔ تعلق خان ان کی جانب توجہ تھاکر  
 دھنڈے اس کے سر پر ڈھونڈ لڑتے پڑا۔ ڈنڈا اس قوت سے  
 اس کے سر پر ڈھونڈ لڑتے پڑا کہ اس کے  
 حلق سے ایک۔ دو اور تین چھ تلے لیکن فرخا نہ سے سی پر  
 پس نہیں کیا تھا۔ اس نے تعلق خان کے گھوڑے کی زین  
 میں کی ہون رائل کھینچ لی اور پھر اتنی ہری رفتار سے  
 اس کا گھوڑا بڑھاتا کہ وہ فریکوہ کے کوئی بھی نہیں سکا  
 یہ فرخا نہ اس نے آن دو تھوڑے ہی گئے تھے جو درخشاں اور  
 درخشاں کی جانب بڑھ رہے تھے ان کی کڑیاں سن کر ان  
 کے ہتھ دھڑکن سا تھی توجہ ہونے تو فرخا نہ رائل سے کڑیاں  
 بدلتے ہوئے۔ رائل کو اس نے ڈھونڈنے کی طرح استعمال کیا  
 کندہ ہونے کی قوت سے تیسرے سوئی کے سر پر لڑا اس کی  
 درخشاں پست کی تھی جو تھے نے پستل نکال کر فرخا نہ پر  
 کرنا چاہا لیکن فرخا نہ تھک کر اس کی گولی کی دھڑکن  
 اور اس کے ساتھ ہی اس نے رائل اس شخص کے سر پر  
 پر دے ماری۔ تھک رہی تھی یا قدرت مقرر ہو چکا اس  
 تمام کا مددگار میں فرخا نہ کا کوئی قصہ نہیں تھا۔ اس لیے  
 اسے بھی ادا حاصل ہوئی وہ تھکا تو فرخا نہ نے رائل کا  
 دوسرا دل اس کے سر پر کیا اس کے بعد فرخا نہ نے اس کا  
 ہتھ لپٹے ہاتھ میں لیا اور پھر دو گولیاں ان دونوں کے

بینوں میں بھی آکر دیں۔ اس نے تھکا اور اس کی کھنکھوت  
 میں پھرنے کے اور دو یا تین دنوں سے متاثر کیا تھا۔ تب  
 ہی فرخا نہ نے تھک رہے تھے اور بہت دھڑ راول خان پر  
 اپنی اس جستجو میں تھاکر کون سا سب ہو گیا تھا۔  
 فرخا نہ کی تھکائیں سن کر درخت سے اتر گیا تھا۔  
 اس کا جسم درخت سے ٹکرا ہوا تھا۔ فرخا نہ کی  
 سمت کا گولی اٹھنے لگا تھا۔ فرخا نہ کی طرف ہونے  
 تھے جہاں وہ فرخا نہ کی گولی گریا تھا چند لمحوں کے لیے اس  
 کے ذہن نے کام کرنا چھوڑ دیا اور پھر جب اس جاگے

## سیمان غزل

### کا ایک خوفناک اور پراسرار ناول



ایک بد روح کا انتقام۔ تباہی اور بربادی  
 کی دیوی زیرو سا۔ خوفناک اور مخور کڑیاں۔ لمحہ  
 خوف اور موت کی طرف بڑھتی ہوئی درخت تانگ استا



کروں اور صبر مجھ پر ہے اس کے نام ساجیوں کو بھی ہلک  
کرتا ہے:

کچھ کیا!

اتنے سب کہ کیسے کیا افراد... سب کہ

تو ان کے لئے میری زندگی تو ہے وہاں میری  
جی تو زندگی ہے کہیں تہلہ سے چھٹی کی ماہ فہری کی تہلہ کی  
حالت کی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک نیا دور ہے جس میں  
 انسان بھی ان کے ہاں گھسے گا۔ انہیں ملال ملانے میں کر  
 لیں۔ گھوڑوں پر سوار ہوں گا۔ ایک گھوڑے پر قزاقانہ کر بٹھایا  
 اور پھر ایک بے پروا سوار ہو گیا اس کے بعد وہ وہاں سے نکلے  
 پھر آئے۔

خیر کوہ میں ایسے بے شمار افراد موجود تھے جو یہاں کی  
فلاحی کے ادارہ جیسا کہ ظاہر کرتے تھے اور خیر کوہ کی حفاظت کی  
مطلوبہاں سے کچھ تھے لیکن اس کی قربت نہیں آئی۔ خیر کوہ  
میں داخل ہونے والی فلاحی کے پتے پہنچنے کا پانے کا طریقہ کرنا  
فلاحی کے سرحدوں خیر کوہ کے محل کو پہنچنا بہت مشکل تھا کیونکہ  
محل کی خیر کوہ کے نام آئے۔ اور وہ سب لوگ جو موجودہ حالات سے  
بے خبر رہ گئے۔ ان کے لئے مل کے ساتھ جو کچھ کے یہاں ہیں  
بے خبری میں۔ نئے سرہاں کو خیر کوہ کے ہاتھ لگا کر اس کو دوسرا  
محل سے لگا کر لیا جائے گا۔ فلاحی کو خیر کوہ کے محل کی  
خود کوئی کاشدہ ہے اور فلاحی صورت حال بعد فلاحی کی قیادت کے  
ہائے میں رہنا چاہتے تھے چنانچہ تقریباً سارا خیر کوہ کی فلاحی  
کو لیا۔ سوائے وہ لوگ جو اس کے لئے اور جو ان تمام لوگوں  
کے یہاں میں رہنے کو چاہتے تھے۔

حضوری درجہ کو عملِ خلقِ خود اور سما اس کے بعد  
 انہم خلق اور پھر بدرخان کو بھی بلایا گیا۔ بدرخان حجب میں  
 بیٹھ گیا تھا۔ انہم خلق نے گوئل خلق سے درخواست کی کہ وہ  
 شیر کوہ کے لوگوں سے خطاب کرے چنانچہ گوئل خلق  
 نے کہا۔

• شیر کوہ کے باشندہ بہت عرصے پہلے مادل خان کی ولایت سے واپس آ کر اس وقت شیر کوہ پر نازق خان کی حکومت تھی نازق خان ایک مذہبی اور دین دار آدمی تھے دوپہند کے ماحولوں سے بھی منف نہیں مرزا تھا۔ مادل خان جس وقت شیر کوہ میں داخل ہوا تو اس کی توقع کے مطابق اس کا استقبال

”میرے صوبہ ہنگری میں خراجِ ہمدردی کے لئے ایک کمیٹی ہے۔  
وہ کمپنیاں جو میری کالِ تقدیر کے ساتھ جی بی ایف میں نہیں آتی  
میں ان کے قصص ان کا سفر میرا ہے۔“

فرخند نے دلا دل سے کہا ہاں۔ پھر اس نے ساری باتیں  
آہستہ آہستہ دہرائیں کہ بھلائی۔ دلا دل پر اتنے لگے  
یہ سب کچھ نہ کہہ سکا۔ جب اس وقت فرخند نے ایک دھچک ماری

کدھہ بجا کر ادا تھا۔ خود قلیڈا ناول غوی بھی اس طرح ہی ہو گون  
پر قابو پا سکتا تھا کیوں ۔۔۔ لیکن اس کے دل میں کتنی تضحیک  
بوسے پیدا ہو چکی تھی۔ اس کا محسوس ہے کہ اور لوگ بھی ادھر

آج کل کے حالات دیکھ کر اس نے اپنے لیے کوئی تبدیلی نہ کر سکی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ یہاں وہ کاموں سے ہوشیار کامیابی نہ مل سکتی تھی۔ لیکن یہ پگڑی پہنے ہی اس کے لیے

ذہبتے بھٹے لیے میں کہا: "فرقہ دہم یہاں نہیں زندگی ہے  
ہر جاہل عدالت کے قابل نہیں ہے وہ کہ یہاں ہر سنی

میں کہہ دے ساتھ ہوں۔ خواہ اس کے ساتھ ہے جو فرما دے کہ بلا  
مادل لائن کے گنتی جو اس میں دیا، کوئی دیر تک نہ چلا  
وہ سوچا کہ اس کے پاس ہونے جگت ہوئے گھوڑوں کی  
فرق تھا ہی نہ تھا۔ گھوڑے کھنکھن لائن اس کی حکایت  
تھے لیکن یہ مادل لائن کے کا آگے تھے اس کے علاوہ وہ  
سب سے تھے کہ اس پستل میں لائنیں نہ کہ اس کے وجود  
کی کوئی تعداد نہ تھی۔ پان کی چھ لائنیں اور کھانے پینے کا قصہ  
سلمان بھی ان کے پاس تھا۔ تاکہ ان میں مادل لائن کے میں کر  
لیں۔ گھوڑوں پر کچھوں کو مثلاً ایک گھوڑے پر فرما دے کہ مثلاً  
اور پھر ایک پر فرما دے کہ اس کے بعد وہ وہاں سے جاتے  
نہیں تھے۔

خیر کوہ میں ایسے بے شمار افراد موجود تھے جو بدعنوانی کی  
لفظی کے باوجود جیسلمار غلام تھے تھے اور خیر کوہ کی حفاظت کی  
نظر میں وہ تھے لیکن اس کی قربت نہیں آئی۔ خیر کوہ  
میں داخل ہونے والی فوجوں نے اپنے اپنے اپنے کاموں میں مگن ہو کر  
نہ دیکھا کہ وہاں خیر کوہ کے محلی کو کھلا ہوا ہوا ہے جس میں  
محلی کو خیر کوہ کے تمام اہل و عیال اور سب لوگ موجود ہیں  
جس پر دیکھتے ہیں۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے وسطوں کے میں  
میں پائیں۔ نئے سرے سے کھڑا کیا گیا ہے گا اور اس کو  
ملاقات سے آگاہ کیا جائے گا۔ خدایا تو فرما دے گا۔  
خود محلی کا شکر تھے اور علی صوبت حال بعد نئی قیادت کے  
باسے میں ماننا چاہتے تھے چنانچہ کھڑا کیا گیا خیر کوہ  
کو گیا۔ سوائے اس کے اور لوگوں کے کوئی اور جوان عام  
کے میں میں سے کوئے تھے۔

حضور شیخ میر عبد گوہر علی خیر کوہ اس کے بعد  
باغیہ میں اور پھر بدعنوان کو بھی بلایا گیا۔ بدعنوان  
میں رہ گیا تھا۔ باغیہ میں نے کوئلہ میں سے درختوں کی کوہ  
خیر کوہ کے لوگوں سے خطاب کرے چنانچہ کوئلہ میں  
نے کہا۔

خیر کوہ کے باشندو! بہت عرصے پہلے مادل خان  
ولایت سے واپس آیا اس وقت خیر کوہ پر نازق خان کی حکومت  
تھی نازق خان ایک مذہبی اور دین دار آدمی تھے وہ پہلے  
کے مادلوں سے بھی مختلف نہیں ہو سکتا تھا۔ مادل خان کی وقت  
خیر کوہ میں داخل ہوا اس کی توقع کے مطابق اس کا استقبال







اس مسئلے میں میرا کوئی تصور نہیں ہے جو زیادتی یا  
بجے بھرا گیا دیا میں نے یہ بھی ایک استقامت میں بھی کر دے  
میں کہلے لیے کوشش کروں گا میں سلام کروں گا صرف  
ان اصرار میں ان میں کوئی حقیقت بھی ہے ابھی تک اسے  
بجھ رہا ہوں جو زیادتی ہے جو وہی ہے۔  
جو زیادتی ہے وہی ہے جو اس کے گوندل کر دیکھنے کی ہے۔  
"فطرل غل غل" کا یہ مسئلہ ہے جو اس کے مسئلے میں  
تمام تفصیلات بتاؤ؟  
"فطرل غل غل" کا یہ مسئلہ ہے جو اس کے مسئلے میں  
ابنی میں تمام اور اپنے بھائی نازق خان سے یہ مسئلہ شاید تم  
لوگوں کو یہ بات بھی معلوم ہو کہ فطرل غل غل اپنی ماں کا تکیا تھا  
تمام کو راول خان نے اپنے اقصوں سے قتل کر دیا تھا۔  
گوندل غل غل ایک بار پھر انھیں پھاڑ کر دیا جو زیادتی  
نے اسے تمام کے قتل کی تفصیلات بتائیں۔ یہ بھی بتاؤ کہ تمام  
نے اسے اپنے بھائی کو ہتھیار اس کے بعد مسلل ان کے خلاف  
ریشہ داروں میں مصروف تھی راول خان نے اپنے بھائی  
کے پیٹے کو مرہب سے پھونکی دینا بتاؤ اس کے اپنے ان  
کوئی کریم اور وہیں تھی اور یہ سب کچھ تمام کی دہر سے بھاٹھا۔  
فطرل غل غل تربیت تمام کے ہاتھ میں تمام تفصیلات جو زیادتی  
نے گوندل غل غل کو بتا دی اور وہ سب اس کی تمام باتیں مستمر  
ہو گئیں تو گوندل غل غل نے اس سے کہا۔  
"اب اس کے بعد نہیں فطرل غل غل کو کوئی پتا نہیں چل سکا۔"  
"نہیں فطرل غل غل زندہ ہے وہ دیکھنا سرنگوں سے  
نکل جاتا تھا میں نے فطرل غل غل کو ہلاک کرنے کی کوشش کی  
مگر جی اس کی کوشش سرنگوں میں دستیاب نہیں ہو سکی اور اس  
کے بعد وہ غائب ہو گیا۔"  
"وہ کہاں ہو سکتا ہے؟" ان دونوں کی مصروفیات  
کیا ہیں؟  
"یہ مجھے نہیں معلوم گوندل غل غل اب تک میں تمام مایہ کاٹ  
جیسی ہوں اور میرے لیے کوئی ماہوار نہیں ہے میں جو  
ہونا پسند نہیں کرتی۔ فطرل غل غل کے ہاتھ میں مجھے  
بھی معلوم نہیں؟  
گوندل غل غل ناگوار ہو گیا۔ اس کے پیچھے پرچہ کی  
پرچہ پائیاں دیکھنا جو کہیں پرچہ فطرل غل غل کی زندگی کا جو  
مل رہا تھا اور اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا ہے آپ کو

مگر میں اب چھوٹے چھوٹے کیسپ جہاں رقص راقص  
اور طرباں لڑائی کے افسانے قائم ہیں۔ آج وہ پہرے بعد سہارا  
شروع کر دے ہائی ٹراپ کی کلاں کو تیار کر دیا جانے اور  
ان سب لوگوں سے اپنے گھبراہٹ کرنے کے لیے کہا جانے  
جو ان لوگوں سے اپنے گھبراہٹ میں گھبراہٹ ہے۔ میں دن  
کے اندر اندر بیرونی لڑائی کو دیکھ کر سرنگوں سے خود رقص کر دیا  
ہو گا۔ اس کا دعویٰ پرکھ دو یہ سچا ہے شروع کر دیا جانے۔  
لوگوں نے ان احکامات پر حیرت میں رہ کر کہنے سے باز رہا۔  
ابھی ترگے کو شروع ہونے لڑا وہ دیکھیں گے جی کر دیکھیں گی  
چند افراد جو رول گفت پر حیرت تھے گئے ہیں سچا اور ان  
میں سے ایک سولہ سالہ عمارت کے رول کے رول کی آمد کی  
اطلا دی۔  
"مگر سولہ سالہ عمارت کے رول سے تیار مال لوگوں کا ایک  
گندہ بہت ہی حالت میں پہل پہل پہنچا ہے۔ ان کے بدن  
دونوں سے بھر دی۔ ان کے ہاتھ سے ہاتھ ہیں اور  
ہاس ہوسہ ہیں۔" اور سولہ سالہ عمارت کے رول پہنچے ہیں  
کیا افسانے کی یہ قصہ دی جانے؟  
"تمام خان کو کچھ ہو گیا تھا۔"  
"کیا ہیں وہ؟ کہاں ہیں؟"  
"تمام خان انکار کر دین لوگوں کو کسی طلب کر لیا ہا  
ہے۔" بعد میں نے کہہ دیا کہ رول کے رول کو دیکھ کر وہ  
لڑا لڑا ہے۔ انے فانی کر رہا ہے۔  
"تمام خان کو لڑائی میں دھوکہ دیا تھا۔" دیکھنا پڑھا  
تھا۔ گوندل غل غل نے رول کی جانب دیکھا تھا۔ وہ رول  
آنے والے تھے۔ ان کے رول کی تمام دھوکہ دے کر رہا تھی۔  
ان کے چلے ہوئے ہیں۔ ان کے رول کے رول کے رول کے رول  
کے ساتھ بہت ہی بڑا سلگ کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک شخص  
نے آگے چڑھ کر کہا۔  
"تمام خان نے دیکھا کہ رول سر دار رول ہے۔  
لغت ہو کر پر تمام خان نے اپنے چیلے سر دار ہے۔ لڑا لڑا  
کر بیاہ کرنا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کے رول کا سلیس  
بننے کے قابل نہیں ہے۔ رول کے رول کے رول کے رول کے رول  
میں سرشار۔۔۔ رول کے رول کے رول کے رول کے رول کے رول  
فطرل غل غل کی تصویر ہے۔ یہ تصویر فطرل غل غل کی تصویر ہے۔  
کس پر رول رول دیکھ کر سب ان کا لڑا لڑا فطرل غل غل نے

مقبول عام مصنف ایم۔ اے۔ راجہ کے سوا بہار  
قلم سے شایع ہوا

## سامون

مقبول کو ح کرنے کے اور نوے سے  
تلفیظ والے نوے نوے کا حال

☆

وہ شاعر ارمانی سے منہ سوز کے  
آگ اور خون کے راستے پر چل نکلا۔

## سامون

نقصت مند اور اسرار سلا

☆

محل نین حوں میں شائع ہو گیا ہے

نی حق۔۔۔

20 - جن 88 کو لاہور 7247414 -

اسٹاکسٹا۔۔۔ مل بک مل

لہور 7223833 -











آلہ ہے تہدی پہلو تو م...  
 "تھہر ہے میرے اور اب تہدی ذرا اہل کا بوجھ ہے۔ میں اپنی بہنیں کا لب پہن پہنے کی نے یہ سوچا کہ تہدی میرے مشورہ والوں کو یہ سوال تم کیوں کر ہے تھے؟ اس لیے کہ اپنی کاڑی کرنے پر ہم پہلے تو نہیں ہائیں گے؟  
 نہیں..."

داہل خان نے چہرے پر نہیں بڑھا۔  
 اگلے شیخ سحر ہر شروع ہو گیا وہ کسی منہم سرت ہا رہے تھے ہم بھی ملت ملت تہدی ہوتا ہوا تھا اب اسکی پر ہونا اہل چاہنے دہتے تھے داہل خان چہرے پہن میں سے پیٹل سے باہر نکل گیا تھا وہ داپس کرنے کے بعد بھی اسکی زنگی نہ ہوتی تھی اس۔ پیٹل کے پاس سے اسے ذلیہ ستم نہیں تھا اور وہاں اسکی تین تین میں کہہ رہا تھا۔ میں ایک ہی سمت میں جا رہا تھا میرا ایک شا آہستہ آہستہ داہل تہدی ہوتا جا رہا تھا بلکہ اسکا کات تھے۔ آسمان پر گنگا شپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اسخان دھندلے ہوئے سکھوں سے کوئی کسی جگہ کمال کر رہا تھا پہلے وہ پناہ لے سکے۔

وہ ابھر کر کھڑے ہوئے اور اسکی شا میں لگی گئی اپنی شروع ہوئی تہدی ہوا میں پہنچے تھے داہل خان نے چہرے پر لٹائی لٹائی سے چاند لوت دیکھا اور ہر گھوڑوں کو ایک پیلے کیڑے سے لایا ہر خوشی سے پہلے پر نظر کر رہا تھا۔ پہلے تیلو تھا اس میں کوئی ہوا نہ تھی نہیں تھا جس کے نیچے وہ پناہ لے پتے تھیں اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا جس میں تھا۔ گہری تاریکی میں اب آگے کے منظر نظر نہیں آتے تھے اور داہل خان کی ہر میں بھی کہ نہیں تھا تھانے کی آڑ میں وہ پہلے کے ساتھ گھسٹل سے کڑ گیا۔ ہوا نکل کے شہر کی آواز میں سے تیز تر ہوتی ہادی تھی اور بہت سب پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ گرنے لگی تھی۔

لوہنے اپنی اندر منی پہنچیں کہ اوڑھ چلائی اور داہل خان کے شانے سے شانہ جاکر چھو گئی۔  
 "پہنچیں کو کچھ کھلا دو اور کھٹل کر دے یہ سوچا کہ تہدی در بہد اس نے اپنی بڑی کو غلاب کیا۔  
 فرخانے فایک نگاہ بہنیں پر ڈالیں اس وقت تک سحر ان پہنچا کر نہیں گیا تھا اور وہ بہت ہادی سے خوش ہو

میں تھکے داہل میں سے نہیں پہنچا۔  
 "میں جانتا تھا۔"  
 فرخانے تہدی کی جانب اٹھا تھا اسے اسکا نہیں بند کر کے منہ گئی۔ چاند داہل کے ایک ایک ری تھی۔ شاید اس میں سے کچھ دینا ہوتا تھا۔ چنانچہ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان کے داہل میں برہنہ کی کے شہر کے داہل ایک دم سی آواز آئی: "اللہ کبر۔ اللہ کبر۔ فرخانہ کچھ بھی چلائی ان کے ساتھ اس نے بھی یہ آواز میں لائی تھی۔ داہل خان اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دھندلے نگاہوں سے چاند لوت دیکھا۔  
 "یہ آواز کہاں سے آئی ہے؟ کیسے کچھ کچھ...  
 "بیس ڈھک ڈھک کوئی لٹائی نظر نہیں آتا۔ آواز...  
 "یہ آواز میرے اٹل کی طرف سے میری دکان کا کھنکھ ہے میں اسے اٹل سے پہلے دھا بگ دی تھی۔  
 "لیکن... لیکن یہ آواز... داہل خان نے اٹل کی سمت کا رخ اٹھانے لگا۔ لیکن کبھی نہیں۔"

ہوا نکل کے دھڑکے اٹل کی جانب بند ہو رہی تھیں وہ ایک ہندو رنگ کے بہر آگے بڑھتا گیا کاتی کھپتے کے بہر ایک جگہ ڈک رہا تھا۔ یہاں ایک پہاڑی چٹان اس میں سے کھینچا ہوا تھا۔ اس کے بند میں کاتی کھپتے تھے۔ یہ کوئی بستی تھی۔ خاموشی اور شائے میں آواز بے پڑنے کی حالت میں رہت سے کچھ دھپتے تھے اور ہر کے منار سے اللہ کبر کی آواز بند ہو رہی تھی۔ داہل خان کی کھٹل میں ایک بار چہرے آئے۔  
 وہ خوش خوش فرخانہ کے پاس داپس پہنچا اور اپنے تہدی سے بے ہوا فرخانہ کی بستی کے کات آگے بڑھتا تھا۔ بستی کی سب سے یہ صدائیں بند ہو رہی تھیں۔ آواز میں فرخانہ آواز ہم اس بستی کی جانب چلے۔  
 فرخانہ مسرت سے کھڑی ہو گئی۔ اس نے ہادی سے پہنچیں کو بھینچا اور چہرے پر خوشی کا ظاہر آگے بڑھتا تھا۔ وہاں بہت زیادہ گہرائی میں تھیں تھیں بہت ہادی کی جس سے اس پر چسپن پیدا ہو گئی تھی اور ان سے بچے آنے کے لیے کافی سنبھل چھٹل کر قدم رکھنا نہ رہے تھے۔  
 آہستہ آہستہ بستی کی مدد کی ہوا ہادی تھی انھیں سب کے دھانے سے تہدی لگنے لگنے نظر آتے تھے اور چہرے انہی میں سے کسی کی نگاہ کن پر لگی اور تہدی کی دیر میں تھی

بلوہ والو تیز رفتاری سے انہی اپنی جانب آتے ہوئے نظر آئے یہ ٹانگوں پر بلوہ والو چھائی تھیں۔ لیکن پہنچیں اور ایک سو پر مشق تھا۔ بستی کے داہل کے لیے ہوا تھوڑا تھوڑا کچھ کھٹلنے اپنے سولے سولے کیل پہنچیں پر ڈال دیے تھے۔ ایک کھٹل فرخانہ اور دوسرا داہل خان کو دے دیا گیا وہ انہیں سب کی جانب لے پڑے۔  
 سحر کے ہوا کی صاحب کے گرم چہرے میں اچھنچیں۔  
 روشن کر کے رکھ دی گئیں۔ ابھی تک کسی نے ان سے کہہ نہیں چڑھا تھا کہ اہل ہونے کی وجہ سے ان کے جسم میں حالت پہل گئی تھی۔ داہل خان خاموش نگاہوں سے ان میں دیکھ رہا تھا اور دیر بعد انہیں گرم چہرہ پیش کیا گیا تھے داہل خان نے سحر کے ساتھ چہرے کر دیا۔ سحر کی صاحب کی بڑی لے فرخانہ اور اس کی بہنوں کو چہرے کے اندر لے گئے تھے میں کات لے داہل خان پہنچا کہ کھٹل ہونے کے لیے تیار کر رہا تھا کاش خون نہ بھی اس کی ہند چھٹل ہول دے۔ اسخانوں سے ہوا کا تھک اس نے پہلے سے اسے کیوں نہیں بتایا۔  
 "خان تم اپنی پیٹل کے ہاتھ سے ستم بھرتے ہو کہہیں جگ سب سے، یہاں کیسے گئے؟ فداویرا بہر سب کے کھٹل داہل خان نے ہدایت کیا۔  
 "ہوا کی صاحب میں کپ کو اپنی کہانی سننا ڈول گلائیں کچھ پہنچے ایک شہیت نہ دھنکار چلا اور اب کات میں پناہ لینے کا اہل۔ اٹل اس گھر میں کچھ کچھ کرے کے لیے پناہ دے دینے میں اور میرے ہتھ نڈل جبر کپ کا یہ صحن نہیں چلے گی۔  
 "کیسے آئی گئے ہو دست تم تو کھٹل وقت ہو اینٹوں رکھو یہ جگہ جس کے لیے فرخانہ ترن ہے۔ ہم سب کچھ ہو سکا۔ تہدی خدمت کریں گے۔ ہوا کی منہ سے ان کی بڑیاں ان سے گز کر میں کاتے ہواں یہ کات آگے بڑھتا ہے کہ سحر میں باگی کریں گے۔ ہاں اگر جگہ کات ہے تو کچھ کات۔  
 "ابھی نہیں ملتے میں میرے پاس کچھ تھا جو میں نے کالیا۔ تھکی لایا کام کو۔ اس کے بعد کپ کی اس خدمت سے سرزد ہو گیا۔ داہل خان نے جگہ دیا اور ہوا کی صاحب تیار ہو گئے۔  
 "جس کے ایک گوشے میں داہل خان کو پناہ دے دی گئی۔ یہ فرخانہ اور بہنیں کو بھی پہنچا دیا۔ دہلیں میں ایک







راستوں سے گزرتے ہوئے۔ پھر عادی بستی خرباب میں چ-  
وگوں کے پاس کھانے اور پینے کے علاوہ اور کوئی مقصد مل-  
نہیں ہے۔ اگر کسی غریب خاندان نے ادھر کا رخ کیا تو ہم اپنے  
دردانہ لٹے چوڑے ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے  
لیکن اس کے باوجود ایک آدمی یا ایک خاندان کا گزارہ  
اس بستی میں مشکل نہیں ہے۔ یہیں چھوٹی گلیوں سے پیشہ جرنے کے  
لے جانے سبک دیا ہے۔ بیماری زحمتیں نہ خیر ہیں پانی  
کے ذخائر بھی کم کوئی ہاؤس کر سکتے ہیں اور ہم زیادہ تر  
بہی کرتے ہیں۔ بچوں بھی ہم نے اپنی ضرورتوں سے محروم رکھی  
ہیں بلکہ خود گزارہ راستوں سے گزر کر بستی بستی کے  
دوسرے گھر درہی نہیں ہیں بڑے عرصہ میں بستی گزارہ  
میں خوش آمدید کہتا ہوں اور یہ دعوت دیتا ہوں کہ یہاں  
رہ کر اپنے خاندان کی کفالت کرو۔ ایک نئی گلی گزارہ سے  
کوئی باغ یا میل ٹھکانا گزرتی ہے اس سے ہم نے نہیں  
کاٹی ہے اور اپنی بستی تک پانی کے فائز لائے ہیں پانی  
کے ذخائر سے قریب ہی تیار حاصل مل سکتا ہے۔ زمین کا  
لیکٹورا اپنے لیے حاصل کرو اس پر کھیت کرو فصل کا  
آدھا حصہ اپنے استعمال میں لاؤ اور باقی کو دھتے سے جو  
رقم حاصل ہو وہ گزارہ گزارہ لے کر گزارہ گزارہ کے  
نقص کے کام آتی ہے۔ کبھی کوئی بستی ضرورت پیش آجائے نہیں  
تو ہم دہم سے نہیں فرخ ضرورت مل سکتا ہے جسے تم متول تھا  
کہاں کر سکتے ہو۔ جب کہ قیدی بیل خلی تیار نہیں ہو جاتی ہم  
نہیں گزارہ کا شہری شہر کے پورے تیار ہے یہ ہر چیز تیار  
کر سکتے اور یہ سب کچھ تم پر خرچہ ہوگا جسے تم خود خوراک کے  
ادارے کو اس کے علاوہ قیدی اس زمین پر ایک جوڑ بنانے  
کی ہمارے دی جا سکتی ہے اس کے لیے سامان بھی موجود ہے خزانہ  
سے لے کر لیا جائے گا اس کے علاوہ نہیں کسی شے کی ضرورت ہے جو  
زیادہ نہیں ہوگی کی قیمت دیتا ہوں اور اپنے دریاں خوش آمد  
کہا ہوں اب ہم ہم سے ایک ہو

دوسرے دن اس نے اپنی زندگی پر کام شروع کر دیا۔  
زمین کو صاف کیا گیا اس کے کنارے باغ اور گلی بنائی اور  
اس کے بعد داخل خانہ بنی اور باغ شروع کر دیا۔ پھر  
سے باقاعدہ خانہ نہیں تھا اس لیے اس نے کچھ جگہ سے  
مدد لینا شروع کر دی۔ اس نے ایک اور ماہ کو تیار کر کے  
نکال دیا۔ پھر وہ صرف رہتا رہتا یہ وقت گزرتا رہا اور  
پھر ایک ماہ خرچہ کرنے لگا اس سے کہا کہ وہ گل شہاب کے  
خروج اس کی بیوی کو لے لے۔ داخل خانہ چاکوں کی  
طرح گل شہاب کی طرف دوڑا۔ گل شہاب کی بیوی اور  
فرخندہ کے درمیان کشاکش کوئی گفتگو ہوئی تھی جب اس نے  
دردانہ پر لڑنے کے گل شہاب کو باہر نکالا اور اپنی بیوی  
کا پیغام لے لے دیا۔ گل شہاب اندر چلا گیا۔ خوراک کے بعد  
اس کی بیوی باہر نکلی۔ گل شہاب خود بھی داخل خانہ کے  
ساتھ اس کے مکان پر پہنچ گیا۔ بیوی اندر چلی گئی اور گل شہاب  
داخل خانہ کے ساتھ باہر چلا گیا۔

"مصلحت نہیں ہے تیار ہو کر رہنا۔ پھر ہے یا اس کے  
مقصد بھی اور کوئی..."  
"نہیں میں اس پر چھوٹا ہی ہوتا ہے۔"  
"تینوں شایاں ہیں تیار ہی؟"  
"ہاں۔ داخل خانہ نے جواب دیا۔  
"تو چلے گا اور تو تیار رہے دل میں ضرور ہوگا؟"  
"ہاں۔ داخل خانہ کے دل میں بھرپور سی تھی۔ پچھ  
کی آمد اس کے دل میں نہانے کے تھی لیکن اس کے

ہاں وہ بڑا ہی خوش تھا۔ تو اس کا دل خون کے سسرو نے  
لگا۔ اس نے چنگو وہ کیا دے گا ایک کسک کی زندگی زچہ  
پہل چلنے کی زندگی خلیں اس نے کئی زندگی کا کس  
نے خود پودہ ہی ہے۔ پھر اس کی تھی خیر اور اس کی مانند کافی  
دیر گزرتی تھی اور اس سے معاف نہ ہوئی اور اس کی دی...  
گل شہاب دردانہ کے پاس پہنچ گیا۔

"نہیں ہوں گل شہاب جو صحت خلیہ کو خوشخبری سناؤ  
خدا نے اسے بچا دیا ہے گل شہاب کی بیوی کی کار  
ستانی دی۔"

ہاشم خلیہ طرف کی جانب مڑ کر رہا تھا۔ دنیا اس کی  
آنکھوں میں تلک یک ہوئی تھی۔ نہانے کے طرح وہ اپنے  
آپ کو سنا لے ہوئے تھا۔ چیلے کا سوار ہونے کے تھے  
اسے اپنی کتابوں کا احساس بھی تھا اور اپنے گھر کے  
لٹ جانے کا بھی۔ سوچ رہا تھا اس سے خلیہ کی طرف  
ہوئی؟ کیا اسے یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا؟ پھر حال  
ابھی اس کو چھوٹا اس کے پاس کوئی تیار نہیں تھا۔ وہ تو  
جا کر اپنے اجڑے دیار کو دیکھتا تھا ہوتا تھا غم و محنت  
کی سرمدوں میں داخل ہو گئے اور سرحدیں قدم دھتے ہی  
انہیں احساس ہوتا کہ جو لوگ ان کے پاس پہنچے تھے۔ انہوں  
نے غم و محنت کی طرف سے غم و محنت کی داستان بھی نہیں  
عینی غم و محنت تو ان کی تمام چاروں طرف اور چلے  
ہوئے گھر نظر آ رہے تھے۔ طرف آہ و بکا کی آواز تھی  
لوگوں نے ہاشم خان کو دیکھا اور نفرت سے اس کی جانب  
تھوکتے تھے۔ کچھ لوگوں نے تو چھوڑ کر اس کی کوشش بھی کی  
لیکن فوجی حالت آگے آگے ہاشم خان کے سے ہاشم  
آگے بڑھ رہا تھا اس نے پورے طائر کا ایک چکر لگایا۔  
تو غم و محنت کی طرف سے غم و محنت کے ساتھ تھے۔ ان کو غم و محنت  
کے فوجی اور طائر کے فوجی سرحدوں کے ساتھ ساتھ ہاشم  
گلتے تھے۔ وہ بھی اپنے گھروں کو دیکھ کر آج پرہ تھے۔ پورے غم و محنت  
کا پھر لگانے کے بعد سردار ہاشم خان نے آمدنی لانے کا  
نہ لگایا اور پھر تک تباہی کے ساتھ دیکھتا تھا ہاشم خان کی رہائی  
کا ایک پہنچ گیا جو کسی ایک مالیشان محل کی شکل میں تھی لیکن  
اب وہاں جلی ہوئی دیواروں اور کالے کالے لٹا ہوتے کے

سنا اور کچھ نظر نہیں آیا تھا۔ اس کی فوجی گاہ کے لکڑی کے بعد  
اور کچھ جوار جوار جوار تھے۔ وہ بس اپنی اپنی زندگیوں پروری  
کر رہے تھے۔ ہاشم خان کی رہائی کی زندگی کی رہائی کی رہائی  
تھی ہاشم خان نے انہیں اپنے پاس طلب کیا اور وہ مدد  
ہو سکتا ہے اس کے پاس پہنچ گئے۔  
"میرے خاندان میں سے کوئی زندہ بچا ہے؟ ہاشم خان  
نے سوال کیا۔  
"صرف عمار اور سردار راہ بھی قیدی زخمی ہیں اور  
دعا خانوں میں رہے ہوئے ہیں؟  
"میری بیوی اور میرے بچے؟  
"آخر میں میں سے کوئی بچہ نہ نہیں ہے بچہ چھوٹا  
نے جواب دیا۔  
"زندہ رہنے والوں میں سے کون کون ہے؟  
"آپ کے چھ بچے ہیں ان کی ماں اور دوسرے  
چھ افراد۔ باقی سب کسی آگ میں زندہ جلی کر چکے ہو گئے  
جنہوں نے لکڑی کو کھل کی ہاشم خان اور اس کے  
ساتھ ہوں گے کوئی مار کر چک کر دیا؟  
"خلیہ میں رہا ہے کیا کیا ہے؟  
"یہ پچھو سردار کہہ دیاں کیا کیا ہو کر گیا ہے؟ کچھ  
نہیں چھوڑا ہے اس نے سب کچھ لے گیا ہے۔ سب کچھ  
اس نے ہم سے ایک ایک چیز طلب کی اور کسی کچھ ہاتھ  
پدا سے بے دریغ گولی مار دی پھر کون تھا جو دم لے کر  
بچانے کے لیے اپنی جان دینے کی کوشش کرتا؟ انہوں  
نے جواب دیا۔

ہاشم خان نے سر جھکا دیا پھر اس نے بعد خانہ کے  
ساتھ ہوں گے کہا؟ تم لوگ کچھ بیان کوئی زندہ نہیں بچا۔  
میرے اہل خانہ ان میں زندہ نہیں ہیں۔ جاؤ تم جس مقصد کے  
لیے آئے ہو اپنا مقصد پورا کر لو یہاں جگہ اجاڑی۔  
دعا خانے بنا دیے گئے ہیں۔ میں میں زندگی کو جو دیں۔ ان میں  
سے ہر خانہ کے اہل خانہ ان کو کاش کرو۔ میں اس سے  
زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔  
وہ لوگ دعا خانوں کی طرف چلے گئے لیکن انہیں اس  
سلطنت میں کچھ نہیں معلوم ہو سکتا تھا۔ وہ ہاشم خان کی بیوی  
اور بچوں کو نہیں پا سکے تھے۔ چنانچہ وہ واپس خیر کو رہا  
ہو گئے۔ گونڈل خان بھی اپنی فوجوں کے ساتھ رخصت



ہو گیا۔  
 ہاشم خان نے اپنے دو بیٹوں سے کہا کہ وہ لے ہوئے  
 گھر کو دبا رہو اور سہل کرنے کی کوشش کریں۔ ہاشم خان  
 نے محل میں کے سامنے اپنے لیے ایک ٹھکانہ بنایا۔ محل میں  
 اور محل کے باہر ہر ایک جگہ پر وہ اس کی سمجھ میں نہیں  
 آ رہا تھا کہ اس کی کمرے ہوں گے اور یہاں نہیں تھا جس سے  
 اس نے ہونے قید کو آباد کر سکے اس نے اپنے قیدی  
 ہالوں کی طرف متوجہ بھی نہیں کیا تھا۔ اس نے چندی جگہ پر  
 لوگ لے گئے جس کو آباد کر دیا۔ ہاشم خان نے لوگ اس طرف متوجہ  
 بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کسی نے اس سے نہیں کہا تھا کہ وہ خود  
 کسی محل میں ہے یا کسی محل سے اس کے برابر ہاشم خان  
 کی تعزیت نہیں کی تھی۔

ہاشم خان کو خود بھی احساس تھا کہ اس سے یہ ایک  
 غلطی ہوئی ہے۔ اس کا مقصد یہاں نہیں تھا لیکن اس نے جو  
 منصوبہ بندی کی تھی۔ وہ محض تھی۔ اسے طاقت کی حفاظت  
 کے لیے کوئی دیکھ کر ہندوستان کے چاروں طرف تھا لیکن  
 اس کی تو یہ تھا کہ اس کے ذہن میں یہ تصور ہی نہیں آیا تھا  
 کہ محض ہاشم خان کی چیز جو کہ اس کی طرف سے گھر کا مگر  
 یہ تھا کہ اس سے کہا کہ اس کا ہاشم خان ہے وہ بالکل بے پروا ہو گیا تھا۔

پھر ہاشم خان اس کے پاس پہنچ گیا وہ بہت بڑے  
 محل میں تھا۔ وہ جہیز میں آتا تھا۔ آکھیں شہزادہ  
 پھر ہاشم خان کے آثار محل کے سامنے پہنچ کر اس نے  
 جہیز کو محل کو دیکھا اور پھر اس کی نگاہ ہاشم خان کی  
 جانب پڑ گئی جو پڑ سکتا تھا اس کی نگاہ اس سے دیکھتا تھا  
 "ہاشم خان میرے بیوی بچے کہاں ہیں؟ وہ کہاں ہیں؟  
 تم نے بطور پر غل بچے پاس رکھا تھا؟ تمہیں کی حفاظت کے  
 ذمہ دار ہو۔ تم میرے ذمہ دار کی مانند ہو جی۔ کہ جس مقصد  
 کے لیے تم نے انہیں یہاں رکھا تھا اس کے متعلق ہونے کے بعد  
 انہیں میرے ہاں لے کر دو؟ ہاشم خان میرے بیوی بچے کہاں ہیں؟  
 بتاؤ تم کو کہ میں نہیں؟ ہاشم خان اس کے قریب پہنچ گیا۔

ہاشم خان نے ایک ٹھکانہ کی ساسی اور پھر جہیز لے  
 محل کی طرف متوجہ کرتے ہوئے پورے محل کے لیے یہ تباہی و فساد  
 نہیں دیکھی۔ ہاشم خان کے سردار ہاشم خان کا محل تھا  
 اور اس محل میں اس کی طرف متوجہ تھی ہاشم خان کے بیوی

کر جنہیں نہیں لے آئی تھیں اس کے لیے ناڈ پر لگا دیا تھا۔ بتاؤ  
 ہاشم خان انہیں کیا کروں؟

ہاشم خان وہاں سے ہٹ آیا اور پھر ہاشم خان کی  
 طرح وہ ان کیسوں کا جائزہ لینے لگا جو حارثی طور پر  
 لگائے گئے تھے۔ اسے ایک کیس میں اپنی بیوی نظر آئی۔  
 جو کافی بہتر حالت میں تھی۔ شوہر کو دیکھ کر وہ بھی پھوٹ  
 پھوٹ کر رو دی۔ ہاشم خان اس سے کہنے لگا۔ وہ ہاشم خان  
 کی طرح بیوی سے اپنے بچوں کے بارے میں معلوم کرنا  
 رہا۔ وہ بچے بہتر حالت میں ہیں لیکن دونوں جوان ہیں  
 قاضی ہو چکی ہیں اور ان کا کوئی پتا نہیں ہے۔ ہاشم خان  
 کی بیوی نے دھتے ہوئے اسے بتایا کہ ہاشم خان کے  
 محل پر حملہ ہوا تو ان سب نے محل چھوڑنے کی کوشش  
 کی۔ تو جوانوں کو پکڑ لیا گیا اور انہیں زنجیر کر دیا گیا۔  
 وہ دونوں کے ساتھ اس کے لیے دھتے ہوئے دروازے میں  
 ہٹ کر رہا تھا۔ ہاشم خان ہاشم خان کے ساتھ رہا تھا۔ وہ  
 اپنے دونوں بچوں سے بھی ملا تو وہ بھی بہتر حالت میں تھے  
 لیکن انہیں شیشوں کے فر کو وہ کسی طور نہیں بھول سکتا  
 تھا۔ اس کی طرف تھیں۔ اس کا وقار نہیں رہا اب وہ  
 ڈاکوؤں کے ہاتھوں میں رہا ہو رہی ہیں گی۔ ہاشم خان جانتا  
 تھا کہ محض کیا ہے؟ وہ اسے سبوتا رہا رہا تھا۔ ہاشم خان  
 کیسے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ اس تو کسی  
 سے کہہ کر بتائی۔ ہاشم خان ہاشم خان سے شکایت کیا تھا  
 جی تو گول کے ساتھ آیا تھا۔ انہیں کے ساتھ اپنی بیوی اور  
 دونوں بچوں کو لے کر شہر کوہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

کئی دنوں کی طرح گزر گئے۔ ہاشم خان کے لوگ پیدہ ہو گئے  
 کے عالم میں ہاشم خان کے ہاتھوں پر مل کر رہے تھے۔ ہاشم خان  
 انہوں نے ایک گروہ بنایا جس کا سردار زبک خان بن گیا۔  
 زبک خان ایک جوان امیر تھا لیکن اب وہ کہہ نہیں تھا۔  
 اپنی خاصی شخصیت کا مالک نہیں آدی تھا۔ اس نے لوگوں  
 کو جمع کیا اور ہاشم خان کی نئی زندگی کے بارے میں ان سے  
 مشورے کرنے لگا۔ اس نے کہا۔

"ہاشم خان کے تباہ حال منظور مولا بہت روز روزوں  
 کی طرح عیاں ہے کہ ہم ہاشم خان کی تاجر بکری اور  
 حاتموں کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ سرداری کے قابل نہیں

تھا۔ ایک بار پہلے ہی اس نے شہر کوہ پر حملہ کیا تھا اور  
 حواہ میں سے ہاشم خان کی تاجر بکری کو اس کا سامنا کرنا پڑا  
 لیکن ہاشم خان اپنی ان کو حاتموں میں مصروف رہا۔ کیا  
 ضرورت تھی کہ وہ لوگوں سے لڑنے کی جی پر تاجر نہیں  
 ہاں گئے تھے۔ کیا ضرورت تھی کہ اپنی بیوی کی شکایت کے لیے  
 شہر کوہ سے بدرجہا کی؟ اس سے بہتر یہ نہیں تھا کہ وہ  
 ہی کوئی دیکھ کر کوشش کی جاتی تھی ہاشم خان کے چھوٹے  
 تھا اور وہ بچہ تھا۔ آج وہ اپنے محل کے سامنے ہاشم خان  
 کی طرح پڑا تھا ہے۔ کیا یہ اس کی حاتموں کا ان سے ہے؟  
 کیا اس طرح وہ سمجھتا ہے کہ ہم اسے صاف کر دیں گے۔  
 نہیں ہاشم خان والو ہاشم خان سے آخری بار یہ سوال کیا جائے  
 کہ اب وہ کیا چاہتا ہے؟ اور وہ بچہ ہونے تباہ حال  
 ہاشم خان کی تقدیر کے بارے میں کیا سوچتا ہے؟ اس نے ہم کیا  
 تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو گے؟ ہاشم خان کی بھر کا ہے۔  
 ہم اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر بیٹھے ہیں لیکن ہاشم خان  
 ہاشم خان کا نام وہاں ہاشم خان ہے۔ ان آبادیوں کو چھوڑ کر  
 کہیں اور جا کر آباد ہو جائیں اور سب یا درودگار بنے  
 وطن کہیں ہاشم خان کے لوگوں اپنے جنوں کو بھولنے کی  
 کوشش کر رہے۔ ہاشم خان کی شہر کی کوشش کر رہی  
 اس سے پہلے ہم ہاشم خان سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ  
 بیشیت سردار وہ ہیں کیا مصلحہ دیتا ہے؟ وہ یہ تو تو  
 سردار کیا اس قابل ہے کہ اسے ذبح نہ دیا جائے  
 بہتر تو یہ ہے کہ وہ خود کشی کر لے کہ ہی اس کے لیے  
 بہتر ہو گا۔

لوگوں نے زبک خان کی آواز پر لبیک کہا اور پھر  
 گروہ ہاشم خان کے محل کی جانب چل پڑا۔ جہیز تباہ  
 حال محل میں ہاشم خان کی حیرت انگیز تصویر پیش کر رہا تھا۔  
 اس کے سامنے ہاشم خان جہیز کا ایک کونہ تھا۔ اس  
 کی حالت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی۔ اب تو اس کا  
 چہرہ بھی تارک ہو گیا تھا۔ ہاشم خان کی بیوی تھی لیکن  
 قہر و عداوت سے ٹھٹھکی تھی اور شاید ان میں۔ کچھ  
 دھندلاہٹیں بھی پیدا ہو گئی تھیں۔ اس نے اپنے والوں  
 کو دیکھ کر زبک خان کے بڑھ گیا۔

"ہاشم خان کتنے دنوں سے اس محل اور ہاشم خان کی جلی  
 ہوئی آبادیوں کو دیکھ رہے ہو کہ کچھ سمجھ میں آیا ہو؟











• 2020

گنبد خاں کے کہیں نے اسے یہ اطلاع دی کہ  
میرزا خاں کے کافی باب چھٹی بستیا کو یاد دلائی گئے پھر رہے  
ہیں کہ انھوں نے ایک حقیرہ عید کا کپڑا پہنے کا انھوں نے کھانہ  
دادی ترکھن میں جوتی فریڈ کی پہناڑی کے نزدیک پہنا ہے  
جہاں پہناڑی کے ہنسنے لگا کہ پہلی ہو گی خراج کا پہلی ہنسا ادا  
کرنے کے لیے قبیلہ اپنا اہل باطن لے جائیں گے قبیلہ کشوں  
کو دایہ کر دی ہے کہ وہ ایک شخص کو تھامیں انہیں اعلان کے  
ساتھ جانے والے مسلمان کہ منہ کا نہیں چکی دیا گیا ہے یہ واضح  
قریباً تمام قباہ کو پہنا دی گئی ہے خوں نے خراج ادا کرنے

۰ فضل خداوندی ایک نظر نام پر نہیں کیا ہے کتنا حرص بیت  
نیا سے اپنی تلاش کا کار و بار میں کرتے ہوئے کیا جہیلوں کی طرف  
کو ششما نے فضل خداوندی کا کچھ بھڑا؟ اہل علم کو آپ کے سامنے  
فر کہ میں موجود تھا وہ کہہ کر خود کیا کیا اللہ اُسے فخر دیا گیا اور اپنے  
مقام کی تکمیل کر لی تھی کہ وہ جس کا میں کوئی پتا نہیں ہے اور  
جو نظر نہیں آیا اس کے غفلت میں کیا کام دیا نہیں کر سچے ہیں؟  
کا باطل ٹھیک کہا آپ نے سوز و رنجیں اب ایک ایسا  
لگا گیا ہے کہ وہ ہیں نظر آ سکتا ہے ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی  
کس حالت میں ہے میں تب تک رہتی ہوں اور ادا کی جاتی ہے کہ

گوندل خان اپنے سہیلیوں کے ساتھ ہیں سے عرض ہے  
 دوسری سہیلی میں پہنچ گیا۔ دوسری سے پھر تیسری تیسری سے  
 کہیں اسے کامیابی ہوئی اور کہیں نہ ہوئی کہ سنا کر ہوا  
 وہ سب کے ساتھ کہ اگر کوئی بڑا دوسرا مل جائے تو  
 ہی حزن نہیں لے رہا تو یہی کہیں اس کو کوئی شغل نہیں  
 کہ اس طرح گوندل خان کے ساتھ کافی لوگ ہیں جو گئے ..

[illegible]















کوری آنکھیں

(۱۵ جلدیں)

تھے۔ اس کی حالت سے ان کے دل کانپ رہے تھے۔ تب گوند خان نے گلو گریہ میں کہا۔

”بات نئی نہیں ہے وہ سوا بہت بڑا ہی ہے۔ تاریخ  
ظاہر ہے کہ سلطان کو شکست دینا بھی آسان نہیں تھا۔ حالانکہ  
اس کے لیے غنائے کئی قربانیوں دی گئی تھیں۔ لیکن کبھی کبھار  
کا ذکر نہیں کرتا ہوتا۔ کیونکہ میں نے کوئی قربانی نہیں دی۔  
ہاں میں چاہتا ہوں کہ انہیں کوئی قربانی کا دیا۔ وہ سوا بڑا ہی  
کہتا تھا کہ ہر آنے سے کیا فائدہ۔ سبھی یہ بات جانتے ہیں۔ کئی  
میں غفلت کرتا۔“

اور پھر اسحاق گوئندل خان کے شرف سے جڑتے رہے۔  
وہ کہتا رہا اور بستی واسے بنتے رہے اس نے طفل خان  
کی حجر و دیوار اپنی منصوبہ بندی اور پھر تاجی کی مادی  
رام کہانی کہہ سنا۔ وہ جو گھیر آوازوں کہہ رہا تھا۔

وہ سنوا اسوا تو مجھے اپنے ساتھیوں کی موت کے بعد  
 پہلے چاہیں نہیں، آتا چاہیے تھا لیکن میں بڑ دل نہیں پہلانی  
 نہیں، اگلے دن دس کروڑ چاہتا تھا کہ نیا دی مطلق مجھ سے  
 ہی ہوتی ہے۔ نہیں، یہ بات بتانے میں مجھ پریشہ شرم محسوس  
 ہوتی ہے کہ ظفر علی خاں میری بیٹی زندگی کا جو دھوکے سے  
 اپنی بیوی بن گئے گیا ہے۔ پتا نہیں زندگی کا اب اس دنیا  
 میں موجود ہے یا نہیں۔ بہت کچھ کھو یا ہے میں نے اس کے  
 لیے اور بہت کچھ دیا ہے میرے ساتھیوں نے میں شک  
 چکا ہوں۔ محبوب میں کے لوگو اتہار اسرار شکست کھا گیا  
 ہے اور چاہتا ہے کہ تم میں سے کوئی طاقتور اور بھرپور جان  
 اگر اس کا حسب سنبھالے۔ میں اپنے طور پر ہمیشہ ظفر  
 کی تلاش میں سرگرداں رہوں گا کہ اس کی طاقت میری زندگی کا  
 سب سے اہم عنصر ہے۔ میں تمہارا بھی مجرم ہوں تم حالت

کے قبرستان تک محدود نہیں تھی بلکہ پانچوں کے ماضیوں میں نیچے کے کچرے، دافوں کی طرح، ادا دھر اور اہل جوئی بیٹیوں میں بھی جگہ جگہ اُس پر لعن طعن ہو رہی تھی... اور گوندل خلیل شکستہ جلی تین تباہ اپنے گھوٹے پر سوار گلاب خیل کی جانب جا رہا تھا، اُس کے چہرے پر مڑوئی اور اُٹھکوں میں وہ برائیاں چلی ہوئی تھیں وہ جتنو کو اپنا سا اپنے گھوٹے پر سحر کرتا رہا تھا، ہاں تک کہ وہ گلاب خیل کی طرح میں داخل ہو گیا۔ گلاب خیل دلوں کو صدمہ مت جلی کا کچرہ علم نہیں تھا۔ وہ

جب گلاب ٹیل میں داخل ہوا تو بے شمار لوگ اس کی پہنچ  
و ڈر ڈرے لیکن گونسل خٹن کا چہرہ دیکھنے کے بعد ہی بیٹھنا  
پر گیا کہ وہ کیا بڑا لیا ہے۔ دوسرے لوگ تو خاموشی محاس  
کے ساتھ ساتھ چلنے لگے لیکن وہ جن کے عزیز ہا کا رب اس  
کے ساتھ چلنے لگے گونسل خٹن کے گھوڑے کے سامنے آکر اس  
سے اپنوں کے بارے میں پوچھنے لگے۔ گونسل خٹن نے کسی کو  
کوئی جواب نہیں دیا وہ سیدھا اپنی رہائش گاہ پر پہنچا یہاں  
بھی اس کے لیے کوا لیا گیا تھا جسے معذور نہیں۔

وہ بہت دیر تک جھگڑے بیٹھا ہوا اور پھر اس کی پشت پر گواڑ گونجنے لگی۔

جس کوئی شکست کی آواز ہوں لوگو! میں ایک ایسا  
فلک نیل لوہا ہوں جس نے خود کو ذوقِ ان اور رزیک  
سمجھا لیکن نادان کا قصہ ہو گیا میں ہزارِ خان سے شکست  
کھاکر آج ہوں جاوِ تمام ہستی و اہل کو ایک جگہ جمع کر لو۔  
میرے نہیں رہتی شکست کی کمانِ شہانہ چاہتا ہوں!

جس نے گونڈل خان کی آواز سنی رو دیا سسکیاں لے کر جس آواز میں کبھی طعیر کہہ رہا ہے اور آنکھوں میں ہلکیاں ترختی تھیں۔ اب ان میں ہلچلیوں کے اندھیروں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ لوگ جیسے جیسے جاگ اٹھے کسی نے کبکڑا دایں ترکھان میں زبردست غور نہی کر رہی ہے۔ اور اس کے نشانات گونڈل خان کے لباس پر موجود ہیں کوئی کچھ کہنے لگا اور کوئی کچھ حاصل بات صاحب عرف گونڈل خان کی زبان سے ہی معلوم کر سکتی تھی۔

وہ ایک جگہ جمع ہوئے تھے گوئل خان تھوڑی  
 ہی دیر کے بعد ان کے درمیان اگلی اس کے ساتھ علی احمد  
 سے ٹوٹ پڑے۔ بیٹی دے دم بخود گوئل خان کو دیکھ رہے

اپنے چلے لغزت کے آثار بھی دیکھ گئے۔ جا آفرسار پہنچ کر  
ختم ہو گیا۔ غزل خان نے انہیں حکم دیا کہ وہ سب مختصر ہو  
جائیں اور اگر چوک ہو جائے والوں کی لاشیں اٹھا کر لے  
جاتا چاہئے ہیں تو لے جائیں اس کے بعد وہ وہاں سے  
واپس چل گیا۔ گونڈل خان کی آنکھوں سے آنسو بہہ  
گئے۔ وہاں رہنے والوں کو دیکھ رہا تھا جو عرف اس لیے  
جاں بحق ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے سردار کے منہ پر  
فتوکھ باندھ کر نہیں کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اب گونڈل خان  
اپنے چہرے کو فتوکھ ہی سے لٹھرائی بنا دیکھنا چاہتا تھا۔  
اُس نے ایک کمزور و محسوس ہندی کی تھی۔ وہ ایک ناکام  
سردار تھا اور اب اس کا یہ راز کشف ہوا تھا کہ ظلمت  
کے باجم خان نے اپنی ذہنی فرائض کیوں کھودی اور وہ آگے  
بڑھا اور اپنے ساتھ آنے والوں میں سے ایک ایک کو  
آواز ہی دینے لگا۔

مساخان جابر خان، فضل غازی، چلو سر سے سنا سنا رہی  
نہیں چوگے، میری فکرت کی کیاں کاشب خیل وادیوں کو نہیں  
نہ ڈنگے ہاٹھو میر سے پیارو! اٹھو میر سے سحر دروازے کی  
ننگ و خون میں لٹھڑے چڑے جو تم، میں تم سے شکایت  
تو دیکھ اگر تم میر سے چہرے پر ٹھوکر دیتے، کہاں دم نہیں  
نہ نہ صحت واپس تو لے جاتیں تھاکب خیل کا سفر کیے  
روں گا؟

وہ ایک ایک طرح کو ٹٹول کر کہہ رہا تھا۔ ایک باب  
نہیں دیکھا تھا۔ وہ سب پہلی پہلی آنکھوں سے آگاہ  
تھیں۔ وہ سب نے غصہ سے کہہ دیا کہ یہ ایک حق  
سے دور کا ساتھ دے کر انہوں نے زندگی میں سب سے بڑی  
گفلی کی ہے۔

دوسرے قبیلوں سے اُسے ہوئے لوگ گونڈ خاں  
 محنت سے دیکھ رہے تھے۔ کوئی ایسا نہیں تھا۔ جس کے  
 پیچھے کہہ دیکھا افراد لاشوں کی شکل میں اس کے ساتھ تھے  
 وہ گونڈ خاں کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ اُسے گایاں دے  
 جاتے تھے۔ اُس پر طنز کر رہے تھے۔ گونڈ خاں نے ان سے  
 طعنت کی کہ اُس کے ساتھیوں کی لاشوں کو بھی گھوڑوں پر بٹھا  
 لے۔ وہ تنہا یہ کام نہیں کر سکتا لیکن کسی نے اس کی مدد نہ کی  
 بول دی کہ اور آخر کھڑا ہے تنہا وہاں سے رواد ہوتا پڑا۔  
 گونڈ خاں کو بُرا بھلا کہنے کی کھردرائی صرف لاشوں

گونا گونا گئے فرقائے حق نے اپنے حق میں کتنا کہ پناہوں کے عقب  
میں ہزاروں گولیاں تیرے مستقبل کے لیے سجادی ہیں جو وہاب  
کو ہت نہایت تک تیرے بچنے کو ہے میں فرق ہیں لیکن تبدیلی  
چہرے کھلے جوئے ہیں۔ کیا تم پرندہ کو گے منزل خان کتاب سے پرند  
نہیں کہلے تم آپ اپنے حق میں مایوس کیا وہ حقوں کے دریاں نہا  
کھڑے اپنی عمالی کا نام تم سے پورا پورا جواب دو۔ سب کچھ حق  
نکلتے ہیں منزل خان، سب کچھ حق نکلتے ہیں میں نے دیکھا کہ حق  
نہیں موت گرفتار کر کے لے گیا تھا سب کچھ بغیر حق نہ نکلتا  
کو میرے حوالے کرو۔ بتاؤ قیدی کیا حق میں ہے؟ بتاؤ زندگ  
کیس ہے؟ جواب دو منزل خان، میں شاہ ولی گوشت سے  
نہیں آؤں دے چکا ہوں اور میں ہند بچے کی طرح کہتا ہوں کہ تم  
اس وقت تک زندہ نہ کی دے دوں جب تک زندہ نہ کی دے حوالے  
د کرو۔ بتا منزل خان کتنے بتائے جواب دے میری حق میں ہے؟  
میری زندگ کیس ہے؟

حضرت خاندان کے ہر فرد پر نیکو سکواہٹ پھیل رہی تھی  
 اس نے ان جڑے چھوڑ دی کہ جان بوجھ کر گنہگار نہ بنیں  
 کوئی شیعہ کے ہوتے تھے۔

”لوگو! ہاگ نئے کھڑے ہو چکا ہے۔ میں آگیا ہے کیا تجھے  
اس بات کا علم نہیں تھا کہ تیری بی بی نے اس غفلتِ نفل کے لئے  
کاشٹ کی کوڑھیل کی تھی۔ اچھا سید گھوڑے وطن کے بہتر مقابل  
سہاہ گھوڑے لائی تھی۔ اپنے ہم کی بہت شہرہ چمک بگتی تھی  
کیا اس بات کے انکشاف تھے کہ غفلتِ نفل اس پر دم کلاموں  
کو جلا رہا ہے۔ آگیا اور جو فرشتے نے اس پر اپنا قبضہ جمادیا  
تو اپنے اپنے جہرے کو لٹکاتے رہے۔ دیکھ خیرے کمرے کو بیٹا  
میں غفلت“

خارج کی شکل میں ہمارا کی ہوئی دولت کے  
بٹول ہمارا نصیب ہمارا دلوں کی بندہ ہوں ہمارا دیکھا طفلی  
خاں کے ساتھی میرا دلوں کے ساتھ ہمارا ہمارا دلوں کے  
تھے۔ وہاں لوگوں کو بٹول گئے تھے جواب بھی وہاں موجود  
تھے۔ طفلی خاں کی تاج پوشی ہو چکی تھی۔ خاں کے تحت ہر  
چیز کہ اس نے تاج پہنا تھا۔ اس کے ساتھی خوشی میں  
رہے تھے۔ ہمارا دلوں کا شہنشاہ اس تحت سے اتر کر وہاں  
کے لیے چلے گئے۔

گوئی کہ خاں ۴۰ سی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ اس نے مختلف خیالوں سے آنے والے لوگوں کی آنکھوں میں



لگاؤ اور فیصلہ کرو، مگر پھر کوئی بڑا منہ بت ہو سکتا ہے تو بھلا  
سزا دو۔ اٹھ کر اٹھیں تو اٹھیں سے قبول کر لیں گا۔

لوگ مٹا دیں مگر مکر رو چکے۔ بہت سے لوگ  
گوئل خان کو دل وجان سے چاہتے تھے اور حقیقت بھی یہی  
تھی کہ گلاب خیل میں گوئل خان نے کوئی کام نہیں کیا تھا  
جو لوگوں کی مرضی کے خلاف ہو۔ تب چاروں طرف سے آدھریا  
آبھرنے لگیں۔

”نہیں گوئل خان! ہمیں تم جیسے جبر کا اور زبرد  
سردار کی ضرورت ہے۔ فتح و شکست تو مقرر کرنا چاہیے ہے۔  
آج اگر غفلت خاں تھا ہے ہاتھوں سے بچ کر قیاس خاں  
پہنچا تو کوئی بات نہیں جس کو کٹش میں ہلاک ہوئے  
ہم انھیں شہداء میں شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک ایک شخص  
کے لیے اپنی جان کو پیش کیا۔ ہمیں تباری سردار کی ضرورت  
ہے گوئل خان آ۔

”دیکھو دوستو! میں یہاں رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر تم  
نے یہ منصب میرے ہی شانوں پر چھوڑا تو یقین کرو کہ میں  
بڑوں کی طرح شہید ہوں۔ کسی وقت گلاب خیل سے نکل  
چاؤں گا۔ جو کام میں نہیں کر سکتا اس کے لیے مجھے مجبور کر دو۔  
یہ تمہارا احسان ہو گا مجھ پر۔

لوگوں نے سہیل کے خور کید بہت کچھ سوچا اور  
پھر مشفق فیصلہ کر لیا کہ گلاب خیل کے سردار کی یہ درخواست  
قبول کر لی جائے لیکن انھوں نے سردار سے وقت ملنا کہ کرنا  
سردار طرز کرنے کے لیے انھیں کہہ وقت دیا جائے۔ تب  
گوئل خان نے کہا۔

”تم جو ہا ہو کرو۔ میں اب ایک گوشہ چاہتا ہوں۔ یہاں  
سے میں سیدھا مسجد میں جاؤں گا اور وہاں جا کر بیٹھ جاؤں  
گا۔ اب میں مل میں قدم نہیں رکھنا چاہتا۔“

کچھ عرصے لوگ کیا شرمسار کر سکتے تھے چند معزز لوگوں نے  
امکان کیا کہ وہ کل سے سردار کے بارے میں فیصلہ کر لیں گے۔  
دوسرے دن نو چھان فردوس شاہ کو سردار کے منصب  
کے لیے منتخب کر لیا گیا۔ پہاڑوں میں جب وہ غریب تہریاں  
آ رہی تھیں اور یہ سب غفلت خاں کی وجہ سے تھا۔ غفلت خاں  
نے درحقیقت یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ زمین کا سب سے بڑا  
شیطان ہے۔

راول خیل کو اس وقت اپنی زندگی میں پہلے کی غلطی  
نصیب ہوئی تھی۔ جب وہ ماس خیل کا تصور بھی چھوڑ چکا  
تھا۔ بیٹے کی پیدائش کے بعد اس کی زندگی میں اور تبدیلیاں  
آگئی تھیں۔ ماس خیل کو اپنی ذات کا سب سے بڑا منصب  
ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے آپ میں جھانکنا پسند کرے۔ جو  
خود سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ وہ بڑائیوں کے راستوں  
پر اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ پھر واپسی ان کے بس  
میں نہیں ہوتی۔ راول خان ایک قدر میں آگئی ہی نمود  
نکل گیا تھا اور اب وہ واپسی کے سامنے کھڑا تھا۔  
حالانکہ جب وہ اپنے ماضی پر غور کرتا تو اسے خود بھی ماس  
ہو جانا کہ وہ قابل ماسی نہیں ہے۔

بے شک وہ جو زبانیان کا آلہ کار بنا رہا تھا۔ ایک جس  
کے لیے بھی اپنی مرضی ہی ضروری ہوتی ہے۔ آخری صورت  
نے اس پر اس طرح مسلط کیا تھا کہ وہ اپنی سوچ مجھ  
کو بھٹاتا تھا۔ لیکن جو گاہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کچے  
انھیں تو ہلا جاسکتا تھا۔ ایک ایک لمحہ اس کی زندگی میں  
زخم کی حیثیت رکھتا تھا۔ سوچا تھا تو یقین ہی نہیں آتا تھا  
کہ وہ راول خان تھا جس نے اپنے بھائی زارقی خاں کی  
جنتوں کو شدید فزوں میں تبدیل کر دیا۔ وہ جب ماس کی  
دکھنیاں لے کر واپس آیا تو بھائی اس کے استقبال کے لیے  
سو گئے۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ جملہ خاں جس بے باک  
انسان میں پہاڑوں کی رعایت کو بلال کرتی ہوئی پہاڑوں  
کی دلچسپی کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی۔ اسے بھائی تو  
خوشی سے تسلیم کر لیا لیکن پہاڑوں کی رعایتیں اس کی  
تمثل نہیں ہو سکتی تھیں۔ جو نہ لیٹا نہ نے ان رعایتوں کو اپنی  
توہین سمجھا اور انتقام لینے پر دل گئی۔ اس نے راول خان  
کی سوچ کے سامنے جگر کر دیے اور پھر کیلیا دی۔

اس کی پیاری ماں جس نے اسے جنم دیا تھا۔ خود اس  
کے اپنے ہاتھوں ماری گئی۔ راول خان نے پہاڑوں میں ایک  
ایسا شور مچا دیا جس سے لاوارستا تھا اور یہ غفلت  
خان تھا۔ اور غفلت خاں ہی کی وجہ سے اس کے بھائی کو  
اپنے اہل خانہ سمیت موت کی واروں میں جانا پڑا تھا۔ وہ  
گزرے دنوں کے بارے میں سوچتا تو اسے خود پر حیرت تھی۔  
بسی گزراہ میں اس نے ایک نئی زندگی کا آغاز کر کے  
ایک نیا نام اختیار کر لیا تھا۔ اب وہ جوں خاں کے نام سے جانا

جیتنے سے صحیح فیصلہ کر کے اس کی سرکاری میں گواہ کی  
جاری تھی۔ لوگ اس سے غلط دیکھتے اور اس کے بارے  
میں کوئی بھی رائے نہ رکھتے تھے۔

آخر راول خان نے اپنی مالی حیثیت رفتہ رفتہ  
مجبور کر لیا اس نے اپنی مدد کے لیے دو تین آدمی بھی رکھ  
لیے تھے۔ بیڑوں کے بہت بڑے گے کے لیے چھوٹی کچھ لگا  
اب کا نی نہیں تھی۔ لیکن پہاڑوں کی غصوں سے جال پڑتے  
ہیں۔ راول خان بیڑوں کے بہت بڑے گے کو لے کر...  
مکائی کھانے لگا جاتا اور انھیں چرائیوں میں چھوڑ دیتا۔  
اس نے ایک عمدہ گھوڑا خریدا تھا۔

وہ بسی کے لوگوں کی نگاہوں میں انتہائی باعزت مقام  
پیدا کر چکا تھا۔ اس نے بسی گزراہ کے رہنے والوں کے  
لیے ایک چھوٹی سی جگہ بنائی تھی۔ جہاں لوگوں کو ان کے  
مسائل کے مسئلے میں مدد دے دیتے تھے اور درجہ  
انھیں راول خان ایک بزرگی کی حیثیت سے دیتا تھا۔  
چنانچہ بسی گزراہ میں رفتہ رفتہ جوں خاں کا ہم پر شخص کی  
زبان پر آئے گا اور وہ اس نام کو ایک مستحضر۔ حیثیت  
دیتے گئے۔

راول خان کی اس نئی تعمیر میں فرخاد کی کاوشیں بھی  
شاد بہت تھیں۔ اس نے ایک جھانک سبائی ضرورت کا  
کردار نبھائی اور کیا تھا۔ ایک سمت بھانک کی پروڈی اور  
دوسری سمت ٹھوکر کا ہاتھ بٹانا اس کی زندگی کا معمول  
تھا۔ اسی خاموش اور صابر جھانک کا تصور راول خان کے  
ناک میں بھی نہیں تھا۔ راول خان نے اپنے بیٹے کا نام غرض  
بخت خاں رکھا تھا۔ وہ خاں بہت عمدگی سے پروردہ چڑھ  
رہا تھا۔ راول خان جب اپنے بیٹے کو رکھتا تو اس کی کھانچا  
میں آمیتوں کے چراغ رکھیں ہو جاتے۔

ایک دن فرخاد غرض خاں کو گود میں لیے بیٹھی  
کسی سوچ میں گم تھی کہ راول خان کی نگاہ اس پر جا پڑی۔  
”کیا سوچ رہی ہو فرخاد؟“

فرخاد جو کچھ پڑی: ”کہ نہیں خاں! کوئی خاص بات  
نہیں۔“

”عام ہی سہی! پھر کچھ بتاؤ تو کیا سوچ رہی ہو؟“  
”اس وقت میں غرض خاں کے بارے میں سوچ رہی  
تھی، تم نے اس کے لیے اتنی محنت کی ہے خاں! کچھ اس کی

جانتا تھا۔ جو زمینیں اسے ازراہ انسانیت عطا کی تھیں۔ اس  
نے وہیں پر راج اختیار کر لیا تھا اور اپنے خلیفے میں تبدیلی  
پیدا کر لی۔ شروع کر دی تھی چنانچہ ٹھوڑے ہی دنوں کے  
بعد اس کے پیچھے ایک لمبی داڑھی جھولنے لگی۔ وہ جلد ہی  
الہی بھی کرتا تھا اور اپنی زمینوں پر دوسرا عہدہ کرتا تھا۔  
چھان کی بیٹی سمیت و مصوب ہو کر لڑائی ہوئی  
سردیوں راول خان کو اس کی زمینوں پر ہی دیکھا جاتا تھا۔  
وہ زمین کے بیٹے سے اپنا حق مانگ رہا تھا۔ اس کا حق تو اسے  
غیر کیا تھا۔ چھان کی بیٹی کی خدمت ہوئی تھی۔ اس نے اس کی  
خان کی زمینوں نے سوتا تھا۔ شروع کر دیا۔ بسی والے اس  
ولی خدمت خاں کو دیکھتے جس نے اپنی زندگی محنت کے لیے  
وقت کر رکھی تھی اور اس کی تعمیر میں کچھ نہ بچتا تھا۔  
بسی کی سب سے اچھی فعل راول خان نے ہی کائی اور اس  
فصل کا اسے پھر پھر معاوضہ دیا۔ راول خان نے اس رقم سے  
مرف ہونے کر کھانا پسند کیا۔ اس نے بیڑوں کی خریداری  
شروع کر دی اور آدھی رقم سے اس نے بیڑوں کی خریداری  
فصل کرتے ہی اس نے زمین کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور  
ایک حصے میں سبزیاں اور تر کھانیاں لگا کر شروع کر دیں  
کے آج کا موسم بھی زور تھا۔ دوسرے حصے میں اس نے  
بیڑوں کے لیے چراگاہ بنائی اور بیڑوں کا دودھ اس کی  
زندگی کی کفالت کرنے لگا۔ بیٹوں کے لیے بھی ضروری تھا۔  
یہی نہیں اس نے بیڑوں کی آؤں کی تجارت بھی شروع  
کر دی۔ فرخاد طرح طرح کی چیزیں بناتے تھے۔ اس کے بیٹے  
اس کی مدد میں تھے۔ ٹھوڑے ہی دنوں میں بیڑوں کی کھانچا  
کبھی سے کبھی بچا گئی۔ اب وہ بیڑوں کا دودھ بھی فروخت  
کرنے لگا تھا۔

راول خان نے بسی کے کسی شخص کو اپنا دشمن نہیں  
بنایا تھا۔ وہ لوگوں کے کام بھی آتا رہتا تھا۔ بیڑوں اس بات کا  
یہ تھا کہ راول خان رفتہ رفتہ بسی کے لوگوں میں انتہائی  
مقبولیت حاصل کر گیا۔

بسی کا نام نہاد سردار تھیں۔ ایک بھاری بھر کم  
کا پیش کو ش آدمی تھا۔ اس کا ہاتھ شیریں تھا۔ وہ ہر ایک  
نام انسان تھا اور اپنے اہل خانہ کے لیے گود دار بن گیا  
تھا۔ اس لیے گزراہ کے لوگوں نے اس کی سرداری کی کچھ  
اعتراض نہ کیا۔ لیکن وہ خود اس قابل نہیں تھا کہ سردار کی



خوش غنیمت کا یہی حال ہے۔

”نہیں! خدا! ابھی کہیں نہیں نے زندگی میں ہمیشہ بچنے کی زندگی تھی نہیں مظلوم ہے کہ کس لیے اس لیے کہ میرے بچنے کو قہر کا سرور دینا خط سرکاری پارسی زندگی کی میری اہم حیثیت رکھتی ہے اور وہ بھی اس بات کو مدد ملے گی کہ ہمارا امتحان کس طرح زندگی گزارنا ہے۔ وقت کی لگام میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور وقت نے مجھے بتایا ہے کہ جیسے آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ زمین پر کچے جانے والے بیٹھے اپنا خالی اٹھانے کے شرف ہیں۔ آسمانوں پر ہونے والے بیٹھے ہی پائیدار ہوتے ہیں۔ ایک اس کے ساتھ ساتھ ہی آسمانوں سے انسانوں کو ملتا ہے۔ کھانا پانی ہے۔ ہم آرزو کرتے ہیں اور یہ آرزو میں زندگی میں جتنی چاہت ہے پر ہو کر رہتی ہے چنانچہ آرزو ہمارا حق ہے۔ اور جانی ہو میرے دل میں کیا خواہش لگتا ہے آرزو ہے۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو سردار بنانا چاہتا ہوں اور اگر میری زندگی باقی رہی تو یقیناً ایسا ہی ہو گا۔

خزانہ کی انگوٹھوں میں آئینوں کے چراغ ملے۔ اس نے خزانہ ستر سے ٹھونک کر ہاتھ تمام لیا ہے تیار ہے ہاتھوں پر تین سے لاکھ آ

داؤل خان ایک قدم بھی ہٹ کر بولا۔ نہیں! خزانہ! ضروری بات مت کہہ میرے ہاتھ بہت بڑے کام کر چکے ہیں۔ ان ہاتھوں پر میرا دھرم ہے جو کہ مانگو اپنے ہاتھ سے مانگو۔ داؤل اب بے کلمہ ہے۔ ”خزانہ! جواب میں خاموش ہو گئی تھی۔

داؤل خان کی ہائپر در حقیقت اس کے پورے وجود پر مسلط تھی اور وہ اپنی حیثیت کا وہاں منوانے میں مصروف تھا۔ تاکہ آنے والے وقت میں اس کی دلچسپی کی غلیل ہو سکے۔

ایک دن بھیلوں کے عظیم لشکر نے کوئٹہ گھاس پر چرنے دیکھتے ہوئے اس کی نگاہ کاٹی قافلے پر ایک گھوڑے کی جانب آگے بڑھا۔ سیاہ رنگ کا قد اور گھوڑا سر پٹ دوڑ رہا تھا اور اس کا سوار اس کی پشت سے چٹا ہوا تھا۔ داؤل خان کو ایک لمحے میں احساس ہو گیا کہ سوار کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ یقیناً کوئی ایسی بات ہوئی ہے کہ وہ گھوڑے

کی پشت پر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا اس نے سیل بجا کر اپنے گھوڑے کو ٹھہرایا اور پتھر سے اس کی پشت پر گود کر گھوڑے کو اس جانب چھوڑ دیا۔ جھرم جھرم دوسرا گھوڑا گیا۔ قاتلان کی ٹانگیں داؤل خان سے گھوڑے کے سر سے پھٹ گیا۔ اس کے اندر دھن کے آثار رہائے جاتے تھے۔ اس نے اپنے گھوڑے سے اس دوسرے گھوڑے کا راس ہٹا دیا اور پھر اپنی دکان کے دروازے پر اپنے گھوڑے کو اس کے سامنے لے آیا۔ یہاں تک کہ اس کے گھوڑے کی لگام پر ہاتھ لگایا۔ گھوڑے نے قافلے پر ہمارا گھوڑا زک زک گداؤں داؤل خان نے اس کی گردن سے چھٹے نے سوار کو دیکھا۔

سوار ایک نوجوان آدمی تھا۔ اس کے داہنے ہاتھوں کے تھکے تھکے خون پر ہاتھ داؤل خان کی تیز نگاہوں نے پہچان لیا تھا کہ یہ گھوڑوں کے نشانات ہیں۔ کوئی دشمنی! داؤل خان نے جبری سے وہاں سے ہٹ کر چل دیا۔

نوجوان کا چہرہ دیکھ کر قافلے کے لوگ نے سہم آ رہا تھا۔ بہر طور وہ گھوڑے کو اپنی چراگاہ میں لے آیا۔ اس نے نوجوان کو سیرکار کے چہرے پر پانی کے چھتے دیے۔ لیکن وہ گہری بے ہوشی کے عالم تھا۔

تہ داؤل خان نے اپنے لباس سے بڑی بڑی پٹیاں بھاڑیں اور اس کے خون کا گھٹے زخموں پر کس دیں۔ پھر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جڑو سی تھا کہ نوجوان کو کسی بھی طرح ملتی آدھادی جائے۔ چنانچہ اس کے دشمن کون تھے۔ اور اس کا تعلق کہاں سے تھا؟

اس نے نوجوان کو ایک چٹان کی آڑ میں بٹھا دیا اور پر قبضہ کرنے لگا۔ بھیلوں کے گھٹے کو میں چھوڑ دے! اسے ہٹکا ہوا تھا۔ اس نے جانے ابھی وہ یہ قبضہ نہیں کر پایا تھا کہ بہت دور کہیں سے گھوڑے کے تھناتے کی آواز سنائی دئی۔ ایک نئی آواز تھی۔ داؤل خان پھرتی سے ایک جگہ پھر پھر چڑھ گیا اور اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ بہت دور ایک درختوں میں اسے پانچ گھوڑے دوڑتے ہوئے نظر آئے۔ ان کا رخ اسی جانب تھا۔

داؤل خان کی چٹان جس نے اسے احساس دلایا کہ یہ لوگ دوست نہیں ہو سکتے۔ ہو سکتے ہیں۔ اس نوجوان کے دشمن ہوں اس نے نوجوان کو چٹان کی آڑ سے اٹھایا اور ایک ایسی جگہ لے گیا جہاں اسے آسانی پوشیدہ کیا جاسکتا تھا۔

اس نے چند خشک جھالیں اس طرح ترتیب سے دیکھیں کہ نوجوان میں چھپ جانے والے سے بڑھ کر بھی مٹی سے اس نے نوجوان کے گھوڑے کا رخ واپس اسی جانب موڑ دیا جس طرف سے وہ اسے پکڑ کر لایا تھا۔ اور اس کے بعد ایک زوردار فحش گھوڑے کو رسید کر دیا۔ گھوڑے نے زق زق لائی اور سر پٹ دوڑا۔ نوجوان لگا ہوں سے اوچھل ہو گیا تھا۔

داؤل خان پھر بلندی پر چڑھ گیا۔ گھوڑا درزہ عبور کر کے پہلے میدانوں میں آیا۔ یہی چاہتے تھے جہاں سے داؤل خان کو دیکھا جاسکتا تھا۔ ایک بار پھر اپنے اعلان کا ہاتھ لپکنے کے بعد داؤل خان پھر کون خزانہ میں اپنے سامنے رکھی گداؤں چیزوں کو کھانے میں مصروف ہو گیا۔ اس کا اندازہ درست ہی نکلا۔

گھر کا داروں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچ گئے۔ داؤل خان نے ان کے چہرے دیکھے۔ پہاڑی لباسوں میں ملبوس یہ لوگ کافی خوشنظر آتے تھے۔ ان کے شہزادوں سے ملنے ایک دوسری تھیں۔ ان میں سے ایک، باقی چار لوگوں میں سے تین تھیں۔ ان کا ایک نظر آ رہا تھا۔ داؤل خان نے گھڑاٹا اس نے متانت سے ان لوگوں کو سہم کیا۔ اور سیدھا پہاڑ سے ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔ مگر اس شخص نے ادھر ادھر گھورتے ہوئے کہا۔

”کیا یہاں کوئی گھوڑا سوار آیا ہے۔ نوجوان آدمی ہے اور غالباً زخمی؟“

”نہیں! حریر! وہ یہاں نہیں آیا۔ میں اس وقت اپنے کھانے کی تیار ہوں میں مصروف تھا کہ اس نے ایک ڈوڑے سے گھوڑے کی آواز سنی۔ باہر نکلا تو گھوڑا یہاں سے آگے نکل چکا تھا اور اس سمجھ گیا تھا۔ یہاں دیکھ کر اس کی پشت پر کون سوار ہے۔ لیکن یہ نہیں تھیں۔ تاسکتا ہوں کہ وہ اس سمت گیا ہے۔“

اس شخص نے عجیب لظروں سے داؤل خان کو دیکھا اور پھر اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ کسی مندرجہ چیز کو دیکھو۔ یہاں سے تمہیں دور دور تک کا علاقہ نظر آسکتا ہے۔ جس ساتھی کو اس نے حکم دیا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے

عظیم الحق حق کے قلم سے ایک اچھوتی کہانی اسے جلتے بے دماغ کے کہانی ہے۔ نام عالم دہشتہ کے علامت ہے۔

انے بکے ہوئے کے داستاں جو اپنے ہاتھوں دُنیا میں اپنے لیے ہم تم قہر کرتے ہیں۔

# اچھوت

قیمت: ۸۰ روپے

اپنے ہا کر یا قریبی بک سٹال سے طلب فرمائی

ناشر: علی میاں سلی کیشنز  
۲۰۔ عزیمت مارکیٹ، اردو بازار لاہور  
فون: ۲۲۴۲۱۳

سٹاکٹ: علی بک سٹال  
نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال لاہور  
فون: ۲۲۲۸۵۲



















یہ تیار تھا۔ ماں مٹی اس کے دل میں بھی کارزد تھی کہ بچے کو پیسے پر گھر سے نکلے گا۔ مٹی نے بھی کہا کہ آؤ دوں گے اپنے پیسے میں دین کر لیا تھا اور صرف فضل خان کا خوشیوں کے لیے پروہ کا گھر ہی تھی جو اسے پسند تھا۔

فضل خان کتاب پر ہر روز نگاہ کے پاس کا پڑھتا تھا وہ اپنی دمن میں سوت تھا کہ وہ لوں کے لیے وہ اپنی مٹا سرگرمیاں ترک کر کے بچے میں ہی گھر گیا تھا تو فضل خان شہر اندھن سے گھڑا کی صورت خوش تھا کہ کم از کم نگاہ کے خواب کا وہ ختم ہو گیا جو اس کے لیے دودھ فرسایا تھا۔

ان کو کھانا یہ خیال نہ تھا کہ اس وقت نگاہ کے کراپنے پیسے سے بڑے بڑے بیٹے بھی اور فضل خان اس سے کہہ سکتے تھے کہ اپنے ٹھکانے کو گھر سے چھوڑ کر چلے جائے۔ نگاہ نے گراں گھر نگاہ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

”جیسے کہ گناہ ہے؟“

”بہت چھا بہت پیدا فضل خان اس لیے کر رہا ہوں۔“

”ہم نکلے۔ اس میں تیری صورت نظر آئے ہے۔“

”ہیں؟“ فضل خان چونک پڑا۔ ”اس میں مجھے کسی صورت نظر آئے ہے اور تو اسے اچھا کہہ رہے ہیں؟“

”ہاں کیوں؟“

”میں فضل خان ہوں سوا گھوڑے والی میں انزل خان ہوں۔ میرا تیرا تو دل میرا تیرا تیری دلی تو شال میثیت رکھتی تھی۔“

”اتفاق کیا بات ہے فضل خان کہ تم نے فقط مٹی کا سٹلا کیا ہے؟“

”کیوں؟ کیا میرے اور تمہارے درمیان اب دشمنی نہیں ہے؟“

”میں نے اسے جھوٹے دشمن سے کسی دشمنی نہیں کرتا؟“

”پھر کیا کہتے ہو فضل خان؟“

”میرا مطلب ہے دشمنی نہیں کرتا؟“

”پھر کیا کہتے ہو فضل خان؟“ نگاہ نے مٹی کا اذان میں سوال کیا۔

”مجیب بات کر رہی ہے تو؟“

”ہیں۔ جب دشمنی نہیں کی جاتی تو پھر دوستی کی بات ہے۔“

”خود ہی کیا؟“

”ہاں خان مدینہ کی توڑی، دشمنی بدستور، سیاہ یا سفید۔ جب سیاہی ختم ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ اب

خوش فداں گھر میں رہتا ہے۔ یہ سستی تو آج بھی تیسرے درجہ کی رہی۔“

”خوش فداں کا کوئی بیٹا بن پڑا میں نہیں ہے۔ کون ہے جو میرے سلسلے میں رہا ہے؟“

”نگاہ کو نے ایسا کیا کیا تھا اپنی فضل کا اس کا ہے؟ کیا تو پوچھتا ہے؟“

”ہاں میرے محبوب میں پوچھتا ہوں۔“

”اگر بات ہے تو میری تیری طرف دیکھ کر بات چھا۔“

”مٹی نے ہاں میں تیری ان غلطیوں کو قبول کر لیا تھا میں جو کہہ بھی تھا کہ نہیں کہتے۔ وہ کہہ رہا ہے۔“

”تو مجھے کل صبح کی آواز میں کیوں نکلتا ہے؟“

”خان باب اور کسی وقت کہہ۔ یہی وقت مناسب ہے۔“

”بتا تیرے ہم کیسے ہیں؟ کیا میں اپنی گراں پر غور چھوڑوں؟“

”ہیں نہیں مجھے تیری ضرورت ہے۔ اس لیے کہ تیری ضرورت ہے۔ وہ نہ سبب نہ پڑے گا۔“

”کیا کاغذ لکھ کر؟“ فضل خان نے کہا اور اس بار وہ بچے کو نگاہ ہی کے پاس چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

”یہاں کا سب سے اچھا آدمی اور نگاہ۔ وہ جنت سے اپنے لیے کوئی چیز بھی نہیں۔“

”میرے مل۔ شاید تو میری تمام مشکلات کا حل ہے۔“

”دوسری کج ترکانی خان اور سطورم خان کو ایک حکم پانچ سید گھوڑے کا بندہ بہت کیا جانے۔ سید گھوڑوں کی لگی نہیں تھی۔ پانچ سید گھوڑے سید کا رہے تھے۔“

”خان نگاہ کے پاس پہنچ گیا۔“

”نگاہ۔ میرے بھائی؟“

”نگاہ خان کوئی سے آگے کر اس کے ساتھ چل پڑا۔“

”یہ ہے۔ بہتر نکل آیا اور چھوٹے سے ایک فضل خان نگاہ کے ہاتھ میں دیکھ کر جھک کر کہنے لگا۔ ”اب پانچ گھوڑوں کو گراں سے آڑا؟“

”نگاہ نے ایک فضل خان کی صورت میں ایک لڑکے کی صورت میں ہر چیز کو سمجھتی تھی کہ فضل خان جہنم فطرت کا ایک ہے۔ اس کا بہتیت میں ایک وحشت ہے۔ اور اس وحشت کو اس طرح ختم کیا کہ اس کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ تیرا جو صدمہ تھا کسی مذہب کے گھر یا تھا کہ

بڑھا اور اس نے دست و پا کر دیکھا کہ وہ فضل کا گھوڑا چڑھا تھا۔ پانچ گھوڑے کے بعد گھر سے اس کی گواہیوں کا شکار ہو گیا۔

”تیرے گھر کے گھوڑا اور اس نے آہستہ سے نگاہ کے کان میں کہا۔ اب یہ فضل خان کے قدموں میں کہہ کر نگاہ اور اس کے بچے کو ختم شاہ جہاں کے سلسلے میں تیار ہوا تھا۔ اپنی فضل کے لیے مٹی کا خواہش تھا۔“

”نگاہ آگے چلی۔ اس نے فضل جگہ پر فضل خان کے قدموں میں کہہ کر دیا۔ آہستہ سے بولی۔ ”پہاڑوں کے شہنشاہ تیری شہنشاہی مجھے سبک۔ گلاب خیل کا بیٹا خرم شاہ اپنی شکست کا اعتراف کرتا ہے۔ اس لیے سلسلے میں تیار ہے۔“

”فضل خان نے تیزی سے جگہ کر نگاہ کے دونوں بازو پکڑے اور اسے سیدھا کھڑا کیا۔ اس نے نگاہ کے سر پر اپنے شاہی سے گلاب اور پھر پہاڑوں میں اس کی پشت پر کھڑا کر دیا۔“

”فضل خان کے گروہ کے گروہ کو گواہیوں کے شہنشاہ کے ساقیوں کو نگاہ کی بیٹی نگاہ پہاڑوں کی کھجور پکڑا۔“

”کے شہنشاہ کی بیٹی نگاہ جہاں کی خلی خلی اس کے نام پر جشن منانا۔“

”نگاہ کر۔“

”نگاہ کو پکڑیں نہ چھوڑیں۔ فضل خان نے اسے اور قریب کر لیا۔“

”آج سے میرے اور تیرے درمیان نظروں کے قیام ہے۔ ختم ہوئے۔ نگاہ میں تیرا شاہ دل پہلے تیار فضل خان پہاڑا۔“

”نگاہ کی سمجھیں جگہ گھٹیں میں سمجھوں گے۔ آسمانوں کے چھوڑے مسلسل ٹپک رہے تھے۔“

”جو خاتمہ خاتمہ چھوڑا۔“

”چھوڑا۔“

”اور نگاہ کے سلسلے میں وہ رو دیا۔“

”جانب بڑھ گیا۔“

”اس کے حالت بہتر ہوئی۔ چھوڑا۔“

”تو اس نے سخت وحشت کے عالم میں گراں سے بڑی آواز دہشت بھرے آواز میں جہنم شروع کر دیا اور عجیب عجیب آواز کرتا۔“

”نیک جنت کرنے والی جسم سیرت طرفہ اس کی بیٹیوں اور















فطری :  
 کیا اس سے خیال میں ایسے اسکات سرور میں کشادہ  
 بہت ہی بات میں جلتے  
 - کو شش کرنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔ یہ اس لئے  
 یہ اپنے آپ کو چھوڑ کر جانے  
 - کرم سب جیسے ساتھی ہیں جن سے بننا ہی بتا  
 اس لئے میں تم سے ایک دیکھ کر ہی  
 - کچھ نہیں میرے دوستو! میں نے اپنا فرض پورا کرنے  
 کی اجازت چاہا ہوں تم کو گول ہے  
 - اجازت ہے : تمہارے لئے اچھی کر گیا۔ وہ کچھ عجیب  
 سا نکتہ تھا۔  
 راول خان غازی سے گزرنے کے بعد گھر واپس پٹ پٹا لے  
 گھر پہنچا تب اس نے ملازم سے کہا۔  
 - فریاد میں میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر سطر پر تم نے  
 اپنے آپ کو میرا دوست ثابت بن کر پیش کیا ہے جس پر  
 مجھے یہ ہمیشہ ہی تمہاری ضرورت ہے  
 - خاندان میرے لئے صرف بتنا حکم ہی کافی ہے  
 - دیکھو فریاد! غریبوں کی بہتر خدمت اور اس کی حالت  
 بیماری زندگی کی حالت ہے۔ وہ تو کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ  
 کسی اور شہر کو گھر سے ہر حال میں ادا ہلا نام نظر رکھا گیا تو  
 رہیں گے وہ کوئی نہ ہوگا :  
 - حق میں میری امید اس کے اس کی حالت کو دیکھ کر  
 میری ہمت ٹوٹ نہیں کر رہی۔ اس کے بعد اس کی  
 رہا ہوں۔ میں کچھ دنوں کے لیے ہمارے ہوں فریاد! ہر وقت  
 مجھے دن دن جانی ہیں اور وہ ان تینوں دنوں میں گھر  
 انجام دینا ہے اس کے بارے میں تم سب کو  
 - تم اپنے حق کو حق میں زندگی کی حالت میں کچھ  
 حفاظت کرو گے : فریاد نے جو عزم ہے میں کیا اور راول  
 خان نے گزرنے پر اس نے کچھ وقت تیار کیا میں صرف  
 کیا اور پھر شہر میں کے بارے میں عملی صورت حاصل کرنے  
 اور ملنے کے لئے کو زمین لینے کے بعد وہ شہر میں  
 کی جانب چل پڑا۔ اس نے زوردار میں سو نہی نہیں اپنے  
 اپنے کام کرنے والوں کو کہ اس کی خبر سب میں میں میں میں  
 کی حفاظت کی جلتے۔ بیرون کے لئے کو چاہا کہ اس کے  
 ہوا اور دیا جلتے۔ اور وہ اپنے گھر کے پر سوار ہو کر گھر

جسے ادا میں سنبھلے گی سحرور کی دہم کے عوین ایک پہرے طر  
 لے اس کی مدد کر لال۔ پھر سے دارنے شہ جاکو اس وقت  
 چل خان کی آمد کا صلہ مل گیا جب وہ پہنچا تو گم گاہ میں تھی  
 اور سحرور کی مدد پر راول خان کو پہن خان سے ملنے میں جانا گید میں  
 سحرور کی مدد پر ایک کرے چلا اور پھر شہ جاکو سے کہہ کر  
 ساتھ ادا داخل ہوئی اس نے اپنی بیوی شاکر سے چل خان  
 یا راول خان کو دیکھا تھا اس نے تسلیم ادا کرتے ہوئے کہا۔  
 - شہ جاکو اس کی ختم کو چل خان کا سامنے پہنچا۔  
 وقت اس طرح میری کہ ماں ادا کے خلاف ملحق نہیں خان کی  
 خدمت میں حاضر ہو کر دیکھا تو دین فرض قتلاہ میں اس نے  
 کہا کہ اس کے لیے یہاں پہنچا ہوں۔  
 - پتہ پانے میں بھی یہی ہے جس میں اس وقت ملے کہ ادا  
 دیکھا کہ کچھ کیا بات ہے؟ کوئی برقم؟ کہا اس کے لئے چلا  
 ہم سے کیا چاہتے ہو؟  
 - ادا ادا چل خان ہے۔ سنی گزارہ کا ایک چہرہ ادا  
 اس میں وقت دیکھ کر وہ محتاج حال شہ جاکو کے گزارے  
 سوا کہ ترفین سے گفتگو کر رہی تھی۔ میں نے اس وقت سرعام  
 ہونے کو مناسب نہ سمجھا لیکن بعد میں مجھے وہ دیکھا اور میں یہاں  
 نام کی خدمت میں اس کی دین کے لیے پہنچ گیا۔  
 شہ جاکو ایک بڑی تھی اس نے سوسے پاؤں تک چلی  
 خان کو دیکھا اور پھر اس سے کہا۔  
 - لے شہ نام اس کی شکل و صورت سے پہچانتے تھے اس لئے  
 بدلی تھی کہ گھر تک پہنچ کر وہ کا درو۔ اپنی حیثیت بتاؤ۔  
 خان کی خدمت میں اس کی ترقی پر حوروں نے بین کرنا شروع  
 چلا اور صرف میں نے یہوں کر اپنی دوسری بیوی خود چلا ہوں  
 تو خان کے پاس نہ فرامیں اگر میں خان سے ملنے کرنا کہ میں  
 گزارہ میں کافی بڑی زمینوں کا مالک ہوں اور اس پر کاشت  
 کی جاتی ہے تو خان سوچیں کہ یہ میری اپنی ادا کے لئے  
 میں خان کو بتا چاہتا ہوں چاہوں میں اپنا تدارف چرلہ  
 کی حیثیت سے کرنا چاہے۔ خدا کے فضل و کرم سے میں صاحب  
 حیثیت ہوں لیکن چہرہ ادا کی بات بھی جھوٹ نہیں۔  
 - خیر ٹیک ہے۔ کہہ ہم سے ملنے کیوں چاہتے آئے؟  
 خان کا کوئی پیغام لے کر...؟  
 - نہیں خان۔ ایک ایسا اکثاف آپ کے سامنے کرنا چاہتا  
 ہوں جسے نہ کر سکتے ہیں آپ کے ذہن میں کوئی ایسا خیال آ







